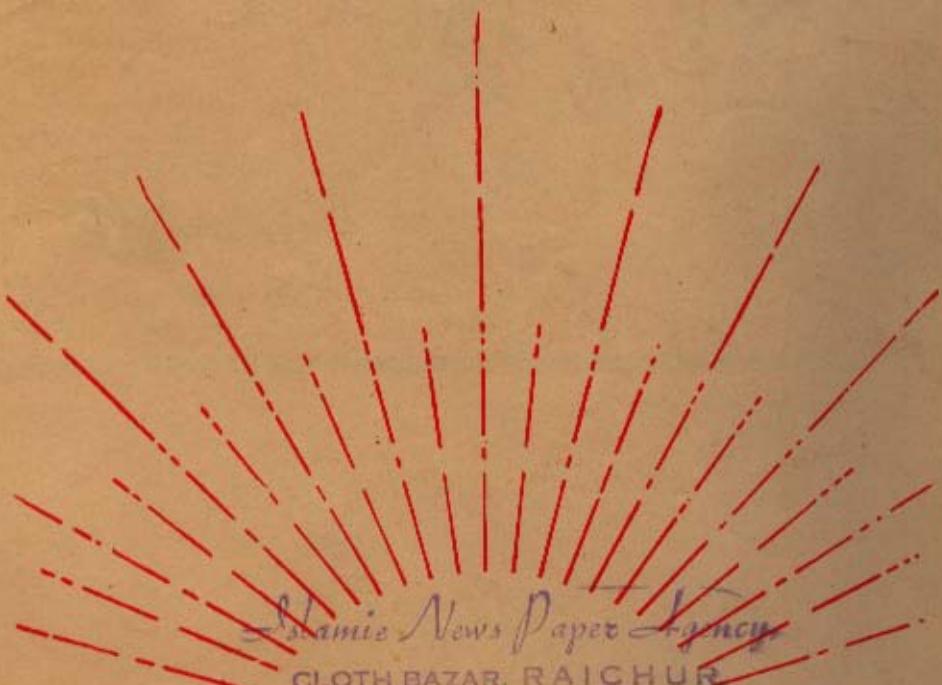


محلی جملی ماہنامہ دیوبند



Mamie News Paper Fancy
CLOTH BAZAR, RAICHUR

(c. 1910)
ایڈٹر: عامر عثمانی (فاظ محلی دیوبند)

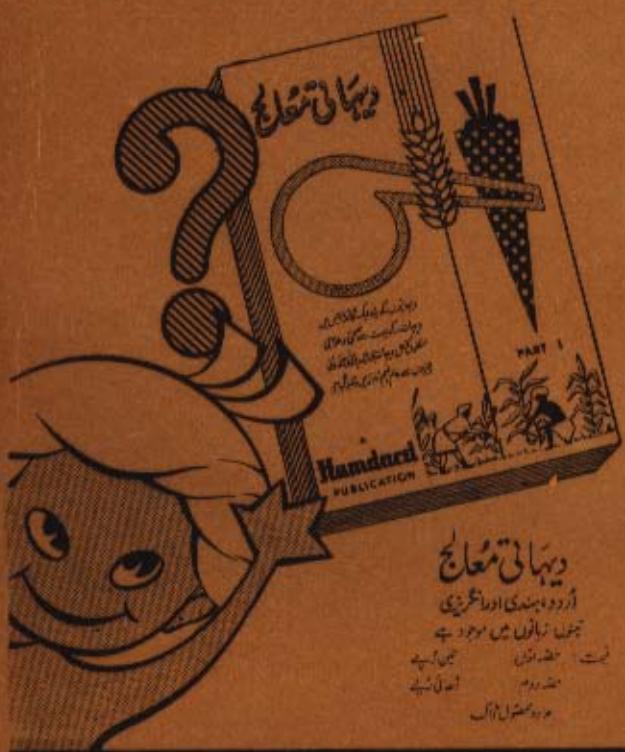
دیہائی مصالح

اس تجھات سے شہر کو رہتے کئی چیزوں، جو کسی بھی اور جو بھی ایسیں ہیں جو ہم کا
کام لے دیں۔ مدد و مددی کا طبقہ اور جو کسی ادارے کے ساتھ مدد کے کام انجام دیتا ہے اُن
کا انتہا مدد و مددی کا طبقہ ہے۔ تجھات کے امور کے طبقہ میں اسکے میانگی کی کسی
بینی میں جلوں، جو حصہ نہیں ہے۔ مدد کے کاموں کے طبقہ میں پڑھاتے ہیں اُن کا اصل
ہے مدد و مددی۔ مدد و مددی کے کاموں میں جلوں کے امور کی صفات، اُن کی ایجاد و ایجادیں
یہ صورت ہے کہ جلوں کو کسی ادا کی تصور کرنے کے لئے اُن کے درپر پڑھتے ہیں جو ایسا ہے۔ اُب
یہ صورت ہے کہ مدد و مددی کے کاموں میں جلوں کو کسی ادا کی تصور کرنے کے لئے اُن کے درپر
پڑھتے ہیں۔ اسی طبقے میں جلوں کے کاموں میں جلوں کا کام ہے اور کام کا اندھا۔ اسی طبقے میں جلوں
کے کاموں کے لئے اسکے طبقہ میں جلوں کی جائیدادیں، اسی طبقے میں جلوں کے کاموں کے اندھے اسکے
اکاریں اور اسی طبقے میں جلوں کے کاموں کے ساقچے جائیدادیں

مدد و مددی کا طبقہ میں جلوں کے کاموں کے اندھے اسی طبقے میں جلوں کے کاموں کے اندھے
کاموں کے کاموں کے اندھے اسی طبقے میں جلوں کے کاموں کے اندھے اسی طبقے میں جلوں کے کاموں کے اندھے
کاموں کے کاموں کے اندھے اسی طبقے میں جلوں کے کاموں کے اندھے اسی طبقے میں جلوں کے کاموں کے اندھے



ہمدرد
رواجانہ وقت
دہلي کانپور پٹل



دیہائی مصالح

اور وہیں کی اور انہیں
تجھ نہیں میں بوجو دے
جنت جلد اسی
جن اپنے
مشروع
اعمال شیعہ
مدد و مددی

شمارہ نمبر ۱۳ جلد نمبر ۱۳

ہر انگریزی ہینس کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے
سالانہ قیمت چھروپے۔ فی پرچہ ۵ نئے پیسے
غیر مالک سے سالانہ قیمت ۵ اشامیں بھل پوچل آرڈر

دیوبند

مہینہ

نہرست مضمون مطابق ماہ جولائی ۱۹۶۴ء

۱	آنفار انگلینڈ
۲	خلافت اور اہل بیت
۳	نقدو احتساب
۴	دینی تبلیغی ہفتہ
۵	مسجد سے بخانے تک
۶	کھرے کھوٹے

الگاس دائرے میں سفر ختنان ہے تو کچھ لیجئے کہ اس پر جوہ پر آپ کی خریداری ختم ہے۔ یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت کھیبیں یادی یا فی کی اجازت دیں۔ اگر آئندہ خریداری جاری نہ رکھنی ہو تو بھی اطلاع دیں۔ خاموشی کی صورت میں اگلا پرچہ دی پی سے بھیجا جائیگا جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہو گا۔ دی پی چھروپے پاٹھنے پیسے کا ہو گا، منی آرڈر بھیجکر آپ دی پی خرچ سے نجح جائیں گے۔

پاکستانی حفظہ، ہم کے پاکستانی پتہ پرچہ کھیجکر رسیدنی آرڈر اور اپنا نام مکمل ہیں بھی یہ سالہ جاری ہو جائیگا

ترسلیز، اور خط و کتابت کا پتہ

پاکستان کا پتہ، مکتبہ عثمانیہ ۲۷۸ میانا بازار

دفتر تخلیقی دیوبند ضلع سہارنپور (پی) پر اہمیت کا لونی۔ کراچی (پاکستان)

عامر عثمانی پر اہمیت کا لونی۔ کراچی (پاکستان)

اس سمجھنے

پنج ستارہ کی تصدیق میں ناگزیر تھی۔ موضوع عمومی حراج کے اعتبار سے خشک اور بے کشش ہے۔ بلکن ضرورت و افادت کے نقطہ نظر سے اس کی اہمیت میں گناہ میں کلام نہیں۔ ہم نے مناسب جاناتکہ تمام گوئے روشی میں لائیں اور طالبین علم کے لئے متعارفہ معلومات فراہم کر دیں۔ اسی وجہ سے اس مرتبہ کی دوسرا سی قسط پر بھی اسلام کا انتام نہیں ہوا ہے۔ بلکہ الشار اللہ العزیز الحکیم نہیں میں تکمیل ہو گئی۔ حضور اس طرح کی طولانی بحثوں سے مکدر بہوت ہے ہیں ان کی خدمتیں موبد بانہ عرض ہے کہ آپ ماؤں نہ ہوں۔ پس اخیال ہے کہ الشار اللہ اگلا شامراہ اتنا خشک نہ ہو گا اور اس سے اگلا یعنی سترہ کا شاید ”ڈاکٹر“ بنادیا جائے۔ جن سائینس نے اپنی اشاعت کی الات صحیح رکھتے ہیں ان کی زحمت انتظار کے لئے ہم شرمدار ہیں اور اللہ کی ذات سے اسد کرتے ہیں کہ ”ڈاکٹر“ کے ذریعہ تلافی ماناتے ہوں گے۔

نیز تصریح طلب کتابوں سے بھی ہم غافل نہیں۔ ابھی کچھ دوڑ پڑے ہم نے قارئین تجلی سے پوچھا تھا کہ تمہروں کی موجودہ روشنی ہی کو قائم رکھا جائے یا صفات اور وقت بجاں کی خاطر اسے نامہ تمہروں پر اکتفا کیا جائے جیسا کہ عام طور پر جاندے ہیں۔ اکثریت کا جواب یہ تصریح تفصیلی ہی ہے۔ ان تصریحوں سے کیا حاصل جو فرض اشتہار کا کام دیں اور ناظرن کو صحیح رہنمائی نہیں سکے۔ اس جواب کے بعد ہم نے یہ پسند کیا ہے کہ جائے در بر ہوتی رہے مگر حق تصریح ضرور ادا ہونا چاہیے۔ جو لوگ تصریح و طلب خیزیں بھیج کر فرمی تصریح سے کے خواہیں ہوتے ہیں ان سے ہم عاجز ہیں اماں کوئی کہ وہ یا تو تصریح سے کام لیں یا پھر تعلیٰ کو مدد و ر

ہم بھی کو شش کریتے رہے ہیں کہ تخلی کا کوئی بھی شمارہ دینی اعلیٰ سرمائی سے ہے ہی دامن نہ رہے، لیکن اتنا طhos اور بھل بھی نہ ہو جائے کہ عام طور پر اس کام طالع گرل کرنے لگے۔ سہ کشش بفہرست تعالیٰ اکثر دیشتر کامیاب ہی رہی ہے ایکس کی بھی بھی ناکام بھی نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ماہ ہون کا تحلی ہائے زاویہ نظر سے خشک اور بے کیف سارہ مزید خرابی یہ ہوتی کہ بعض خودارت کے تحت طباعت کامیاب گز گیا۔ گویا کرایا اور سچھزادہ مُرطوف یہ ہے کہ جیش نظر شمارہ کے باسے میں بھی ہماری راستے بھجو اچھی نہیں ہے۔ سڑکے پر خارق تو یہی ہے کہ ماہ گذشتہ کام طرح اس بار بھی تحلی کی کاں ” غالب ہے حالاں کہ یہ عنوان نہ صرف اپنی افادہ بیت بلکہ بھی کے اعتبار سے بھی جملہ خواہم دخواص ہیں کافی تصور ہو گیا ہے۔ ہم صورت حال کا احساس رکھتے ہوئے بھی نلگے پر مجھ پر یوں ہو گے کہ ”لقد و اخذت“ کے عنوان سے چوتھی ماہ گذشتہ سے شروع ہو گئی ہیں ان کی تکمیل بھی فی الجملہ سارے فراغیں ہیں شامل تھی اور یہ ہماری عادت ہے کہ جس کسی مسئلہ پر بحث کرنے میں تو حقیقی المقدور یہی کرتے ہیں کہ کوئی گوئشہ تاریخی میں نہ رہ جائے۔ یعنی بعض مترجمین اسے طول بر تصحیح ہو جاتی ہے کہ اکثر قارئین اُنکا مانتے ہیں۔ بلکہ تصحیح تو خود ہم بھی بھی بھی ادھر نہیں لگتے ہیں مگر معلمہ شعرواد کا نہیں بلکہ علمی و ذریعی سائل ہے۔ یہ سائل اُریعن اوقات خیز تحریک پر بھی بیوں اور محمد و دقاویں کے سوا ان میں کسی کو جاذب تھوس نہ ہوتا ہے۔ مسری نہیں گزار جائتا۔ اب مثلًا ذکر بعد الصبولۃ کے مسئلہ کو سے لے لیجئے جس پر اس شمارے کا پڑا حکم تصریح ہو گی۔ ہے اور جس کا تفصیلی بحث

جب آپ کا پکے لھٹکیوں

چلن اشروع کرے تو...

آپ اپنے پکے سے محنت کر رہے ہیں اور اس کی بیٹھنے والی
سے بلکہ لھٹکیوں پلٹنے سے پھر بہتر سن جیز کی ضرورت محسوس کرتے
ہیں۔ اسی ضرورت کے پیش نظر ہمدرد دو اخات نے بچوں کے لیے
نوہیاں گراست پیرپ اور نوہیاں بے بنی مانک تیار کیے ہیں۔

نوہیاں گراست پیرپ آپ کے پکے کو قبض، ہمیں
وانت کھلانا، جگڑا اور تیڈھنے، نیند میں جو نکلا، نہ کہا، والی بہنا جنہے
اور کڑیے ہو جانا اور پیاس کی شدت سے بچات، لاتا ہے۔

نوہیاں بے بنی مانک اس میں وہ تمام اہم فوائد
 موجود ہیں جو کفرور پکتوں
 کو صوت مندا و تندست، بلنسے کھلیے ضروری ہیں اللہ تعالیٰ اہم
 حام جسمانی کر دی، رسوکھا، پھیلوں کی نرمی، میڑ جان اور جوڑ پر جوں
 سوڑھوں کی نوجیں، مرض کے ہمکی کر دی، کفروری، بلند شکناوار
 نزلہ دنکام سے بخدا نظر لکتا ہے۔

اپنے پکے کو

نوہیاں

سے تندست اور تولماں کیے



آن ہی ایک ایک مشیشی خریدی ہے



ہمدرد دو اخات (وقت) دہلی، کانپور، پشاور

یا نا ایں یا جو چاہے سمجھ کر اپنی جیزی دوسرے عجیزوں کو سمجھیں
ہمیں تو ان کے جذبات کا یہاں تک اس سے کہ جھی سمجھی جب
تباصرہ طلب جیزوں کا انبار ادا کیا ہو جاتا۔ ہے ثوٹی چاہتا ہے
کہ پورے شاکے کو تباصرہ نہ بھی سنا دیں۔ لیکن یہ نہ بھر غالباً عام
فارشیں کو کھل جائے گا۔ اس لئے دل کی خواہیں عمل کا جامہ
نہیں پہنچنے پاتی۔

بہر حال ان مو شنگا قیوں کا حاصل ہے کہ تجھنی کے
معار اور قارئین کے احساسات سے ہم فاصل نہیں ہیں۔ ہم
اللہ کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے یقین رکھتے ہیں کہ ملت
ہماری انگلیوں میں قلم پکڑنے کی سخت، دماغ میں سوچنے کجھے
کی الہمۃ اور لامخہ پیروں میں نامصالح حالات سے جنگ
کرنے کی وقت وہ مت ہاتی ہے جعلی کو ان اوصاف سے ماری
نہیں ہونے دیں گے جنہوں نے اللہ کے فضل سے اس سے باہر
بے حشرت جو دے کو حیرت ناک مقیومیت و حاذہ میت عطا کی
ہے۔ سمجھی کیجاو کوئی شمارہ اپنے دامنی معیار سے سمجھ بہت سمجھ جائے
تو انشاء اللہ یکسر عارضی ہی ہوگی اور تلقی میں تسلیم نہیں
برتا جائے گا۔ وَمَا التَّوْقِيقُ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

مکتبہ تحلی کی جملہ کتابوں

ادارہ الفیض حمانی کے سرمهہ درجت

کیلے

پاکستانی حضرات ذیل کے پتے سے

رجوع فرمائیں:-

عثمان غنی مدنی مکتبہ شعبانیہ
۲۲۸۔ میدان بازار پیر ہلی بخش کالونی

خلافت اور اہل سنت

از جانبِ لانا فضل احمد غزنوی۔ بی۔ ۱۷

جزوی مسیحی کے تخلی میں ڈاکٹر زید احمد کا مضمون خلافت و صوابیت چھاٹھا۔ یہ در اہل تخلی کے نہ نہیں لکھا گیا تھا، لیکن حالت کھڑا ہے میں آئے کہ مشیت ایزدی نے اس سے کتابت شدہ حالت میں تخلی نہ کر پڑھا رہا۔ یہی دبیس ہے کہ تخلی کی قدر دش کے برخلاف اس کی کتابت کالم دار نہیں ہے۔ بعض نویسین و نویسپرہمیں اس نوع کے مضمون میں شرکیک، شاعر، کرنٹر ہے ہیں اور ان کے فاسروں میں کبھی موقع نہیں ہے۔ مذکورہ مضمون پر کہیں کہیں محضرا ماحشی تخلی کی طرف سے تھا جو کہ میون کے پریس جاتے و تبت اور دارودی میں دیا گیا تھا اور نویسی پر نصیر، اس لائن تھا کہ اس بخشنود مطالب پر تفصیلی گفتگو کی جاتی۔

ہم تو بھھڑکتے ہات رفت گزشت ہوتی میکن پاستان کے ایک صاحب تسبیح بن رکھنے اسی مضمون پر ذیل کے ارشادات اور مال فرمائے ہیں۔ اچھا ہے تاریخیں تجھیں تجھیں بھی دیکھ لیں اور نہیں اہم بھی کچھ عرض کر دیں۔ بجاتے جو اسی کے ہم خاتمه مضمون پر غمبوزوں کی ترتیب کے ساتھ انہی معرفت میں کریں گے۔ عامر غلطانی

پر شکایت کی کہ آپ نے ہم کو مشترکے میں شرک نہیں کیا۔
ہم نے نزدیک تا خیر بیعت کا پیشہ ہوا افسانہ تجویز
نہیں۔ حضرت علیؓ نے اور مسلمانوں کے ساتھی ہی جاتا تا خیر
بیعت کر لی تھی۔

اسی صفحے پر سورہ المحتون کی یہ آیات ہی کہیں ہیں۔
مَوْجُ الْمَحْمَنْ نُونْ يَكْتُفِيَ إِنْ يَعْلَمْهُمَا إِنْ تَرْجِعُ
يَتَفَقَّانْ قَبَّاْتِ الْأَدْوَرْ وَ إِنْ تَكُمْ مَا تَلَدَّى بَارِنْ يَتَحْرُجْ
يَمْدُحُمَا الْأَدْوَرْ تَوْعِدْ اَمْرُكَجَانْ اور ان کے مارے میں
خُرُوفِ رایا ہے کہ کہیں دیکھا یا سننا ہے کہ بھرپوش حضرت
علیؓ اور حضرت فاطمہ صہبہ نبیؓ سے رسول نبھوں لوعو سے
حضرت امام حسنؑ اور صرجان سے حضرت امام حسنؑ

جزوی مسیحی کے تخلی میں "خلافت و صوابیت" کے عنوان سے جو مقام اسلامی ہوا۔ اس پر چند لگانے والے
پیش کرنا چاہتا ہوں۔ انھیں تخلی میں شائع فرمائیجئے۔
(۱) ڈاکٹر صاحب سے صفحہ ۹ پر "راشد" کے صحیح معنی
"لائیٹنی ڈائٹریکٹیڈ" فرازد۔ یہیں جو پروفسر
سرطاس آر نیلڈ کے سکٹے ہوئے ہیں میکن ہمارے خیال
یہیں اس کے صحیح معنی ایک لفظ میں نورانی چیز (۲)
یہیں اور حركت الفاظ میں ہوڈا اور کیٹس
و رائٹ لی دیوبندی ہے۔

(۲) ص ۷ پر تحریر فرمائی ہے کہ ہر یہ تحریر جانے سے حضرت
نبیؓ پر بیعت کرنے میں پھر دیر کی تو آپ نے اعتذار

نہ کے موہی سے تسبیب و نہیں قطع ہو جاتے ہیں۔ ”تو اگرچہ ڈاکٹر صاحب کا مقصد اس قول کو دافتہ قول رسول باور کرنا نہیں ہے بلکہ درسے ہی ساتھ میں المؤذن کی عبارت نقل کی ہے۔ لیکن اس نقال سے پوشہ بادا ہے پیدا ہوتا ہے کہ دعایت کو درست قیمت کر رہے ہیں۔ عام لوگ زیادہ ذہین ہیں پر ہوتے اس لئے اس موافعہ پر توضیح و تصحیح کی ضرورت ہے۔

اے بلا خوف تردید کہتے ہیں کہ یہ قول رسول نہیں ہے، بلکہ بعدرواں کی من گھڑت ہے اور اس میں گھڑت کو حضرت عمرؓ سے منسوب کر کے عبارتی کو دوڑا آتشہ بنایا گیا ہے۔

حدیث صحیح شریف میں بطاہ مسلم امام سیوطی وہی وہیں کامل تحریر ہے کہ اس کا انصاب آنکے نہیں (مطہستہ) ترا ان ہے۔ قاد اُنھیں فی القبور فلاؤ انساب بیتھھر تو میشند اک کی یتساء لونی سورہ الممنون، (جس دن صور پھونکا جائے گا تو حسب انصاب کسی شمار میں نہ ہوں گے اور اس دن کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا) (۲) ڈاکٹر صاحب کے علی گھر اثر کو حدوث لکھا ہے۔ علمی اصطلاحات میں اسی کوچک نہیں ہوتی چاہئے۔ حدیث صرف وہ ہے جو یا تو رسول اللہؐ کا قول ہو اعلار صحابہ کے احوال و افعال کو اثر کہتے ہیں حدیث نہیں۔

سچلی اس مضمون سے ہمنے وہ اجرزاں سلف کو فتحی ہیں جو ڈاکٹر صاحب سے مخاطب ہو کر پیش کر رہے محلہ سفر مثلاً ”غترت“ کے سلسلہ کی بحث۔ ڈاکٹر صاحب خود ثابت فرمائے ہیں کہ حدیث نقلیں میں غترت کا لفظ بے جوڑ ہے صحیح لفظ سنت ہے (صلالہ) لہذا اسی کی تائی میں دلائل دینے کا مو قعہ یہ نہ ہو۔

اب ترتب وار ہم کوچھ عرض کرتے ہیں ہے۔ (۱) ”کاشد“ کا صحیح ترین الفہری ترجیح کیا ہے اس کا فہرست ہماری دستہ میں سے باہر ہے۔ جو لوگ اسی افظکے خاصوں لخاص غورم کو کبھی خوب بھیتھے ہوں اور الگریزی میں بھی دسترس رکھتے ہوں وہی راستے کے بیکاں گئے۔

مراد ہیں۔ اس مراد پر اخنوں نے جرح نہیں کی ہے صرف قارئین کے مذاق سیم بر جھوٹ دیا ہے۔ مشکل مذاق سیم ہی افسانہ طراز یوں کی حقیقت پائیتے کئے ہے بہت کافی ہے۔ لیکن مذاق سیم کی فہمت عام کہاں۔ ہم کہتے ہیں کہ قواعد عربیہ اور فرمیہ و قیاس کی بحث بھی جھوٹی ہے۔ سیاق و ساق کو بھی نظر انداز کیجئے صرف تاریخی حقائق کو سامنے رکھیجئے تب بھی اس تفسیر کی ہے بنیانی اطمینان لئیں ہو جائے گی۔

سورة الرحمۃ نبوت کے ابتدائی دو تین ایوں میں ملکے میں نازل ہوئی ہے۔ اس وقت حضرت علیؓ کی عمر مشکل سے دس گمراہ سال ہو گی اور حضرت فاطمۃؓ تو اور بھی جھوٹی ہوں گی۔ ۱۔ بھی دو فریں کا نکاح بھی نہیں پورا ہوا تو حضرت حسن و حسینؑ کے قوژوز تک کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن نسل و انصاب کی باری ہوئی ذہنیوں کا کمال دیکھئے کہ تفسیر میں کیا مفعول خیز ایجج دھکا جا رہی ہے۔

(۳) صلیٰ پر حضرت علیؓ کے ام سے فتح خیر کو منسوب کر کے فتح خیر کا ہائی ہے۔ یہ بھی رسمی سماں ہاتھے۔ تیغیر کے لا قلعے نہے جن میں سے حضرت علیؓ نے صرف ایک کو فتح کیا تھا اپنی بو بکر اور دریگ صاحب اپنے فتح کئے تھے۔ اگر ایک عدم کا فاتح ”فاتح خیر“ ہے تو حضرت عزیزؑ کو کیا کہیں گے جھوٹوں پاچیک فتح کئے تھے۔

(۴) ای افسوس پر ہے کہ حضرت علیؓ شجاعت میں سب سے بڑھتے ہوئے ہے۔ یہ بھی سماں عقیدہ تکہدہ۔ ۲۔ حضرت عمرؑ تو خلیفہ ہونے کے بعد مسلمان عرب، شام، فلسطین، عرب، مصر و ایران فتح کر لئے ہیں اور حضرت علیؓ خلیفہ ہونے کے بعد حضرت عوادؑ سے شکست کھا جاتے ہیں۔ حشکار اپنی خلافت ہو سکتے ہیں۔ فاضل و تبریزا

(۵) ۳۔ پر کتاب المؤذن سے حضرت عوادؑ قول میں یہ رسول اللہؐ کا یہ ارشاد نہیں کیا گیا ہے کہ ”بجز میرے حسب

بعض محققین نے آٹھویں کو صحیح مانتا ہے اور انگریز کو اسے ہیں۔ خیر
کی شخص کو اول تو یوں ہبہت بڑی اہمیت حاصل ہوئی کہ جس
وقت اللہ کے رسول نے غزوہ خیبر کی دعوت دی اس وقت
اسلام کا خبر سے بڑا اور مخدوش ترین حلف اور کوئی نہیں
تھا۔ خیر حضور نے جن الفاظ میں دعوت دی وہ بھی خصوصی تھے
اویخر جن معنا اللہ صاحب فی الحمد اور مبارکے
ساتھ ہیں وہی لوگ خیر کی طرف نکلیں جو جہاد کے شتابی ہیں،
چنانچہ خیر سنت ہے تو وہ تمام ہی غزوات آتی
ہیں جو غزوہ خیر سے قبل ہوتے۔ لیکن ان کی حیثیت باقی اغلب
واعی سرگرمیوں کی تھی اور ان کے پیچے میں ایک باقاعدہ
حکومت اسلامیہ کی داشتی میں نہیں ڈالی گئی تھی۔ لیکن غزوہ خیر
کی حیثیت اندام اور بیش رفت کی ہے۔ اس کے پیچے میں جو
فعیل ہوئی اس نے باقاعدہ سلطنت اسلامیہ کا آغاز کی،
اور غیر مسلمین کو اسلامی حکومت کی رہایا کی حیثیت میں چشم فلک
تے پہلی بارہ بیکھا۔

اس بنیادی وجہ بری اہمیت کے بعد یہ بات بھی ہے
تو یہ ہے کہ اگرچہ خیر کے تعلق آٹھویں تھے لیکن جس تعلق کو حضرت
علیؑ نے فتح کیا ہے وہ رب کے مخصوص طبقاً اور اس کا قلعہ دار
ایک ترحب نامی پہلوان تھا جسے شرور اور دشوق امت
بنانا چاہتا ہے۔ دوسرے تعلق اور لوگوں نے فتح کئے اور انہیں
کسی کی فتح اس انداز میں نہیں ہوئی کہ کسی ایک شخص کو
ہمیروں ناچاقی، مگر مقص نامی مخصوص ترین قلعہ اسی طرح فتح
ہوا ہے کہ حضرت علیؑ کا ہمیروں جانا ایک قدرتی امر تھا۔
وہی روایات کو چھوڑ دیئے جو پہلی خوشی کی قیمت اور علیؑ
کی توصیف میں لوگوں نے ھٹالی ہیں، لیکن کوئی تقدیمے بعد
بھی یہ توہن جانے کا بہت ہو جاتا ہے کہ قلعہ مخصوص کو تحریر کرنے
کی حضرت بوکر عرب ہمیں بھجوں کا فی کوشش کی تھی مگر کامیاب
نہ ہو سکتے تھے۔ اس کے بعد اللہ کے رسول نے فتح ریاست کا

”کل ہم سب شکنی دلیل دیں۔“ اس کے باقاعدہ قلعہ
نجپوریاں لے کر اور بخوبی اور سوائیں تباہت رکھتا ہے
اور خدا رسول اس سے یہ تباہت نہ کرتے ہیں۔

(۲) یہ تو اکثر زید صاحب نے بھی مسئلہ برداشت فراہمی
دیا ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرت محمدؐؓ کی بیعت میں
تا خیر نہیں کی تھی۔ لیکن اسے کیا کہیے کہ تا خیر بیعت کی غلطی
جن بعض روایات سے پیدا ہوتی ہے وہ جناری مسلم جسی
مسئلہ کتابوں میں درج ہیں۔ علماء نے محبت و نظر کے بور
کا دلیل اور جسہ اور تطہیہ و تعلیل کی رہا۔ تکالی مگر جس گروہ کا
کام مفاد تا خیر بیعت ہی کے پر مبنی ہے میں تھا وہ پرہیز کا
بے باز نہیں آتا اور کہتے ہی اہل سنت علماء کو بھی اس غلط
نہیں میں مبتلا کری چھپڑا کہ خلیفہ اول کی بیعت میں حضرت
علیؑ کے کافی دیر کی تھی۔

(۳) جہاں تک قرآن و حدیث کے تحدیمیں اپنی زبان
ڈالنے کا لائق ہے رفض و تشیع کے حاملین اس قسم میں اپنا
جو اس نہیں رکھتے۔ ان کی جهادت فی ان بالوں کی پروا
یکوں کرے کہ سیاق و سباق کیا ہے۔ شان نزول کس
مஹوم پرداں ہے۔ وادعہ صرف وہ کوئی حال ہیں ہیں۔
وہ اونیں کہیں مگے اور وہ نکلے کی چوڑت کہیں گے۔ وہ درخت
نشل و نسب کے شاہد رعنای اس مشت کے ساتھ ریکھے
ہوئے ہیں کہ تصویر خیر کو راہی نہیں کر سکتے اور ہمداوست
کے مخلوب الحال متوالوں کی طرح ذرے ذرے میں بارہی
کا جلوہ دیکھتے ہیں عشق و عطن کی زبان نہیں جاتا۔ بھریں اور
بروزخ وغیرہ مختلف الفاظ سے عاشقان اہل بیت نے
متعدد ہنسیاں ہرادے لیں یہی غیرت بھیجئے ورنہ ترک
آجاتی تو آیت تندگرہ کے چاروں نقطوں سے حضرت
علیؑؓ کی ذارت و احمد مرادتی لی جاتی۔ تب آپ کیا
کر لیتے۔

(۴) حضرت علیؑؓ کو ”فاتح خیر“ کہتے ہو اس کا تاکہ
قابل نظر ہے۔ ہمارا خجال یہ ہے کہ اس فوج، اس امتیازی
لقدی بیطن کی کسوٹی پر کسی کو نہیں دیتے بات، تکہ ان کا
ٹھوکی سی وقئی تاڑیا ہنکاہی قسم کے ذہنی انتقال کے بطن
سے ہوتی ہے۔ خیر کا تاڑی بھوارے علم کی حد تک پہنچ کر
اس میں آٹھ قلعے تھے۔ تاں پنج یعقوبی پنج تباہت ہے، لیکن

بلما بحث میزون و مناسب نہ تھا چاہئے۔
رب کے قتل میں بحث کی پوچھا ائمہ ہے کہ مر لے
بن عقبہ نے دعویٰ فاساد نہ سے جابر بن عبد اللہ کا
یہ اکشاف نقل کیا ہے کہ مرحوبؑ قاتل محمد بن مسلم ہیں۔
مرجعیت ان کے بھائی محمد کو مارڈ لے رہا۔ اہذا الحنفی نے
رسول اللہؐ سے اس کے ساتھ لٹرنے کی اجازت چاہی۔
اور اجازت پاگردست بدست جنگ کی جس میں مرحوبؑ
چیا۔ مسلم بن سلامہ اور مجمع بن حارث کا بھی یہی لہذا ہے۔
وآتدی البتہ اس سے ذرا مختلف بات کہتے ہیں
یہ کہ قتل تو حضرت علیؓ ہی نے کیا ہے مگر اس حالت میں
کہ محمد بن مسلم کے وارے مرحوب کی دونوں ہاتھیں کھٹکی
چھیں اور وہ طراطیر رہا تھا۔ واقعہ اگر سہ لائق
اجماع نہیں مگر کوئی بھی غیر معتبر آدمی یہ بات لوگوں نہیں
کہا کرتا۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ مرحوبؑ کے آلات رب
حضرت علیؓ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرحوبؑ کا نام مکہمی ہوتا
تھی ہو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرحوبؑ کا نام مکہمی ہوتا
تھا وہ محمد بن مسلم کی اولاد کے پاس پائی گئی تو ثابت ہو گیا کہ
قاتل محمد بن مسلم ہی تھے۔ اگر وہ درایت
صورت پیش آئی ہو تو قتل مرحوبؑ کا سہرا حضرت علیؓ کے سر
نہیں بن رہتا۔

رسیدہ و تھجے جو اس باب میں شہود کروئی گئے ہیں
تو ان کے غیر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ مثلاً حضرت علیؓ
نے تلعہ کا سٹگی دراگھا ٹار کر ٹھہرال کے طور پر استعمال کیا
اور یہ در اتنا وزنی تھا کہ بعد میں سات آدمیوں سے بھی
نہ ہلا۔ سات کا عدد بعض کاریگریوں کو ہلکا معلوم ہوا تو
اکھوں سے کہا کہ چانسی آدمیوں نے اپسے اٹھائی کی کوشش
کی تھی مگر کیا بحال جاؤ ٹھکر کے دیا ہوا۔ پھر کچھ عالیٰ طرفت
اور آگے بڑھتے۔ اکھوں نے شتر کی سختی بتائی۔ پھر باٹ
تڑاڑد بھی کوئی اٹھا ہی لایا۔ توں کردیکھا تو آٹھ سو من و زنان
تھے۔ حضرت علیؓ کی شجاعت و عظمت کو اتفاقی نعم بلتنے کے
شان حضرات انگر کرنا چاہیں تو ایک اور ترکیب اکسان ہے۔

یہ بخاری کی روایت ہے۔ بخاری قرآن یہ نہیں ہے
مگر حب تک اس کی کسی روایت کو قصی دلان سے غیر معجزہ نہ ہے
کہ دیا جائے تھج ماننا ہی پڑے گا غلط کہنے کی عقلاً بھی کوئی وجہ
نہیں۔ ہمیں لقین ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہم و رضوانہ عنہ
میں شامل ہیں۔ وہ موصیم نہیں تھے۔ قصیر و خطہ کا انتکاب
ان سے بھی ہمیں تکہیں ہو سکے رہے، لیکن یہ اجتہاد ادا تھا
جو صحت نہیں۔ مخالفین اگر حصہ ہی نہیں کرتے تو اس کو
بھی ان کی صحیحیت ساخت نہیں ہوتی۔ قرآن کا یہ فیصلہ کہ
حنات سینات کو محکر کر دیتی ہیں اگر انسانوں ہی کے لئے ہے
تو حضرت علیؓ کیوں نہ اس سے سخت ہوں گے کہ ان سے کوئی
بُرانی سرزد ہو گئی ہو تو ان کے چوچے عی محسوس میں کم پڑ جائے
اور حضرت کی بشارت ان پر باریب صادق اُمَّتَ کَتَتَ۔

تو اللہ کے رسول نے پیش کیا ہی اپنے علم دین سے خبر
کے معاملوں میں حضرت علیؓ کو سیرہ بنادیا تھا۔ مکہم اگر انکے
کہ حضرت علیؓ کی آنکھوں میں آشوب تھا۔ جنکی سر کر میں
میں خمایاں حصہ لینے سے بے بس تھے۔ مگر اللہ کے رسولؐ
نے اپنے لعاپ دہن ان کی آنکھوں میں لکھایا اور اللہ سے
دعا کی جو اکھوں با تھے مقبول ہوئی۔ بمار آنکھیں چیک اکھیں
اللہ کے رسولؐ نے علم عنایت فرمایا۔ یہ اُمور کیا حضرت علیؓ
کو غزہ خیر کا ممتاز ترین رکن بنانے کے لئے کافی نہیں؟
اگر یہ درست مان لیا جائے کہ مرحوبؑ کے قاتل بھی وہی ہیں
ایضاً اور طریقہ جانا ہے، لیکن اسے دیا جائے تب بھی خیر
کے سر سے مضبوط فلاغتہ تو میں کی سختی پر ہر حال اٹھی کے ہاتھ پر ہوئی
اور بھی وہ کلیدی فتح تھی جس نے خیر کو مسلمانوں کی جھوٹی میں
ڈال پاور نہ ماقی قلعوں کی فتح فتح خیر نہ کھلتا اور ہر سکنا تھا
ان پر تسلط قائم رکھنا ہی دشوار ہو جاتا۔ اس تلعہ کے موقوت
نے ہمودیوں کی کمر توڑ دی اور ان کے عزم وہمت پر اوس
پر گزی۔

یہی وجہ ہے کہ بخاری میں حضرت علیؓ کو مرحوبؑ کے قاتل
اور فائی خیر بتایا گیا ہے۔ مرحوبؑ کے سلسلہ میں بحث کی بجا آئی
ہے، لیکن "فَاجْعَلْهُ الْقَبْرَ جَاهَنَّمَ" کا القبر جاہنَّمَ حضرت علیؓ کے نئے

پیش آیا وہ بڑے روایتی اور نازک تر تھے۔ ہر سکتا تھا ان سے زیادہ صلحیتوں کا آدمی بھی ان میں بار کھا جاتا ہے نہیں کہا جاسکتا کہ ان کی پے پہنے ناکامیاں صرف خاتمی نسل کو نظر اور عدم استعداد ہی کا نتیجہ تھیں۔ اللہ کے علم میں سب کچھ ہے اور ہی بہتر فرمائے کریم ہے۔

(۵) حسب نسب کے متعلق حضرت عمرؓ کی زبان سے کہلوایا ہوا قولِ رواۃ تغیر معتبر ہے ہی مفہوم کے اعتبار سے بھی ہمیں ہے۔ کیا بات ہوئی کہ میرے حسب نسب کے سواب حسب نسب صوت متفق ہو جائے ہیں۔

اگر انقطع کا مطلب یہ ہے کہ باپ مرا تو بیٹھ کا اس ب اس کی طرف مسوب نہیں کیا جائے گا۔ تو یہ صریح البطل اور خلاف داقع ہے۔ موت اس عنی ہیں جس کے نتیجے کردے تو قرآن۔ کے مالکے مسائل دراصل ہی نعوذ باللہ بے کار بھروس۔ کیون بھروس باپ کا ترک اقرب اکابر بھروس ہے۔ اور اگر انقطع کا مطلب یہ ہے کہ انہیں سوائے نسب گنور کے اور کوئی نسب حسب کام نہیں آئے جا تو یہ بھی ہمیں ہے۔ نسب حسب آخرت میں غیرہ ہوتے تو دوں۔ کے لئے اچھے بُرے غول سب برادر ہوتے جو جانے کوچھ دا انزٹھ کھو جاتے ہیں۔ اس اتفاق نہ ہو کیون ہو شکر میں احوالات ہیں۔

(۶) عزیزان، اور آخر ہم اُنہوں اکابر پر اپنا بخاطر پہنچا اگر صاحب ہے بل ازارہ القبور ہے کیا ہو کا اور نہ قصدا ایسا کرناؤ ہیں قیاس نہیں۔

کوئی روزن کو تقریباً ۲ گناہ رہا سکتی ہے۔ من اور ٹن کی شکلیں پھر زیادہ مختلف نہیں۔ نیم ٹھوڑ کر تھی سی طبادی جائے تو من میں سے بدل جائیں گے۔

تفنن بطریق اس طرح کی من گھر روت روایتیں بگئی سے بعض امکنی کتابوں میں باقی جاتی ہیں جنہیں تاریخ کے مأخذ کھوڑ پر استعمال کیا جاتا ہے اور کچھ علماء تو ان کو بیان کر کے ناقابل اعتبار کہہ دیتے ہیں۔ ستر کچھ ایسے بھی ہیں جو عصویت کا ظاہرہ فرماتے ہیں اور اس عصویت کے نتیجے میں خود اپل سفت کے درمیان متعدد لغور دینیں اقتدر تسلیم کر لی گئی ہیں۔

(۷) حضرت علیؓ کی شجاعت پر بھی آپ کا ایسا دکروز ہے انفرادی شجاعت دقوت اور پیغمبر ہے اور کامیابی کی صاحب نہیں۔ لڑائی کی صلاحیت اور پیغمبر تھم یہ پہنچے ہیں کہ رسم پا گا یا ایسا سب سے طریقے بھلوان ہیں تو اس کے روپ میں یہ کہنا ہے میں ہی ہو چکا کر نیویں اور ٹھوڑا ہدایاں دین وغیرہ تو ایسے ایسے بھوکر کا ما اور زیکو کہاں سے رستے بڑے بھلوان آگئے ہیں۔ اتنا پاہنچے کہ اگر حضرت علیؓ کی جہانی قوت اور انفرادی حرمت و محبت کا ثبوت دینے والی مدد اپنی صحیح میں تو وہ یہ توں خلقاتے را شدید بے طلاق کر شجاع تھے۔ معاویہ یا ابو بکر صدیقؓ کو اپنی کامیابی میں ان سے بھی نجیت ملے۔ لیکن جن ذوقی کامرانیوں کا اُسے ذکر فرمایا ہے وہ انفرادی قوت و شجاعت کی دلیل نہیں بنا کر تھی۔ تو ہم لڑانا کی تجویز کرنا ایسا کامیابی سے حکومت جلانا متعدد ردود میں نوع کی صلاحیتوں پر مشتمل تھے

حضرت علیؓ شجاع سعی سے اور پیغمبر ایضاً پھر اسکن سیاسی بال اخلاقی عکسی دیقہ رکھے اور جہاں بُرے اور ملک ایسی کی بوہما میں ہے۔ اللہ تھضرت عمرؓ اور پیغمبر تھا معاویہ کو دی تھیں وہ اپنی بھرپوں کی تھیں جس کی تھیں تھیں کہ ان میں صحتیں ہیں۔ ان کے بہ پذیری ہو سکتے۔

گُریب بھرپوں میں تھے۔ لیکن کتنے اور قسم کی بھرپوں میں کم تھے۔ علیؓ کو بن مالا۔۔۔ سالیقہ

حضرت خلد پیغمبر الکبریٰ

حضرت فاطمہ زادہ کی دالہہ مونین کی نام۔ رسول اللہؐ کی زوجتی محترم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ریاض افریدہ حالات جو بہت عام ہیں اور آسان زبان میں لکھنے ہیں۔ بچے اور خورتیں بھی فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ قیمت یا کیسہ دہ بہیں۔

مکتبہ بخشی دیوبند (بی۔پی)

خلافت میعادن و نبی و نبی زیر پر اہم تر جملہ القرآن

و فیصلہ خ مسلم

(لایور) کا بصرہ

حَدَّثَنَا رَبِيعٌ وَالْمُسْلِمُ

قسط نمبر ۳

۱ آنچا بے فرمایا ہے:-

”ناخمل صحف (عجمی صفت)، اپنے جذبات کا
توازن برقرار رکھنے، کامیاب ہوتے اگر وہ ان
احادیث پر بھی ایک نکاہ دال دیتے جو حدیث
کی متداول کتب میں حضرت حسن اور حضرت حسین
رضی اللہ عنہما کے متعلق نہ کوئی ہے۔“

یہ ایک ادھم بھی ہے اور غیر منطقی بھی۔ احادیث میں
یہ ضرور ملائے کہ حضرت حسن و حسین کے مقام تماز رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فدا سوں سے بہت محنت فراستے تھے اور
اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں دعا بھی کرتے تھے، لیکن اس سے
کا لعل اس بحث سے کیا ہے جو خلافت معاویہ و نبی زد میں
کی گئی ہے۔ اس کتاب کا موضوع منقبت حسین نہیں ہے بلکہ
منقبت نبی زید کو خلافت عدل شابت کرنا اور اس کے مقابلہ پر
خروج حسینؑ کو اجتہادی غلطی باور کرنا ہے۔ اس مخونخوا
کے دائرے سے یہ بات خارج بھی کہ مدحیت حسین کا مفہوم
اسلوب اختیار کیا جانا۔ نبی زید بھی ضروری نہیں ہے کہ
کتب مذاہلہ میں چنی روایتیں حضرت حسینؑ کے مسلم کی
غذ کوئی وہ سب عجمی صاحب کی نظر میں قابل اعتماد
ہی ہوں، لیکن اس سے قطع نظر وہ موقوفت حسینؑ کی جس
تموز و نیت اور غلطی اجتہاد کا اثبات کر رہے ہیں اسکا آخر
اس سے کیا دامطلبے کہ حضرت حسینؑ کے نامے چیز میں
ان سے محبت کیا جائے تھے اور آخرت میں ان کے لئے
مرتبہ علیاً کی ثبات دی گئی ہے۔ عجمی صاحبے ثبات
نہیں کیا کہ حضرت حسینؑ دانتہ حیثیت کے مرکب ہوتے تھے
نہیں کیا کہ حضرت حسینؑ دانتہ حیثیت کے مرکب ہوتے تھے

ساتھ حضرت حسینؑ کو آشم و عاصی ماننا بھی ضروری ہے۔
اس کے برخلاف انھوں نے ان کے موقف کو اجتہادی
غلطی ٹھیک رکھا ہے اور یہ کوئی جرم نہیں۔ آخر اب حضرت
علیؑ کے مقابلے میں حضرت معاویہؓ کو اجتہادی غلطی کا جرم
قرار دیتے ہیں تو حضرت حسینؑ کی طرف اجتہادی غلطی کا انتہا
کھون حرام ہو گیا۔ اما ان نبی زید کا مسلم بھی تو یہی ہے کہ
حضرت حسینؑ کا اقدام اجتہاد اعلان تھا اور قتل سے پہلے
اگر وہ اپنے موقف سے رجوع نہ کر جکے ہوتے تو ان کے
قتل کو فیصلہ کن طور پر ”شهادت“ قرار دینا بھی مشکل ہی ہوتا
یہی مسلم عجمی صاحب کا بھی ہے۔

رہا تو ازان کا معاملہ۔ تو یہ ایک اضافی شے ہے۔
اپ عجمی صاحب کی تحریر کو غیر متوازن اس نے تقریباً
دے رہے ہیں کہ حضرت حسینؑ کے اسے میں پہلا ہی
زادیہ نظر آپ کو حرف آخر معلوم ہوتا ہے اور اس کے
آئینے میں داعی عجمی صاحب کی تحریر کی نکسی حد تک
غیر متوازن ہے لیکن بحث تو اصلی بھی ہے کہ آپ زادیہ
نظر درست ہے یا وہ زادیہ نظر جو عجمی صاحب کے تحریر
مودود قیع تسلیم کر رہے کے بعد تاکم ہوتا ہے اس بحث
کا فیصلہ جب تک نہ ہو تو ازان کا کوئی معیار قائم نہیں
ہیں۔ ثابت کرنے کی چیز یہ ہے کہ عجمی صاحب کی تحقیق و
رسیروج فلاں فلاں وجہ سے غلط ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے
 تو اپنے آپ ان کے عدم تو ازان کا اثبات ہو جائے گا۔
لیکن جب تک یہ ثابت نہ ہو نقطہ اعتدال کی تعیین
نقش بر آب سے زیادہ پھر نہیں۔
اپ فیصلہ دیتے ہیں:-

سلئے بچائے خود جوحت ہے۔ تیرا خپیں پر بھی تم
ہمیں کیا حاصل کا کیزید کو ترزیح دینے میں ان کے
پیش نظر اس کے سوا کچھ نہ تھا اور امت کے تھا
اتفاق کا شیرازہ بن دھارہ سے اقتضیاً اور باب
حل و عقد بزرگ ہی کی دیعہ دی پڑھن ہر سکتے تھے
کیونکہ وہ انکو منزہ تو امیر ہی کے افراد تھا اور
جنواہ میت کا اپنے سے باہر کے کسی شخص کی خلافت
پر رضاہمن ہو جاتا اس وقت منصور ہی نہیں
ہو سکتا تھا اس وقت قریش میں رہی سب سے
قوی گروہ کی حیثیت تھکت تھے۔

پھر زیستے ہیں:-

”اور پھر معادیوں کے اقدم ولایت محمد کیوں قوت
سیکڑوں ہمیا پڑھ کا موجود ہوتا اور اس پر خاموشی
اختیار کرنا بہوت ہے اس بات کا کہ معادیوں کی
نیت اس بارے میں تنغا مشکر کر نہیں ہٹھی پورہ
یہ صحابہ کرام مُحن کے سلطنت میں پڑ دی پختگیوں
اور ڈھیل دینے کے ہرگز بھی روادار ہیں ہر سکتے
تھے اور نہ معادیوں ہی ایسے تھے کہ حق کو قبول
کرنے میں حصہ جاہ ان کا راستہ رواک دیتی۔
یہ سب اس بے بہت بلندی میں اور انگلی عالت
اسی مکروریوں سے بالیقین بالاتر ہے۔“

”نقدرہ ابن خلدون بحث ولایت ہمیں

فرمائیے کیا ابن خلدون نے بھی صحابہ کرام کی
خوشی کو اسی دھونس دھاندی اور مردویت کا اندرہ قرار
دایا ہے جسے ابن کثیر نے ذکر کیا اور آجنبان نے حرف آخر
مانا۔ ابن خلدون بھی نہیں تھے کہ ان کی ہربات آپ
ماں جی لیں تاہم یہ تو ماں ہی پڑے کا کہ عباسی صاحب پہلے
آدمی ہیں ہیں جنھوں نے صحابہ کرامؐ کے سکوت کو خوف
زدگی اور دون ہمیں پر محروم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ بلکہ
پہلے بھی کچھ اصحاب الراستے اس انکار کا اعلان کرتے
ہے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ حق کی راہ میں جان و مال کو

”یزد کے حمال میں ایک شم کی ”نامناسب طبلداری“
اور حضرت حمیں ہٹھی اشد غزہ کے مرتبے سے مغلیق ایک
حامل پر دای کتاب کے ہر صفحے پر نایاب نظر آتی ہے۔
مثال کے طور پر دیکھئے کہ وہ ہر قاری کو اس بات
کا آثار دینا چاہتے ہیں کہ عام مسلمانوں نے یزد کی
بیعت بطبیع خاطر کی اور ان کی اس بیعت پر
پوری امت تجمع تھی۔“

سوال یہ ہے کہ اگر ایک شخص اپنی تحقیق کے نتیجے میں
اسی بات کو درست بھت ہم کو بیعت یزد کے سلسلے میں
دھوپ اور ظلم و جبر کے قبیلے کیسر من ہمہت ہیں تو اس نتیجے
کے اعلان دا خہار کو ”لا پرداٹی“ کیسے کہیں گے اور یزد کی
نامناسب جانب داری کا الزام اس پر کیونکہ حسپاں ہو گا۔
عباسی صاحب تھے البدایہ والہنایہ سے یہ فقر نقل کرتے
”تمام شہروں میں یزد کی بیعت ہمیگی اور یزد کے
پاس ہر سکتے و خود آئے۔“

آپ فرماتے ہیں کہ یہ بیعت بطبیع خاطر نہیں تھی بلکہ
البدایہ ہی کی جس عبارت سے بیعت کا بلا طبیع خاطر ہوتا
ہے اس بات ہوتا ہے اسے عباسی صاحب نے جان پوچھ کر جھوڑ
دیا ہے۔ وہ یہ ہے:-

”پھر حضرت امیر معادیوں نے خطبہ دیا اور یہ لوگ
ان کے مجرم کے نیچے موجود تھے۔ لوگوں نے یزد کے
ہاتھ پر بیعت کی اور یہ لوگ بیٹھے تھے نہیں فقط
کی اور نہ اخلاق افت ظاہر کیا کیونکہ انہیں ڈرا یا
اور دھکایا جا چکا تھا۔ اس طرح یزد کی بیعت
تمام حاکم ہیں ہوتی۔“

البدایہ کے برقرار آپ کے نزدیک اس بات کا
کافی ثبوت ہوں تو ہوں کہ صحابہ کرامؐ آئندگی کے ناکے
زبان بذریحی، لیکن ذرا ابن خلدون کے ارشاد پر بھی
نظارہ دال یکھی۔ وہ ذرا رہے ہیں:-

”عموی اتفاق کے ساتھ حضرت معادیوں کا یزد
کو یوہ بات اسی مل کے الزم۔۔۔ بالآخر سچے کے

دھمکانے کے ثبوت میں کوئی مضبوط دلیل نہیں دیتے، بلکہ سرسری دعویٰ کرتے چلے جاتے ہیں۔ کیا ضروری ہے کہ یہ دعویٰ مان ہی لیا جائے۔

ثانیاً یہ کہ جس ڈرائے دھمکانے کا ذکر اس عبارت میں ہے اس کا تعلق صرف ان لوگوں سے ہے جو حضرت معاویہؓ کے ایک خطبے کے وقت حاضر مجلس تھے۔ تماہ ہر ہے یہ مدد و تعداد میں رہے ہوں گے۔ تمام حملات کے بعد کرنے والوں کے مقابلہ میں ان کی مدد وی خدمت کچھ بھی نہیں۔ ان میں اگر بحث کی رغبت و رضاہر بھی پائی جائی ہو تو یہ ثابت نہیں ہوتا کہ غالب ترین اکثریت کی بیعت بھی رضاوی بحث سے خالی ہی تھی۔ ہر سخت سے آئے ودلے و فوں کیل ڈال کر نہیں لائے گئے تھے۔ تب کیا یہ بات غیر معلوم یا حیرت ناک ہے کہ عباسی صاحب تھامنے اکثر رحل کا حکم لگادیا۔

ثالثاً یہ کہ اس عبارت میں عمل معاویہؓ کا ذکر ہے کہ

فضل نزید کا۔ آپ صفات بیان کو صرف نزید بھی کے خالم و خاطی ہونے پر آپ کو اصرار ہے یا معاویہؓ کے خالم جا بہر ہونے پر بھی اصرار فرماتے ہیں۔ یہ بات مطل کر ہوئی جائے۔ البدایہ کی مذکورہ عبارت نقل کرنے سے تو واضح ہوتا ہے کہ آپ کا تشدید صرف نزید بھی نہیں معاویہ بھی ہیں بلکہ اصل معاویہؓ ہی سے ناراضی ہے۔ ٹھیک بھی ہے کہ جب تک معاویہؓ ہی کے کردار میں کیڑے نڈالے جائیں یزید کی بیعت کو حلیخ کرنا آسان نہیں ہے۔ چلتے کوئی صحیح نہیں۔ معاویہؓ کے بارے میں آپ کی خوبی رائے ہے اور آپ تمہاریں، لیکن ادب کے ساتھ عرض ہے کہ الگ عباسی صاحب صرف اس لئے غیر متواتر اور لاپروا اور حفظ مرتبے بے ہبہ و قرار دینے جا رہے ہیں کہ انہوں نے شیر دلائل کی روشنی میں اقدام ہیں کیا جہاد اُغلط اور موقف یزید کو مبنی بر صفا قرار دیا ہے تو وہ لوگ آخر کیوں ان الزامات سے بری بالذہ مان لئے جائیں جو معاویہؓ جیسے جلیل القرآن حبابی، امیر ازاد مدبر اور بالغ نظر حکمران کے اُس طرزِ عمل کو جو اخضون نے امت کے صالح اور نسلت کے مفاد کی خاطر اختیار کیا تھا و صلوس اور

پر کاہ کی برداشت کیجئے دامت بارہا۔ کے آزمودہ مردان کا رکن سیرت سے یہی حسن ظن زیادہ تر ڈھکا تھا ہے کہ ان کی بہت روانہ نے معاویہؓ کی نیزہ دیکھ کر ٹھیک دیجئے ہوں۔ ان کی جیت حق معاویہؓ کا نیزہ دیکھ کر حضرت عمر بن کاسہ اٹھی ہو، ان کی بھار جسمی اُن حق کوئی نہیں کوئی شغل سوزان معاویہؓ کے دہن اقتدار کی صونکوں سے نہ بچ گیا ہے، بلکہ ان کا سکوت یعنی رکھنا ہیوکر ولی یہت یہ یہ کے لئے معاویہؓ کا اقدم ان کے نزدیک بھی ایسا ہی لائق پڑیا تھا ہوکر ملاک و ملت کے مفاد میں اسے پسند کر لیا جاتے۔ آنکہ اس حسن نام پر آمادہ نہ ہوں تو یہ آپ کو اختیار ہے لیکن یہ اختیار آپ کو نہیں سے کہ عباسی صاحب، یا ابن خلدون یا ابن تیمیہ یا امام غزالی یا قاضی ابو بکر وغیرہم کو بھی اس حسن نام پر مطلع کرنے لگیں۔

یہ عروضہ اس پہلو سے تھا کہ صحا بہرؓ کے سکوت کو خوف زدگی پر محول کرنا صحیح نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ ان بھی ناجائز کے البدایہ سے آپ کی نقل کی ہوئی عبارت بیعت کے بظیب خاطر نہ ہونے کے لئے دلیل کا درجہ رکھ سکتی ہے تو اس پہلو سے ہم چار باتیں عرض کریں گے۔

اولاً یہ کہ عباسی صاحب بیعت نزید کے بظیب خاطر ہونے پر صرف البدایہ ہی مکمل مقولہ تصریح کو دلیل نہیں ہے بلکہ اور بھی ثابت و منفی دلائل دیتے ہیں۔ آپ جو قرب البدایہ سے نقل کئے صرف وہی ان کے تمام دلائل کا خاتمه کرنے کے لئے کافی نہیں۔ جو شخص تاریخی شواہد کے ساتھ یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ امیر معاویہؓ پر ردھوٹس و دھاندنی اور جبرد شش دیکھے الزامات خلقت و اتفع ہیں وہ البدایہ سے وہ فقرے نقل کرنے میں تو یقیناً حق بجانب ہے جو عباسی صاحب نے کے لیکن وہ عبارت میں چھوڑ بھی دینی چاہئے بھی جسے آنکہ بمقابلہ نقل کر کے رد فرمائے ہیں۔ آخر ابن کثیر اس وجہ میں تو نہیں ہیں کہ ان کی کتاب کے آن مطالب پر بھی واقع کیا جائے جو متعدد شواہد کی روشنی میں غیر معتبر ہیں۔ ابن کثیر دونتے

کے موقف کو نادرست خیال کرتے ہیں۔

آنچاہب نے آخر میں یہ بھی لکھا ہے:-

”حسنی صاحب نے کتب میں حضرت حسینؑ پر شہد

عذ کے اقدام کیلئے خروج کا الفاظ استعمال کیا ہے

ہم اسے نزدیک ہے بہت بڑی جاریت ہے اور

یہ جزو حکومتی مدت کے سلسلے کے خلاف ہے“ خروج

لیکن آپ یہ بات نظر انداز کر رہے ہیں کہ اقدام

حسینؑ کو لفظ خروج سے تعبیر کرنے کا قصور بڑے بڑے

لوگ کرتے ہیں۔ صحابی جبل ابو عید خدریؓ فرماتے ہیں۔

غلبتنی اخسین علی الخروج حسینؑ نے بھر خروج کرنے کیلئے

وقلت له انت اللہ انت نزدِ ربِّكُمْ نے کہا کہ حسینؑ!

نفسک والزم بیتک دل میں خدا کا خوف رائے اور اپنے

اطریں تھیو اور اپنے امام امام اف

ولو تخرج علی امام امام

والبدایہ حملہ ص ۲۷۷) مرتکروہ

دوسرے صحابی ابو واقع المیتؓ فرماتے ہیں:-

مناشدتہ اللہ انت انت میں نے حسینؑ کو اللہ کا رامضد بیا

کے خروج فانہ من بھر ج کے خروج مت کر کیا تک تو بلا وجہ

غیر و بھر خروج ائمہ اخراج خروج کرتا ہے اپنی جان گزاری کے

یعنی نفسہ دالہا^{+ + +}

اماً ابن تیمیہؓ بھی بے دھڑک خروج ہی کا لفظ

استعمال کرتے ہیں۔ انہوں نے ہمہ تین عمر ابن جاس

اور ابن عبد الرحمن رضوان اللہ علیہم کی طرفیہ غسوب

کیا ہے کہ وہ اقدام حسینؑ کو خروج ہی سے تعبیر کرتے

ہیں۔ پھر فرماتے ہیں:-

فَبَيْنَ إِن الدِّرْخَلَةِ

پس دفع بھیجی یہ بات کہ رائے

ماقالہ او لعلک اذا هم ان اصحاب ہی کی درست حقیقی

یک فی الخروج مصلحة

جو حسینؑ کو خروج سے روک

لٹتی دین ولادتی دینیا

وہی دھنیا کسی کی بھی کوئی مصلحت

الطغاة من سبط است

نفعی، لیکن اس کی وجہ سے سنگدل

اللہ صلی اللہ علی علیہ السلام

کالموں کو رسول اللہ کے نولے

دھاندی اور ظلم دشت دے تعبیر کرتے ہیں۔ حسینؑ بڑے تھے۔

بہت بڑے تھے لیکن معادیہ بھی اتنے چھپے تو نہیں تھے کہ ہم ان کی ذمۃت کو بطب خاطر قبول کرتے چلے جائیں اور سوہر ہوں کہ درجت حسینؑ کا حق ادا ہو گیا۔

رابعًا یہ کہ بطب خاطر بیت ہوئے کا دھونے

اگر مبالغہ پر بھی میں ہو تو ہم سوال کریں گے کہ بیعت میں حقوقی

کی کارائی خاطر کا سمول اس بیعت سے قائم ہوئے دایا حکومت

پر آپ کے نزدیک اثر ڈالتا ہے؟ اگر یہ مفروضہ گرانی خاطر

اس حکومت کو مشکوک بناتی ہے تو اس سےقطع نظر کر یہ

ایت صریح احادیث اور اصول دین کے خلاف ہے حضرت

علیؓ کی خلافت کے باعث میں بڑی الجھنیں پیدا ہو جائیں گے

یزیدی بیعت گرانی خاطری سے ہمیں گرفتار ہوئی اور

ملک بھر میں اسے امیر و حاکم ناٹو گیا لیکن حضرت علیؓ کی

بیعت سے ذاتے تکیر لوگ روزگردان رہے کہ قیوان ابن تیمیہ

ان کا شماریں اللہ ہی کے علم میں ہے۔ پھر جس پر آشوب

ما جو دفعتہ میں خلافت علیؓ تاہم ہوئی ہے کوں اصول پسند

اور آئین شناس کہہ سکتا ہے کہ جمیوریت اور آزاد انسانیت کے تفاصیل اور ذرجم میں بھی پوچھے ہوئے ہے تاہمین عثمان کے

زور سایہ ان کی خواہش کے مطابق ان کی نادرشاہی کے

سلط میں حضرت علیؓ کی خلافت منعقد ہوئی اور بڑی بڑی

معظمہ پستیاں ایجاد کر لئیں گے۔ اگر خلافت آئی ہی تھیت

سے منعقد ہے، اس کے احکام سے سزا ہی مجرم ہے۔ اسے

چوتھی خلافت راشدہ مانا خود ری ہے تو آخر یزید کی وہ حکومت

کس نالوں اور کس معیار معدن سے مشکوک و نامعتبر ہیں رائی

چاہکتی ہے جسے املاکت کے تمام حدود میں لے جو بھروسے غیر

تسلیم کیا گیا، جس کی بیعت جو حق درحق ہوئی۔ جسے کہتے ہی

عظم المرتضی اصحاب رسول اللہ نے مقرر کیا۔ جس کے لئے ہمت پہلے

مشورہ اور استصواب کیا گی۔ جس کی داع میں ایک اسم ثبوت

دری صحابی نہ ڈالی۔

یہ حکومت کہتے تھی اور اقیناً تھی تو ان لوگوں کا جرم

بتایا جائے جو اس حکومت کو ناقابل اعتبار قرار دینے والوں

بھی دا جب الاتباع نہ تھے۔ پھر مفصول زمانیکے "جمیرو" کیونکہ حجت بن سکتے ہیں اور اس کا مطلب یہ بھی ہوا کہ ابوحنیفہ کے مقابل جمورو بلکہ "جماعہ" کی دہائی پہنچ بھی لوگ دیتے رہے ہیں مگر احلاف نے اس کی پڑائیں۔ جمیرو کی ہے۔ اور اس کا مطلب یہ بھی ہوا کہ "جمورو" کی پیاس کا کوئی معین فیتہ نہیں، بلکہ مختلف گروہ اپنے نیتوں سے یہ پیاس کرتے رہے ہیں اور دوسروے کو وہیں نے اس کی صحت پر آمنا و صدقنا نہیں کہا ہے۔

تاریخی واقعات کی تحقیق و تصحیح میں جمیرو اہل سنت کے سلک کوچھ میں لانا عجب ہی بات ہے۔ اسکا محل صرف اس وقت تھا جب عباسی صاحبیت یہ کہا ہوتا کہ خروج حسینؑ سراسر معصیت تھا۔ اس وقت یہ شکر پرستار نظری بن جاتا اور سلک کا سوال اُٹھ کھڑا ہوتا۔ لیکن انھوں نے معصیت نہیں کہا۔ صرف لفظ خروج استعمال کیا تو یہ ایک حقیقت ثابتہ کا انہمار ہے نہ کہ جمیارت و بے ادبی۔ ہم اسے عقیدت کی افراد ہی بھتھتے ہیں کہ جو کھجور باریہ و شکر میش آچکا ہے اسے بھی تسلیم کرنے میں صاحبزادہ کرامؓ سے زیادہ نزاکت و صاحبیت کا انتظام ہے کیا جائے اور بلا وجہ اس شخص کو حرم کردا ناجائز ہے۔ میان واقعہ میں لاگ پیٹ نہیں رکھی ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عباسی صاحبیت نام خدا کے الفاظ:-

"اما انتر حرم عليه فجائز" کا جو یہ ترجمہ کیا ہے کہ اون درمیں، پر حرمۃ اللہ علیہ کہنا جائز ہے اسی سے ان کے ذہنی میلان کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ہم عربی عربوں تو نہیں لکھتے مگر شدھو بوجھ ضرور ہے۔ ترجمہ (بات تفصیل) کے معنی اگر "رحمۃ اللہ علیہ" کہنے کے نہیں آئے تو آپ بتائیں کہ اور کیا آئے ہیں؟ ہمارا خیر ما علم یہ ہے کہ جس طرح تبلیغیہ لیک کہنے کو کہتے ہیں اس طرح ترجمہ استعمال ہی نہیں ہوتا۔ عباسی صاحب کا ترجیح بالکل صحیح،

حتیٰ قتلہ مظلوم ماضیہ ماضیہ
 و کان خروجہ وقتلہ وقتلہ
 من الصادہ والمریکن
 یحصل لوقعہ باشد
 قتلہ لیستہ سادا کیاعت بناء
 (منہاج انسن جلد ۲ صفحہ ۳)
 اگر وہ اپنے شہر میں بیٹھے رہے تو
 + + + +
 یہ روشنہ ہوتا۔
 + + + +

یہ چار مثالیں ہیں۔ اس موضوع پر الفکر کرنے والے کتنے ہی علماء اقدم حسینؑ کو خروج ہی سے تصریح کرتے آئے ہیں۔ پھر کوئی آپ عباسی صاحب کی اس تصریح کو تبریزی جمیارت "قرار دے لیتے ہیں۔

رہا جمیرو اہل سنت کے سلک کا معاملہ تو حرم م!
 "خروج" کے معنی ہیں حکومت وقت کے خلاف اٹھنا، اس کے مقابل اپنے اقدار کی سمجھی کرنا۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ "خروج" بھی برق ہو سمجھی نما جن۔ لیکن اس واقعہ سے تو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ حکومت نے یہ کے خلاف حضرت حسینؑ کھڑے ہوئے، بیعت سے گریز کیا اور اپنی بیعت لینے کی فکر گئے۔ یہ جب اٹل واقعہ ہے تو پھر شی کے سلک اور بے سلک کا کیا سوال میا ہوتا ہے سلک نظری مسائل میں ہوتا ہے۔ اس ساقن میں ہوتا ہے جو دو راویوں کے سچل ہوں۔ سلک تاریخی واقعہ میں رذو قیوں کا کیا سوال اور سلک چہ معنی دار؟ آپ کوئی کہنا چاہتے تھا کہ خروج حسینؑ کو نما جن ماننا جمیرو کے سلک کے خلاف ہے ماتب یہ شکست ملتی ہے کیا اس کا ثبوت پھر بھی آپ کے ذمہ رہتا، مگر بات تو نہ معنی ہوتی۔ بصیرت موجودہ یہ نہیں ہے۔

اور یہ بھی مُن لیجے کہ "جمیرو" کی اصطلاح دیس پ مغلیط سے خالی نہیں۔ محدثین اور شرافت کی کتابیں مغلیط دیکھنے جلو جلو ملے گا۔

ہد امن هب الشافعی والجاماہیر وخالف
 ابوحنیفة۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ افضل زمانیکے جمیرو

وغیرہ کا تھام سے انہوں نے دو جگہ ازالۃ الخطاہ سے استرجع نقل کر دیا ہے کہ گویا وہ خود شاہ ولی اللہ کا موقف ملک ہے، لیکن یہ غلطی ان سے شاید ہواؤ ہوتی ہے، کونکتے اپنے لشیں میں انہوں نے دونوں مقامات پر اس کی اصلاح کردی ہے یا سہواؤ ہیں، بلکہ انہوں نے جان بوجھ کر کی ہو تو آپ کا اعتراض یقیناً بجا ہی گا، لیکن آپ کے اعتراض کے تصور کچھ ایسے ہیں گویا انہوں نے اس سے بہت زیادہ عیت اریان، تحریفیں اور غلطیاں کی ہیں۔

اس غلطی کے علاوہ ہم ہمیں کچھ سمجھ کر شاہ صاحبؒ کے فرمودات میں انہوں نے کیا تحریف کی۔ آپ کے اثبات میں ایسا انتہا شاہ صاحب کی وہ عبارت نقل کی ہے: «یا میں اذلا شاہ صاحب کی وہ عبارت نقل کی ہے جس میں انہوں نے حضرت علیؓ سے خواجہ کے اختلاف کو باطل ٹھیک رکھا ہے۔ لیکن اس کی نقل سے اس وقت فائدہ ہوتا جب عباسی صاحب نے کہا ہوتا کہ شاہ صاحب خواجہ کے اختلاف کو برحق قرار دیتے ہیں۔ اسی بات انہوں نے کہیں ہمیں لکھی نہ اشارہ بھی یہ ان کی کسی عبارت سے نکلی ہے۔ لہذا طولِ لاطائل کے سوا آپ کی نقل کیا کہیں گے۔

ثانیاً آپ کے شاہ صاحب کی وہ عبارت نقل کی جسیں انہوں نے یہ خیال نظائرہ رکھا ہے کہ حضرت علیؓ کے مقابلہ میں حضرت مالک شافعی اور علامہ فرازیؓ سے اجتہادی غلطی ہوئی تھی۔ اس نقل کا فائدہ اس وقت ہوتا جب عباسی صاحب نے کہیں یہ لکھا ہوتا کہ شاہ صاحب خواجہ ان حضرات کے اجھا کو حضرت علیؓ کے بالمقابل درست قرار دیتے ہیں اور حضرت علیؓ کا موقف فلسفہ بھجتے ہیں۔ مگر عباسی صاحب نے ایسا بھی کہیں ہمیں لکھا۔ رہی یہ بات کہ خود عباسی صاحب ان حضرات کے اجتہاد کو غلط نہ بھجتے ہوئے انگ مسئلہ ہے۔ اس سے شاہ ولی اللہؓ کے فرمودات کی تحریف ہمیں ثابت ہوتی، یا کہ حضرت یہ ثابت ہوتا ہے کہ عباسی صاحب ہر خیال درائے میں شاہ صاحب کے سمعن ہمیں ہیں۔ تو یہ کوئی جرم نہیں۔ تحریف دبدیاتی نہیں۔

اسے ان کے قابل اعتراض ذہنی میلان کا ثبوت بنانا اسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ اس ترجیح کا غلط ہونا ثابت کر کے دوسرا صحیح ترجیح پیش فرمائیں۔

ہمابنک یزید کے باشے میں گفتگو تھی۔ اب اس کرفت کو تصحیح کر آپ نے حضرت علیؓ کے تعقیل سے کہے۔

ہمیں اس اعتراض میں کوئی نامہ نہیں کہ عباسی صاحب حضرت علیؓ کے مقابلہ میں فرمودا عزم ہوتے جیسے کہ امت کے اکثر لوگ ہیں، لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے باشے میں جو بھی تاثرات انہوں نے دیتے چاہے میں کیا ان کے لئے خود ساختہ و اتعات اور بے حقیقت شاہد سے کام نہیں ہے اور اتعات و شوایپریں کوئی کذب و افزار نہیں۔ اگر ہمیں صورت ہو تو ہے تسلی، انہیں سخت مجرم قرار دیا جائے کہ، لیکن دوسری صورت ہونا ان پر اس سے زیادہ کوئی الزام ماندہ نہیں ہوتا کہ انہوں نے اخذ مالک میں پروردی تھیں پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ اپنے طور پر سوچنے بھجنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے طرزِ فکر اور اخذ کردہ نتائج سے اختلاف بالکل ممکن ہے مگر یہ کہنا درست نہیں کہ اپنے طور پر جو بھنے کی کوشش ہی جرم ہے۔

لقریباً ایک صدمہ پر آپ نے ان کے جوابات سے نئی ہیں ان کے باشے میں آپ، کاد عویٰ ہے کہ وہ بہت غلط تر حضرت علیؓ کے باشے میں دیتے ہیں۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ ان اقتباسات میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ تاریخی اقتباس سے غلط ہے۔ اگر غلط ہے تو اعترض بھی، لیکن غلط نہیں ہے تو اس کے تاثرات پر خفایا ہونا کس قسم کا الفہام ہے۔

آپ کو رنج ہے کہ عباسی صاحب نے شاہ ولی اللہؓ اور ابن حمیدؓ کے فرمودات کے ساتھ افسوس ناک ظلم و زیادتی کی ہے۔ لیکن شواہزادہ آپ کے بہت مکرور دینے ہیں۔ ایک زیادتی تو ہے تسلی و اضطر ہے کہ حضرت علیؓ کے مقابلہ میں جو موقف حضرت عالیہؓ خواص اور ملک و نوریؓ کے مقابلہ میں جو موقف حضرت عالیہؓ خواص اور ملک و نوریؓ

نامشہاد کیا گیا ہے۔ حضرت علیؓ کی خلافت سے متعلق مسائل بہت سالی ہیں۔ حضرت معاویہؓ کو بلکہ خلافت پر طرف کر دیتے ہیں وہ حق بجا اپنے تھے یا نہیں؟۔ معاویہؓ کو ان کا حکم قبول کرنے اپنے تھے تھا یا قبول نہ کرنا ہی مناسب ہوا؟۔ قدماں عثمانؓ کے بارے میں حضرت علیؓ کا اظر ز عمل کیا ہے اسی پر بھی تھا یا طھیل دشکے مراد تھا؟۔ یہ اور اسی ذرعے کے بعد پہلو ہیں جو خلافت علیؓ سے ہر بوط ہیں۔ عباسی صاحب کے ہرگز نہیں کہا کہ شاہ ولی انشدہ تمام پسلوں میں ہری ہم راستے ہیں۔ وہ صرف ایک بنیادی مسئلہ پر ان کی تائید کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ حضرت علیؓ کی خلافت پہلے تین خلفاء جسی کئی ضبوط نہیں رکھی تھی۔ وہ پہلی خلافتوں سبی مکمل و نظم نہیں تھی۔ اس میں مقابلہ نفس پا جاتا تھا۔ تو یہ سب پچھے شاہ ولی اللہ عزیز نہ صرف تسلیم کیا بلکہ ثابت فرمایا ہے۔ عباسی صاحب کے شاہ صاحب کے جواب میں اسی مدعیات پر یہی وہ اسی روایا کا ثابت کرتے ہیں اور شاہ صاحب کے تو ازالۃ الخوارکے مقصود اول میں متقل باب باز ہے۔

”اس امر کے بیان میں کہ خلافت خاصہ حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں منتظم رہی۔“

اس میں انہوں نے یہ بھی واضح فرمایا کہ کہ جن تین زمانوں کے ازمنہ خیر ہونے کی خبر اللہ کے رسولؐ نے دی تھی وہ حضرت عثمانؓ کی خلافت پر تمام ہو گئے۔ حضرت علیؓ کا زمانہ خلافت خیز قرون سے خارج ہے۔ اس میں وہ عنایات آئیں جو احمد بن قریب میں نزول کر رہی تھیں تھیں اور ماوجوں کو شناس سارے ذرائع بھی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ لفڑار کو شکست دینا کم ہوتا گیا۔ اللہ کی مدد اور حضرت بھی تحقیق نہ ہوئی۔ اصلاح عالم کا مقصد بکم ہو گیا۔ اسی لئے شاہ صاحب تسلیم نہیں کرتے کہ حضرت علیؓ کی اطاعت ایسی ہی ضروری بھی جسمی سابق خلفاء کی بلکہ وہ کہتے ہیں

”مصنفوں کی ہنزہندری اور جا بکری و بحکمہ کا لکھن
نے حضرت علیؓ کے نظر سے کوئی بھکر کہ ”خلافت برآ
حضرت علیؓ نے نفسی تائماً نہ سد“، حتماً فرمادا کہ شاہ
ولی اللہ عزیز بھی حضرت علیؓ کی خلافت کے معاملہ
میں بھی راستے رکھتے تھے جو خداون (معنف حصہ)
کی ہے۔ اس کی تحریف علیؓ دیانت اسلامی کے
منافی ہے۔“

تو یہ بھی عباسی صاحب کے ساتھ زیادتی ہے۔ یہ تو بالکل حلی بات ہے کہ تاریخ کی زر بحث قصیتوں کے باشے میں جس خیال و راستے کا اظہار وا شات عباسی صاحب نے اپنی کتاب میں کیا ہے وہ من جیز المجموع شاہ ولی اللہ عزیز اور ابن تیمیہؓ دونوں ہی حضرات کی جھوٹی را بیسی جدباخشا سے۔ یہ دو ہی نہ مصنفوں کا ہے نہ کوئی اور ایسا تصویر کر سکتا ہے کہ مذکورہ دونوں شخصیتیں ہر پہلو سے عباسی صاحبؓ کے موقف و مسلک کی قابل روی ہیں۔ عباسی صاحبؓ اگر ان کی عمارتوں سے کہیں کہیں کہشہاد کرتے ہیں تو اس کا پیطلیب ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ اپنے ہم ایسی مزاعمت و تصور و ایسی ان قصیتوں کو اپناہنوا فراہم کرے ہے ہیں، بلکہ ہم تو اسی صرف اخی اجزاء تک محدود درستی ہے جن کے باشے میں

ہیں آپ کی اطاعت نظر غالب کی بناء پر لازم ہوتی ہے درا نخایار سابق خلفاء کی اطاعت پر بنائے یقین لازم بھی۔

نشوب نہیں کیا۔
رسے وہ تاریخی حقائق جن کے میان پر آپ نے جویں صاحب کو قابلِ اختراzen تاثرات دینے کا بھرم ٹھیرا ہے تو معاف کیا جائے کہ مہاج استسے بھی الگ آپ چاہیں تو ایسی چند عبارتیں نکال کر سامنے رکھ لئے ہیں جن کے باعثے میں یہ احتجاج کیا جائے کہ ان سے بڑا اغلطات اثر قاری کے ذہن پر پڑتا ہے۔ مثلاً مہاج استسے میں وہ فرماتے ہیں:-

”یہوں خلفاء برامت متفق ہو گئی تھی اور انکی سر کردگی میں کفار سے جہاد کیا تھا اور شریعت کے تھے اور علیؑ کی خلافت میں نکفار سے جہاد ہوا اور شریعت ہوئے بس اہل قبدهی کے درمیان تواریخی رہی۔“

کیا ٹھیک ہی بات عباسی صاحب نے پر قلم نہیں کی تھی جس پر آپ نے احتجاج کیا؟ یا مثلًا انہیں مجھ فرماتے ہیں:-

”راتے اخفی صاحب پر کی ٹھیک تھی جو حسینؑ کو خروج سے روک رہے تھے اس وجہ سے کہ خروج میں تو نہ دنیا کی کوئی مصلحت تھی نہ دین کی بلکہ اس کے نتیجے میں مگدی ظالم سبط رسولؐ پر تباہی لگے اور انہیں قوم شہید کردا۔ حسینؑ کا خروج اور قتل یا یہ فزاد کا باعث بناؤ اگر وہ گھر میتھے رہتے توہ رو غاذ ہوتا۔ انہوں نے جس حصیں خبر اور دفعہ شرکا تھدی کی تھا وہ لا حائل ہی رہا اُٹا ان کے خروج اور قتل سے شریں اضنا نہ اور غیر میں کمی داعی تھوڑی اور شریعت کا درود ازہ مل گیا۔“

دیکھیجے عام تصویرات کی روشنی میں کم قدر آسانی سے کہا جاسکتا ہے کہ ابن تیمیہ بڑا اغلطات اثر پیدا کر رہے ہیں یہاں تو ایمان یہ ہے کہ:-

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کمر طلاق کے بعد اور ابن تیمیہ خروج حسینؑ کو سراپا زیاد ہی زیاد

فصلِ صحیح کے مقصود اول میں وہ احادیث سے ثابت فرماتے ہیں کہ خلافت خاصہ حضرت عثمانؓ پر تما مہوجی۔ حضرت علیؑ میں خلافت خاصہ کے اوصاف تو کامل طور پر موجود تھے مگر ان کی خلافت خاصہ قوت سے فعل میں نہیں آئی۔

عباسی صاحب پر اسی نیادی مسئلہ میں شاہ صہبؒ کے تائیدی اقوال نقل کر رکھتے ہیں تو یہ بیدیاتی کیسے ہوتی۔ اس خیال کی نسبت شاہ صاحبؒ کی طرف سے شک جہاں صاحب کی خطاب ہے کہ ”حضرت علیؑ کے نئے کسی طرح کی بھی خلافت منعقد نہیں ہوتی۔“ مگر جیسا کہ عرض کیا ہے ایڈیشن میں انہوں نے واضح کر دیا ہے کہ یہ راستے شاہ صاحبؒ کی نہیں بلکہ حضرت عائشہؓؓ دفترہ کی یہے جس نے اخیں مقابله پر آمادہ کیا تھا۔

ابن تیمیہ کے فرمودات کے ساتھ ظلم کا لازم بھی ناقابل فخر رہا۔ یہ عباسی صاحب نے کہا ہے کہ زیر بحث صحیتوں اسے باکے میں ابن تیمیہؓ کا مسلک بھی بالکل میرے ہی چیز ہے۔ انہوں نے تصریف اتنا کیا ہے کہ جن نیادی امور میں ابن تیمیہؓ کی راستے ان کے خیال کے مطابق تھی یا جن تاریخی واقعات کو ابن تیمیہؓ نے بھی اسی صفائی سے بیان کیا تھا جس صفائی سے درستے لوگ بیان کرتے ہوئے کرتا ہے میں انکی بھی عباسی صاحب نے اشتہاد کیا ہے۔ آپ شہوت ظلم میں ابن تیمیہؓ کی صرف وہ عبارت نقل فرماتے ہیں جس میں انہوں نے حضرت علیؑ کو حضرت معاویہؓ پر اعادیہ خسے باعث برتبہ افضل ما تائی ہے مگر ہے تو لا ہی سی بات ہوتی۔ آنحضرت عباسی صاحبؒ نے یہ دعویٰ کیس جملہ کیا ہے کہ ابن تیمیہؓ حضرت عائشہؓ کو معاویہؓ سے افضل نہیں ملتے۔ ان کی اپنی راستے کچھ بھی ہو، لیکن ابن تیمیہؓ سے تو فضیل معاویہؓ کا خیال انہوں نے

پڑھنالازم قرار دے لیا جائے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ایسی تعریف
بدعت ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ نعمۃ الشدائد
متینہ سور توں کی فضیلت پر طعن کیا جائے بلکہ خفتہ چوتا
ہے کہ نمازوں کے بعد ان کے بالآخر پڑھنے کو رسول بن الیشا
نیکجاو پنڈہ ہے روایات سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔
روایات کا حال تو یہ ہے کہ فخاری وسلم ہی اٹھا کر یہ کہیجہ
متعجب گردانہ ہوتا ہیکن یہ ان کی کتاب میں نہیں ملتا۔
کے رسول نے کی ہے۔ اس اختلاف کا مشاہدہ اس کے موال
کیا ہو سکتا ہے کسی ایک یا اندھہ سور توں کو لازم کر لینا مطلوب
نہیں تھا بلکہ مختلف لوگوں کے حوالہ مختلف کا لحاظ کر کے
اختیار۔ اور قسم کی صورت پر فرمائی تھی تھی۔ مرد و طرق
میں یہ اختیار و توسع نہم ہو جاتا۔ یہ۔ کیونکہ جب امام اور
مقتول کو متینہ اور دوستیات پر ٹھیک گئے تو کچھ اور
کچھ اور مانگئے کا سوال ہی کہاں باقی رہا۔ اب یا تو یہ سور
یہ چیز کہ اللہ کے رسول سے مخفی تھی اسیجات منقول ہیں اس ب
کو جو کچھ تاکہ کچھ کے اتزام اور کچھ کے ترک کی قیاحت پیدا
نہ ہو۔ بالآخر نمازوں کو آزاد و مختار پسند یہی جسیسا کہ اللہ کے
رسول نے رہنے دیا۔

اب ہم اس موضوع کے اُس فاصلہ پر گفتگو کریں گے
جس سے ہم زیادہ اختلاف ہے۔ وہ یہ کہ جن نمازوں کے بعد
سنن ہیں ان کے لئے یہ طریقہ راجح کیا جائے کہ سب نمازی
سنن دوڑھیں پڑھ کر قبلہ و ہوشیں اور اجتماعی دعائیں۔
اس طریقے کی تعریف و تائید رسول نے کافی شدید سے کی ہے
ہمانکہ اپنے قلم کو نامناسب انداز کے طبع سے بھی الود
کر کیا ہے اور ایسا دعویٰ ہے کہ یہ لمحہ کر گئے ہیں جو رکھنے والے کوئی
ثبوت نہیں ہیں کر سکے۔ یہ چاہتے ہیں کہ نقد و نظر کے لئے قلم
اٹھایا ہی ہے تو اس موضوع پر اس حد تک یہ جام معلومات
پر قلم کر جائیں کہ نمازوں کو تکنیکی نہرہ جائے اور غیرہ ستم کا
مقابلہ خانہ میں ہو۔ یہ غیر ضروری موضوع نہیں ہے بلکہ
اس سے توہ صاحب تو فیضِ مسلمان کو دین میباخی بلکہ اسکے

بتلا رہے ہیں۔

اختقام پر پوجھجت آمیز سطور آپ نے لکھی ہیں ان کی
ہم بھی تعریف کرتے ہیں مگر اس وقت زیادہ کارگر تھیں جب
عباسی صاحب بے حصہ تھے علی ڈاکٹر حضرت مسیح کے کسی فعل و
رواء کو معصیت قرار دیا ہوتا۔ ایکس مذاہب آخرت کا
مستوجب گردانہ ہوتا ہیکن یہ ان کی کتاب میں نہیں ملتا۔

یہی کے باقی میں خود ہم بھی لئے اسیجے خلاف است
نہیں رکھتے جتنے عباسی صاحب کے ہیں، لیکن وہ اگر اپنے دل
کی بناء پر اس کی ہے یہی پورشی صفحہ جسے ہم چھے کتاب میں ظاہر
کیا گیا ہے تو اسے خارجیت اور ناصیحت بھی تسلیم کرنے کو
تیار نہیں۔ نہ بے اعتدالی اور انہی جانب سرداری کا نام
رسائیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ ائمہ امام داعم۔

تبیید پر فضیلہ پنج مستلزم

بسملہ لگنہ شتر

ہم نے جو پانچ نکات تفضیل کے ساتھ میان کئے
تھے ان کا معنی یہ "تھاک" بدعت "کے" موضوع پر گفتگو
کی جاتے۔ کیونکہ مولانا ابوالوفاء۔ ندویان بعد الصلوٰۃ
کی گفتگو نام کرنے سے قبل ہی بدعت کی بحث چھپر
دی ہے۔ لیکن پہنچری علوم ہوتا ہے کہ پہلے دعا بعد الصلوٰۃ
کی گفتگو ہو ری کر لی جاتے اس کے بعد بدعت پر
تبادلہ خیال ہو۔

اب تک جو کچھ ہم نے کہا اس کا حاصل یہ ہے
کہ سورۃ فاتحہ، اخلاق اور۔ میگر سور توں کی فضیلت
و خلقت میں کسی سلابان کو کلام نہیں۔ لہذا ان سور توں
کی فضیلت کے اثبات میں مولانا کا کلمہ کو طول
دینا تھیں حاصل ہے۔ کلام صرف اس بات میں ہے کہ
نمازوں کے بعد اجتماعی طور پر چنین تعریف سور توں کا برآؤ

طہوں افلاس و آداب پستار کرنے والے بزرگ مسلمانوں ہی کے آیا شہر مقصد اور اور عز شخض کا نہ کرہ اس طرح کہتے ہیں جیسے وہ کوئی بازاری آدمی رہا ہو۔ جیسے اسکے کوئی حیثیت ہی نہ ہو۔ پھر لطف یہ ہے کہ ہم آگے چلکر بدلاں واضح کریں گے کہ ابین عبد الوہاب کے بارے میں یہ طعن خود رخصناصر معلوبات کی بناء پر کیا گیا ہے صنون کے بعد مکر کرنے کو تو امام شافعی، امام الakk، امام احمد بن مسیحی بھی اولیٰ نسخہ را نہیں دیتا بلکہ یہ ائمہ فرض کے متعلق بجد ہی دعا کی تلقین کرتے ہیں۔

تاہم پڑھ سمجھات آگے اپنی اینی بگا۔ آئی۔ نی الحال تو ہم اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ مولانا کا یہ استدلال یعنی سرے سے ناجھکم اور غیر مفہوم ہے کہ فلاں فلاں شہروں میں احافی کیا کرتے رہے ہیں۔ اہل علم جملتے ہیں کہ تو ہماری صرف خیر بربر کا تجھت ہے۔ بعد میں زمانوں میں کہاں کوئی کیا کرتا رہا یہ علمی و دینی استدلال کے دائرے سے خارج بات ہے۔ اگر مولانا کے اس دعوے کی کوئی ٹھووس تحقیقت ہوتی کہ جملہ قہماں میں احافی میں کے بعد اجتماعی دعا کو پسندیدہ قرار دیتے رہے ہیں تو یہی میں بات حقی کہ انھیں کتب فقہ سے اس کی تصریح قفل کرنی چاہئے ہے۔ کتابوں ہی میں پچھلے علماؤ فقہوں کے اقوال و نظریات سے آگاہی بخشی میں اور وہ مفت نہیں تھیں۔ جب دعویٰ اتنا ہمہ گیرے تو فہمی کے احافی کی تمام ہی کتابوں میں اس کی صراحت ملئی چاہئے تھی اور فتاویٰ کی ان کتابوں میں تو یقیناً ملئی چاہئے تھی جو مقبول دستادوں میں اور جن کے نام مولانا بھی قدیم پڑنے لئے ہیں۔ میکن عجیب بات ہے کہ فتاویٰ کی کسی ایک بھی فقیہ کا بستے وہ اس دعوے کی تصدیق کرنے والی واضح عبارت نقل نہیں کر سکے ہیں بلکہ مختلف کتابوں کی مردست خود ہی صغری کبریٰ ترتیب دیکر ایک منطقی تجویز کالا ہے۔ حالانکہ ہر ذی ہوش تجھے سکتا ہے کہ کتب فقہ کے مولانوں میں اس سے لئے ہے سے صغری کبریٰ الازماً اسی تجویز پر ہنسوانے والے ہوئے جس پر صوف پہنچے تو فہمی کے سلفے بھی اس تجویز کو

مولانا کے پسند فرمودہ ذکورہ طریقے میں تین خرافیاں ہیں جن پر فرد افراد انہا رجاء کی جائے گا۔ ادنیٰ یہ کہ دعا یا لہبہ کا الزام غلط ہے۔ دوسری یہ کہ دعا میں چند خاص سورتیں کہ تمام نمازوں کے لئے معمولاً لازم کر دیتا غلط ہے۔ سومی یہ کہ سنن و فوہش کے بعد سب نمازوں کا امام کے ساتھ مجتمعہ دعا کرتا غلط ہے۔

اب دیکھتے ہوں ایک افراد میں ہے۔

”کسی بھر اسی ندر اس بخاہ سندھ“
الغزالستان، بوجپستان، بخارا۔ میں کوستا بول
ٹکے کے نام میں سنن کے بعد ملکہ دعا کرنے پر عقیل
دکن، مشہدی میں میں سابق یہ بھی بھی تعالیٰ
تحاد کرنے میں بہرہ ہوت جمعہ کے بعد کی دعا سنن کے
بعد پڑا اگر تھے ہاتھی نمازوں میں اب یعنی متوکل
ہے۔ شماں ہند میں ابن عبد الوہاب کا جہاں شر
چہرہ اور سے شیعین کا نلبہ ہوتا احافی بھی ان
سے منطبق ہو گر سنن کے بعد کی دعا یعنی تہہ
کریت، اللہ اور پورا درجہ سے اب ان کو اس کا علم
بھی نہیں، رہا کہ ہمارا یہ تعالیٰ اور عکل دن آمد مخفی
اور کل احافی کا بھی تعالیٰ ہے اور اپنے قوامہ ہے
کہ افعوال کو بہعت کر کر غدار کی تقلید کرنے لگے۔“

ہر سے شہروں کے نام کھڑکی ایک دعویٰ تو گردیگی
لیکن شہرت و شہادت کوئی نہیں۔ یہ بات علماء کو زیر
نہیں دیتی اگر دعوے کریں اور ہوت نہ دیں۔ شاید ان کے
شایان شان ہے کہ ابین عبد الوہاب صیہنی ہنسی کو جسے ایک
بڑا اگر وہ مفت، امانتا ہے اور اس کی عظمت والہیت کا یہ
علم ہے کہ خود مولانا کے اعتراف کے مطابق تھا احافی
بھی اس کے استدلال اور تعلماً سے ہے مثلاً یہ ہو کہ اپنارہ
چھپوڑ بیٹھے چنیوار ناشاستی کے ساتھ یاد کریں۔ ہم ایں
کھنکاہ کے اعزت و گوں کا نام شاستی پیاس سے لینے کی
ترغیب دیتی ہیں۔ لیکن اسکے درجے کے لوگوں کا کام
ہے۔ لئن دعا بات ہے کہ اپنے نامہ بھی کے ساتھ ملؤں

ہے اور علماء شیر احمد عثمانی نے بھی اور جنفی ہونے کے اسی کو ترجیح دی ہے (ملاحظہ فتویٰ المکمل جلد ثانی ص ۲۵۸)

یہیں اندر و تفہیم کے مسائل وغیرہ۔ ان میں سے ہر ایک مسئلہ کے ۱۲ لئے اور دلائل چارے علم میں ہیں لیکن یہاں ان کی فضیل طویل کا عرض ہوگی۔ الگ کسی کو ترجیح ہو کر ہم نے کسی کام سالک غلط نقل کیا ہے اور مطابق کر کے کو مخالف پیش کرو تو ہم یقیناً اس کی خواہش اٹھی صفحات میں پوری کردیں گے۔ یہاں صرف تنا شاہراہ ارتیتے ہیں کہ مولانا ابوالوفا ہاشمی ذیلی کتب ملاحظہ فرمائیں:-

(۱) تناوی شیعہ الاسلام ابن تیمیہ (۲) شریعت کی فتح المتعین (۳) حافظ ابن حجر کی شریعت عما بـ اور تناوی الحبری (۴) بالکل کی المعاشر اور الائمال وہ عبدالرحمن الجزری کی کتاب الفقہ علی المذاہب الاربیہ (۵) علامہ شیر احمد عثمانی کی فتح المکمل مترجم (۶) خانابلکی شریعت مقتضع۔

ان مختلف ذرا ہب میں کو زائد ہب ارجح ہے اس سے یہاں بحث ہیں۔ ہر ایک کی بیانات قرآن و سنت ہی پڑتے اور اجتہاد احادیث ہی سے کیا گیا ہے اس لئے ان میں سے کوئی "بدعت" کے دائرے میں نہیں آتا۔

لیکن جن مسئلہ کی حریت کو لانا ابوالوفا صاحب شد و مدد سے کر رہے ہیں وہ ان سب مخالف ہے۔ اسکو انکریں سے کسی سے بھی اختیار نہیں کیا۔ نہ بخاری کی کسی جماعت نے نہ احادیث میں اس کی بیانات ہیں۔ نہ عقلی بسطنام اور علم و تفقہ اس کی تائید کرتے ہیں۔ وہ تو قطعاً ایک طبع زاد اور سے دلیل مسئلہ کے، جسے بدعت کہے بغیر چارہ نہیں۔ غصب یہ ہے کہ وہ اس مسئلہ کو معین حق اور باقی مسئلہ کو باطل قرار دیتے ہیں، اس سے تک آگے پڑھنے کے لئے کہ اس کے میاہر مسئلہ کو اپنے والوں تک کی بھی نہیں ہوتی مگر اسی تواریخی طرز دیا۔ حالانکہ ابھی آپ سے دیکھا کر چاروں انکریں سے کوئی بھی مولانا کے پسندیدہ مسئلہ

صرافت کے مالحق سپر قدیم کیا ہوتا۔ لیکن مولانا کی کی ہوئی بحث کو شروع سے آخر تک دیکھ جائیے ایک بھی حوالہ وہ ایسا نہیں دے سکتیں۔ مسئلہ کے صرف ایک فرالاضافہ سے والپیش فرمایا ہے تو وہ بھی لاوقت تو ہو نہیں۔ کیونکہ تو اسکی تائیں فقولتے احاثت کی دوسری کتابیں سے ہوتی ہے۔ تیر پتے، فہمیں میں اور یہ طرح واضح ہے۔ آگے مناسب موقع پر ہم اسے ثابت کریں گے۔

قی الحال یہ ذہنیں فرمائیجے کہ نماز کے بعد ذکر و دعا کے اڑے میں اندر و تفہیم کے کیا مسئلہ ہیں اور یہیں یہاں کس چیز سے تعارض ہے۔

ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ نماز کے بعد ذکر و دعا غیر مبنی ہیں۔ جن اذکار و ادعيہ کی تلقین احادیث میں کی گئی ہے انکا فعل یا تو نمازوں پر سے اندھر ہے۔ یعنی آخری شہر کے بعد سلام سے قبل۔ یا پھر شخص (امام یا مقدمہ) اپنے اپنے طور پر کسی اور وقت دعا کریں۔ فرض کے متصل بعد یا اسنے بعد قبعتاً یہ دعائیں مسنوں نہیں ہیں۔ یہ مسئلہ احادیث کا ہے اور امام ابن تیمیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ اسپنے فادی میں دو مقام پر اخنوں نے اسے نہایت زور داد طریقے پر ثابت کیا ہے۔

دوسری مسئلہ یہ ہے کہ نمازوں کے بعد سن سے قبل بہت تھوڑے عالمانگی جاتے اور پھر لوگ اپنے اپنے سنت و فوائل پڑھ کر چاہے منفرد اور مالانگیں اپنے جائیں۔ رہی ہے دُر نمازیں جن کے بعد سن نہیں ہیں (نحو و عصر)، ان کے بعد امام پبلے سے رُوح پھیر کر خاموشی۔ تسبیحات پڑھنے مقتدری بھی خاموشی ہی سے یہ کام کریں اور پھر قدر سے طویل دعا خاموشی سے مانگی جائے۔ یہ مسئلہ اضاف کلئے۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ فرض کے متصل بعد سن سے قبل ہی حدیث میں وارد شدہ اذکار و ادعيہ میں سے جو چاہے پڑھا جائے۔ اس مسئلہ پر شافعیہ، ماکیہ اور خانبل متفق ہیں۔ شوافع تو اسے مسنوں کہتے ہیں اور منور خانلہ کر دو نوں سخت بتراد دیتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ کا بھی یہی مسئلہ

پہلی سے دو گنی سے بھی زیادہ ہے۔ کیا پھر بھی کہنا مرد ہو سکتا ہے کہ دونوں کی تقریباً ایک بھی مقدار سے پھر جس صورت میں کہ انہوں نے اپنے دعیے کو نصبوط بنانے کے لئے مستروں سے یہ روایت بھی نقل کی ہے:-
”ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب فرض فراز کا
سلام پھیرتا تو ایسا معلوم ہوا کہ پیغمبر ﷺ پر ہی تو
پڑھیں۔ اتنا جلو اٹھ جاتے۔“

تو یہ روایت تو بتاری ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس امر والی بیان کیوں کیا
وہ فرض سے غارغیر ہے اور علی ہبھر بعد ایک طرفت عینے
ایسی حالت میں مذکورہ دو گنی سے بھی سوا سبیع کوپون کہنا
کہ وہ اپنی نعمت سے بھی کم معendar کی تسبیع سے تقریباً براہ رہے
مخصوصاً خیریات ہے۔ اور یہ بھی سن یجھے کہ طبرانی نے اس
شیعی سبیع میں ایک فقرہ اور زیادہ بتایا ہے لا اس دلماں
قتنیت۔ گویا اس طرح یہ کچھ اور بڑی بھگتی

خیر اس اعتراف پر بھی ہم زیادہ نہ رہیں جس سے
رجیح ہمیں یہ ہے کہ انہوں نے رد المحتار کی صحیفہ آسانی مگر
کرتے ہوئے یہ صرف دو گنی روایتیں اس طرح نقل کر دیں
گویا ذکر و دعا کے بائی میں کتب، احادیث میں اور روایتیں
ہیں ہی نہیں۔ حالانکہ اور بہت روایتیں ہیں جن میں سے
چند یہ ہیں:-

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُؤْبِدِ
عَنْ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى مَنْزَلَةَ الْمَلَكِ
فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
مِنْصَبِنَا فَقَالَ يَقْرَئُ بِصَوْتِهِ
الَّهُ عَلَى إِذَا اللَّهُ إِذَا اللَّهُ
وَمُمْدَدٌ لِكَشْفِنِكَلَةِ
الْمَلَكِ الْمُلْكِ وَلَهُ الْمُحْمَدُ
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
إِنَّهُ خَلَقَ وَلَمْ يُعُوْزْهُ إِنَّهُ
يَالَّهِ الْإِلَهُ إِلَّا إِنَّهُ إِلَهُ
بَوْلَتِ الْأَنْبَارِ

تمام نہیں اور دیگر فقہاء بھی اس کا قول نہیں کرتے اسی
کلام میں کہ از تشدید اور خود پرستی۔ اسی لیکن رسمی
نے فقیہ احتجاجات کو جنگ و جعل کا امیدان بنادیا ہے۔
ہمیں رجح ہے کہ مولا نامے اپنی جلالت اشان کے باوجود
احادیث کے ساتھ غیر منصفاً نہ برتاؤ کیا ہے اور عام کی
کم علمی سے ناجائز نامہ اٹھانے کی جگارت فرمائی ہے۔

بُحْرَلِ کہتے ہیں ان کا صغری بھی غلط۔ بُحْرَلِ بھی غلط۔
بُحْرَلِ بھی غلط۔ علی الترتیب تحریر ملا احتظ فرمائے۔

صغری بھی ہے کہ حدیث میں حضرت عائشہؓ سے
زادیت آئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد:
لَا یَتَوَلَّ النَّاسَ بِمَقْدَارِ اسْرَارِهَا [نہیں بھی] اس کے مکارہ فت
یقول المصادر انت السالم اتنا جتنی وقت میں بیان
و منکر السالم مرتب اس کنت کچھ جائیں۔ ۱۔ الحسن
یاد الحبل الـ دالـ کرامـ۔ انت السالم هـ اـ

اس سے ثابت ہوا کہ نماز فرض کے بعد اس سے
زیادہ دری بھینا کر دیا ہے۔ یہ سبیع کو یا ایک اندراز دی
ہے اس نماز کا جو فرضیں کے بعد بیٹھے رہنے میں ضرر
ہوتی ہے۔ اس سے بچ کر دیش ہو جائے تو کوئی سبیع
نہیں بلکہ زیادہ فرق نہیں ہونا جائے۔

اس کے بعد وہ بخاری دی و مسلم کی ایک اور حدیث
نقل کرستے ہیں جس میں یہ آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اس فرض کے بعد یہ پڑھا کرستے تھے:-

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَمْدَ لَلَّهِ لَا شَرِيكَ لَلَّهِ لَا مُلَكٌ
وَلَا حَمْدًا وَهُوَ عَلَى حُكْمِ شَيْءٍ قَدِيرٌ الْمَهْمُومُ لِمَا مَأْمَنَ
لِمَا أَعْطَيَتْ وَلِمَا مَعْطَى لِمَا مَنَعَتْ لَا يَنْفَعُ بِزَلْجَلِ
صَنْكَ الْجَدِ -

اس کے باشے میں وہ فرماتے ہیں کہ اس کی بھی تقریباً
اتھی ہی مقدار سے حتی بھی سبیع کی دلصادر انت السالم ایں
بُحْرَلِ ناظرین سے لگانے کرنے کے دہان دنوں
تسیحات کے حروف شمار کر کے دیجیں۔ دوسرا سبیع

ہر اعتبار سے کمزور ہے۔
 حکیم زید کو ایک وادیت کرتا ہے کہ اسے کھانے کے بعد کھایا اگر تو عفناً اور عقل اُس کا ایک بھی مطلب پڑا کرتا ہے یہ کہ کھانا کھایا اور دوسرا استعمال کر لی۔ اب کوئی شخص کہنے لگتے کہ قیلوز جو کماٹھام دوپہر کے تابع میں سے ہے اس لئے حکیم کی پدایت کا مطلب یہ ہے کہ زید دوپہر کا کھانا کھا کر اطمینان سے قیلوز کر کرے پھر دو اکھارے تو ظاہر ہے اسے درست نہیں کچھ جاہے گا۔ اسی طرح اذکار و ادعیہ کا معاشر ہے۔ اگر انہیں کار رسول یہ پدایت دتا ہے کہ ہر شاڑ کے بعد فلاں فلاں سچ پڑھ لیا کرو تو یہ کہاں غرق فریب ہے کہ نہایت درجس کو تو خارج از پدا بیت کر دیا جائے اور حضور کے عکس نہ شاڑ خلاف عرف یہ نکالا جائے کہ سنن و فوائل کے بعد یہ تسبیحات پڑھ جائیں۔

نقشیوں کا صریح و صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مقصد نہایت فرض کے عین بعد ہے ذکر سنن۔ کب بعد عن عبد الرحمن بن عوف عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال من قال قبل ایامیت وقت ویتنی رجلیه من صلوات المقرب بالصحبۃ لآللہ اللہ الشدوخ نبی الشویخ لہ لکہ الْمَلَکُ وَلَهُ الْحَمْدُ لئے ہر ایک کے پشت دش نیکیاں تکمیلیں گی (یعنی دش کے عوض نشویں نیکیاں) و حدودہ شاہد نبات الخ (احمد)

اس حدیث کے بارے میں سن پیدا کر امام نووی تو الفہاد کو سالم کا مراد فرمجھتے ہیں۔ کوئی مطلب یہ ہوا کہ یہ تسبیح دش حر تہ مغرب کی نہایت کے اندھی سلام پھر نہ سے پہلے پڑھی جاستے یہ تو یہ این تبیہ وائے مسلم کی

معبد مگر انہیں عبادت کرنے ہیں تم گرامی کی اسی کے لئے نعمت ہے اور اسی کے لئے فضل اور اسی کے لئے بہترین شاہ نہیں ہے کوئی معبد مگر خدا اللہ عز وجلہ ایسا مصلحتیں کو خالق کر جو اسے ہیں چاہے کافروں کو ناگوار گزرسے۔ ریکھ لیجئے۔ تسبیح اور حمدی بڑی ہے۔ الہمہ انت السلام وہ ایسے تقریبائیں کی جی پڑیں۔

عقبة بن عامر بیان کرتے ہیں کہ عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہر نہایت کے بعد صلوات دے جاؤں جل۔ یا اپنے بالمعوذات فی درجہ حکم او را انسان افتراق صلوات دے جاؤں (احمد) (روایت کیا ہے احمد اور ابوالإوداع اورنسانی نے اور سبیقی نے دعویٰ الکمیر) کیا جائے۔

فرانسیس۔ چاروں طبقی کیا الحمد لله انت السلام و ولی تسبیح کے تقریبائیں مقدار ہیں ۶ راگران لوگوں کا تنوی درست مانا جائے جو معمودزادہ ارت سے مراد صرف اعوذ بالله و نبی سورتیں لیتھیں تب بھی یہ تبیہ پہلے سے بہت زیادہ ہیں)

بعض فقهیتے اخانت ہایریش میں دارد شرہ طویں اذ کا داد عیب کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ جن روایتوں میں یہ آیا ہے کہ ہر نہایت کے بعد (فی درجہ صلاوة) تسبیح پڑھی جائے ان کا مقصد فرض نہایت کے متعلق بع پڑھنا ہمیں ہے بلکہ سنن سے فارغ ہو کر پڑھنا ہے اور سنن جو نہایت کے تابع ہیں اس لئے ان کے بعد تو پڑھ جو تہ حجاج ایسے کجا وہ نہایت نہیں۔ کبود وہی نہ کہا۔ اسی استدلال بی مولہ الہ ولی نے دہرا دیا ہے، لیکن یہ عز وجل اعلیٰ منظہ اور تازہ روایت

الخلاف کی طرف آپ کے سوا
جعلتہ لی عصمه دا صلح
لی دنایی اللئی جھلت
بُرست اعمال دا خلق سے آپ کے
فیہما معاشری! اعوذ برہنا
سماں کوئی نہیں پھر سکتا ہے۔ اے
من سخنطک داعوذ بعفو
اللہ مرے دین کو درست کریجئے
نقمتک داعوذ بعفو
چھے آپ کے بیرے حق ہیں پناہ
ہنک دلماں تر دیا عطیت
دراج معطی لاما منعت
فرادی بھے جس میں آپ کے بیرے
دل دیغورڈا الجد منک
گذبہ رکھی ہے۔ لے الشدیں
الجد۔
غصہ سے پناہ لتا ہیں اور آپ کے عذاب سے مفریکے ذریعہ پناہ
کر دیں ہوں۔ جو کچھ آپ عطا فرمائیں اس سے کوئی بُر کئے دالا نہیں
اور جس آپ رک نہیں اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں اور آپ کے
بال مقابل کسی کوشش کرنے والے کی کوشش نہیں جلتی۔

اور امام نسائی نے اسی دعا کو حضرت کعبہ سے بانی
طور روایت کیا ہے کہ تواریت کی توضیح کے مطابق حضرت
داود علیہ السلام بھی اپنی خاز کے متصل بعد یعنی دعا پڑھا کرتے
تھے۔ دیکھ بھیجئے اس میں صفات یعنی موجود ہے کہ خصوصی مناز
فرض کے قرآن بعد بھی یہ دعا پڑھا کتے تھے۔ کیا یہ کچھ
کلمی ہے؟

یہاں وجہ ہے کہ اکثر علماء نے احادیث میں وارد شدہ
الفاظ درکل صلوٰۃ کا مطلب فرض نازی لیا ہے۔
کل صلوٰۃ شامل الفرض | پرملاز کے الفاظ فرض اور نقل
و النقل لکن حملہ اکثر | دونوں کو شامل ہیں مگر اکثر علماء
العلماء على الفرض | انھیں خاز فرض یعنی بمحض
فتح الہم جسمانہ اوقاع البارج ملک کیا ہے۔

بلکہ حافظ ابن حجر ہستے تو اسے اجماع فنصیل فاریدا
قلنا نق، ورد الامڑا الذکر | یہ کچھ ہیں پرملاز کے بعد ذکر کا
درکل صلوٰۃ، اور ادب | حکم آئیت اور خاز کے بعد سے
بعد السلام، اجماع۔
فتح الہم جسمانہ
فرماتیں کیونکہ محمد اعمال و
الرعات

تمیز ہے۔ لیکن احباب الشرافت عن الصلوٰۃ کا مطلب
یہ لیتے ہیں کہ سلام کے متصل بعد اور اپنی جگہ سے اٹھنے
سے پڑتے۔ اس صورت میں بھی یہ بہر حال ثابت ہو کر سنن
مغرب قبول ہی دش مرتبہ تقلیل کی تغییب اسن حدیث
سے لئی ہے۔

عن عبد بن عمر قال | حسب بن عبد کا بیان ہے کہ فرمایا
تال، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شکر جد معقبات ربعین نے
دای شیام، ایسی ہیں کہ خوش
کماز کے بعد اون کا قائل یا باطل
ثلث و شلثون شیعہ تھے
یہ میں ۴۳ پار صحیح (صحیح البخاری)
۴۳۴ پار صحید (صحید شر) اور
۴۳۵ پار شلثون شیعہ تھے
دعا۔ لہم

لیجھ اس میں تو کسی تاویل کا موقع ہی نہ رہا۔ صلوٰۃ کے
ساخہ مکتوبہ کی قید نے جھٹ کی کجاں نہیں بھجوڑی۔ تو
کیا میں میں پار صحید اور پار صحید باو شلثون کو بھی
کہا جائے کا کہ ان سب کی مقدار اور الحصر انت سلام
قالی تھے باہقا، ارقیہ ایسیا، سے ہے؟
اہم نسائی کے شاہزاد ابن الصبی (پیری) کتاب

۱۰۱ العیوم والیلۃ میں فرماتے ہیں:-
عن ابی امامة صالح | ابو ابرہیم شافعی میں جب بھی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ خاز فرض بالنقل کے بعد حضور
 وسلم فی درصلوٰۃ مکتبۃ
سیقریب ہوا آپ کو یہ دعا
ولاد تطیع الا سمقرۃ بقون
الصلوٰۃ غفرانی ذلکی فخطا
یا کلھما الصمراعشی
واجبہ فی ولہدی الصالح
الاعمال والخلوت ایہ
کا یہ، اللہ الحمد واللہ
صیروت سیما الہادیت

ایک منٹ میں متعدد بار آسانی سے پڑھی جا سکتی ہے تجوید
سے قیام کی طرف جاتے جاتے اُدمی اسے پوری کر سکتا ہے۔
خنوگی نے بھی صلام کے بعد اور پھر نے سے قبل اسے پڑھا ہی
ہو گا اتنے ہی وقت میں تمام مقیدی بھی پڑھ سکتے ہیں۔
پھر کبھی نہ حضرت عمرؓ نے یہ حکاک شخص غذ کو پورا بھی پڑھ رکھو
جکا ہو گا اور کیوں تیزی و تندری کے ساتھ اسے جبرا
پڑھادیا۔

اسی طرح یہ بھی سچے کہ خود حضرت محدثین کا یہ حال
کیسے ہو سکتا تھا کہ نماز فرض کے بعد اس قدر جلد نوافل
شروع کر دیں گویا ان کے نیچے تجھی ہوئی کنکران ہوں۔ اگر یہ
حال ہوتا تب تو حضرت عمرؓ اس شخص کو ہرگز بھی جبرا اپنے بھا
اور وہ بات نہ کہتے جو اخنوں نے کہی۔ پھر خنوگی کا عقیل
تا پید فرمانا واصح تک تسلیم کہ فیصل عمر عین طبق شرعاً خدا۔
ثابت ہوا کہ فرض اور نوافل و سنن کے درمیان ایک
نہ ہیں اور خاصاً الحسنوس فضل ضرور ہو ناچاہی۔ یہی استدلال
شاہ ولی اللہؒ نے بھی اس روایت سے کیا ہے۔

روایا۔ ۱۔ اور بھی یہیں یہیں جسمی ہم نے میں کیسی بھی اشارہ
دھایاں کم نہیں۔ پھر اسی روایت مانندہ کا کام مفہوم ہو گا
جسے مولانا نے بسط کر راستہ لائی پیش کیا ہے۔ تو گذار ارش ہے
کہ شاہ ولی اللہؒ نے بھی اصحابِ مظاہرؒ نے بھی اور شاعرؒ
اور علماء نے بھی اس کی دوستی ملیں کی ہیں۔ ایک یہ کہ امام
حدیقہ کے ارشادگر ای کامشاہی بیان کیے کہ نماز مندی کا
سلام پھیرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ سے
زیادہ اتنی دیر اپنی ہیئت تعودہ بر قائم رہتے تھے جتنی دیر
میں الحصہ انت السلاطہ مراخ پڑھا جاتا ہے۔ پھر سیدت بدل
لیتے تھے۔ یہ تاویل ضروری بھی ہے کیونکہ اگر چریٹ عالیہ
کو جوں کا ہوں لے لیا جائے تو ان ضبطوں ترین روایتوں کا گیا
بنے گا جن میں آیا ہے کہ فخر اور عصر کے بعد حضور مقبلؐ سے توحی
بدل کر طویل اذکار روا دعیرہ پڑھا کر تھے۔ حضرت عائشہؓ
کی روایت تو بظاہر نہ عصر کو مستعار کرتی ہے نہ فخر کو۔

کوئی کہہ سے کاکہ ابن حجرؓ ناشافی ہے۔ تیجی مشہور حضی
عالم مسلم اعلیٰ فارسی کی مرققات شرح مشکوہ اٹھا کر دیکھئے
اخنوں نے بھی ہر کل صلواتؐ کے بعد ہر جگہ یہ شرح
کردی۔ یہ کہ نماز سے مراد نماز فرض ہے، بلکہ حس حدیث
میں ہر غاز کے بعد آئیہ الکرسی پڑھنے کی ترغیب ہے اس کے
باکے میں تو اخنوں نے تصریح کی ہے کہ حسن حسین کی روت
میں فقط مکتبہ بھی موجود ہے۔ گویا مراد خود حدیث نے
 واضح کر دی۔

ایک اور حدیث دیکھئے جو ذرا اضطری ہے اس لئے ہم
صرف ترجیح دیتے ہیں:-

”ابوقت بن فیض رحمۃ اللہ علیہ پر کہتے ہیں کہ ایک بار ہمین ابو رشد
نامی ایک بزرگوار نے نماز پڑھائی اور پھر یہ اتفاق
ہوا کہ ایک مرتبہ ہر نے یہی نماز یا ایسی ہی نماز
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچے پڑھی تھی۔
اس وقت ابو بکرؓ و عمرؓ بھی صفت اول میں حضورؐ
کی داہمی محنت موجود تھے۔ خنوگی نے دلہنہ یا ایس
سلام پھیرا اس سفر حکم آپکے رخادرؤں کی صفائی دی۔
ہم نظر آئی پھر اسی طرح پھرے جس طرح میں بھرا تھا
اس وقت ایک شخص جو شروع سے شرک ہاتھ
تھا نوافل پر ہٹکڑا ہوا اور شرک تیری سے شک
اور اس کے دو فوں شاون پر اختر ہٹک کے اسے
زور سے ہلایا اور فرمایا کہ یہی تھا۔ کیونکہ ایں
کتاب اسی سلسلے میں ہاگر ہوئے کہ ان کی ماذوں
کے درمیان فصل نہ تھا (عمرؓ کے اس کہنے پر) تھیں کیم
صلی اللہ علیہ وسلم نے نظرًا ہٹکڑا اور تھیں کے اندرون
میں فرمایا کہ اسیں الخطاب! پھرے الشترے راو
حق پر ہمچاہیا۔“ درستہ ابو داؤد۔ مشکوہ
باب الذکر بعد الصلوٰۃ)

اب ذر الاندازہ فرمائیے کہ اگر بات یہی درست ہوئی
کہ نماز فرض کے بعد صرف الحصہ انت السلاطہ المعنی اسی کی
مقدار میں کوئی تصحیح پڑھی جائے تو تصحیح تو اسی تھصر ہے کہ

صغریٰ کبریٰ سے جو تجویز مولانا نے نکالا ہے وہ بھی فلسطین ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ فرض اندر نوافل کے دریان زیادہ فضل درست نہیں اور جو تک فرائض کے بعد دعا و ذکر کا امر ہے اس لئے لا محال یہ دعا و ذکر منف توافل کے بعد ہے گا۔

صغریٰ اور کبریٰ کو تھوڑی درپر کئے لئے درست مان لیں گے بعد بھی یہ تجویز اس لئے فلسطین کے امام و مفتخری کامل کرنا بایہر دعا و ذکر اس سے بھی ثابت نہیں ہوتا۔ ایک شکل مولانا کو یہ مش مگنی تھی کہ احادیث میں تو سنن و نوافل کا گھر سن پڑھنا آفضل بتایا گیا ہے۔ اصرارت میں یہ کہیے ہے ملکت اپنے نوافل سے فارغ ہو کر سب کا اجتماعی دعائیگا بھی افضل ہو۔

ایک شکل کو جس انداز سے اخنوں نے علم کرنے کی کوشش کی ہے وہ خاصہ المذاک ہے۔ اور سچے ال علم اس کی توقع نہیں کی جاسکت۔ سنتہ وہ کامیت میں ہے۔ ”رہا کر سن پڑھ کر کے افضل گھر بتایا گیا ہے یہ ملک مسلمانوں کا گروہ عظیم ہمیشہ سن مسجد ہی میں ادا کرتا آتا ہے۔“

اسلوب تھمار پر خور کیجئے۔ اہل علم کو خبر ہے کہ مگر یہ سنن و نوافل پڑھنے کی افضلیت تابعے والا کوئی ہے سہ شما نہیں، بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں یہی راست رسول چونکہ مولانا کے ساتھ کے خلاف پڑھ رہی تھی اس لئے رواں دو اس انداز میں صیغہ ”محبول“ سے ذکر فرمائے گئے۔ گویا یہ افضلیت کی اتفاقی لحاظاً شخص یا گروہ کی بتائی ہوئی ہو۔ پھر فوراً ہی ”یہی“ کہہ کر رسمی ہی کس سبھی پڑھی کردی تھی کوئی رسول اللہ کی یہادیت کے مقابلہ میں مسلمانوں کے گروہ عظیم کا فعل عمل زیادہ ذریعہ چیز نہ ہے۔

تمہم مولانا کو احساس ہوا کہ فقط انہی کہنے سنتہ کام نہیں چلے گا۔ مزید فرمایا:-

دوسری تاویل یہ ہے کہ حضرت مائتھیہ بیریان فرازی ہیں کہ اگرچہ نماز فرض کے بعد رسول اللہ سے پیش طولی اذکار و دعاء نہیں پڑھتے تھے مگر بھر جھی اسی دیر ضرور پڑھتے تھے جتنی دیر میں اصل مصانت الاسلام مراخ پڑھا جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص ان میں سے کوئی تاویل قبول نہیں کرتا تو اسے بتانا چاہئے کہ ان کثیر مذاہت کا کام کا بھی نہیں ہے۔ ہم ذکر کرتے اور ہیں اور حصر و تحریر کے بعد فضل دعاؤں والی روایات کہاں جاتی ہیں گی۔ ایک روایت کی خاطر دیوبونی صحیح روایات کو ظفر انداز کر دینا مناسب ہے، یاد میں کامحاط کرتے ہوئے ایک کی مناسب تاویل ضروری ہے۔

یہ مولانا کے بیان فرودہ صغری کا حال ہوا۔ اب کبریٰ دیکھتے۔ وہ کہتے ہیں امام و مفتخری کامل کر اجتماع سے دعا کرنا تمام نمازوں کے بعد امر تھا ہے۔ کیونکہ فرائض کے بعد دعا کرنے اور اس پر مقبول ہونے کے شرط احادیث وارد ہیں۔

چلیے تھیں کہ فرائض کے بعد دعا کی مقبولیت کا وقت ہے، یہیں کہ مس طرح معلم ہوا کہ یہ دعا سب مقدور ہو رہا ہے کوئی کر نہیں سمجھ سکتے۔ یہ کس روایت سے پتہ چلا کہ سب مل کر فاتحہ پڑھا کریں۔ سورۃ ناجمہ کی تعلیمات افضلیت کا بازار بار خالہ دینا اصل نکتہ بحث سے فرائیں ہے: دفاع علیات ہو، موجب ثواب کشیرو ہے، سب کچھ ممکر یہاں تodelیں اس بات کی چاہئے کہ رسول اللہ اور ان کے اصحاب بھی نماز باجماعت کے بعد عمل کرنا اور نماز فرائیت پڑھائیت تھے۔ یا کہیں ایک آدھ بار ہی پڑھنے کا بتوت فراہم کر دیجئے۔ اگر نہیں، تکریس کو تکمیل کیا جائے کہ اللہ کے رسول اور ان کے اصحاب سب ہم سے زیادہ فاتحہ کی فائزیت کو سمجھتے تھے۔ اس کے باوجود ادخنوں نے غارے کے بعد اس کی اجتماعی اور بالآخر صحیح پنڈ نہیں فرمائی تو ہم حق نہیں کہ ان کی مرضی اور عمل کو جسمیح کریں

صلوٰفی بیوٰت کم در لام
گھروں میں نماز پڑھواد رانیں
تختن وھا قبوراً (مسلم) قبریں مت بناؤ۔

سی ہنمنون سنداً امام احمد کی روایت میں ہمی آیا ہے:-
(۱) فعیدکم بالصلوٰفے
پس تھیں اپنے گھروں میں نماز
بیوت کم فان خیر صلوٰفے
پڑھنی چلائیتے۔ آدمی کیلئے سوائے
المرء فیسته الصلوٰفے خرض نمازوں کے بہتر نمازوں ہے
المکتبۃ (مسلم) جو اپنے گھروں پڑھے۔

ابوداؤد کی روایت میں یہ اضافہ ہمی ہے:-
”کسی آدمی کا فرض نماز کے سوا ہم نمازوں اپنے گھروں
پڑھنا اتنا افضل ہے کہ اتنا ایمی سجدوں میں نماز
پڑھنا بھی افضل نہیں۔“

(۲) عن ابن عمر عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَايَا شَاهِ اسْكُنْدَرَ
الذِّي يَذِدُ كَرَّ الْمَلَائِكَةِ إِلَيْهِ مَثَلُ الْبَيْتِ
الذِّي يَذِدُ كَرَّ الْمَلَائِكَةِ إِلَيْهِ مَثَلُ
الذِّي لَا يَذِدُ كَرَّ الْمَلَائِكَةِ إِلَيْهِ مَثَلُ جِنِّيْنَ
الْجِنِّيْنَ لَا يَذِدُ كَرَّ الْمَلَائِكَةِ إِلَيْهِ مَثَلُ
الْجِنِّيْنَ مُوسَى حَمِیْسی ہے۔
ان روایات پر خور کیا جائے گی ان میں اشارہ ہمیں یہ ہے
کہ گھر پر سن کی الفضیلت از دیا خوش و خصوص کے لئے
یا صریح طور پر ان میں یہ وجہ بیان ہو رہی ہے کہ گھر پر
سن پڑھنا گھر کی رونق، آبادی اور خیر و برکت میں اضافہ
کے لئے ہے۔

علمی احادیث یہ ہیں:-

(۱) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں۔ ”رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جماعت جمعہ کے بعد سبھی میں کھنہیں
پڑھتے تھے۔ گھر لوٹ کر دور کعات پڑھا کر یہ خود مددی
(۲) حضرت ابن عمر ہر یہی فرماتے ہیں۔ ”میں نے خنوم
کے ساتھ پڑھیں ڈر کعین قتل نظر ڈر کعین بعد نظر رُو
کعین بعد مغرب اپنے گھروں۔ اور دو رکعت عشاء کے
بعد بھی اپنے گھروں۔“ وہ کہتے ہیں۔ ”جو بھی خصوصی بیان
کیا کہ رسول اللہ کوہ ماکی قسم کی رکعین طلوع ہجر کے وقت
پڑھا کرتے تھے۔“ (بخاری و مسلم)

”اور اس کی جانب تھی نہیں ہے علماء و علماء و
عوام سب اس کے عامل ہیں۔“

اب کوئی پوچھے مانعوت کی بحث کہاں تھی۔ بحث
تو افضل و مفضول کی ہے۔ اگر لوگ سبق دوائل مساجد ہی
میں پڑھنے لگے ہیں تو یاد دویں عملی احادیث ردی کردی
جاتیں جن سے بلا ریب ثابت ہوتا ہے کہ سن گھر میں پڑھنا
افضل ہے۔

مولانا بھی شاید اس اضطراب کو پاس کئے تھے۔ اہذا
آگے قصہ ہی تھم کر دیا۔ فرماتے ہیں:-

”علادہ اڑیں بہر ہمال ی قول کر گھر میں پڑھنے
کیلئے افضل ہے غیر تھم ہے بلکہ سن کا پڑھنا ہی
جلگر ہی افضل ہے جیاں خلص دختر عدویں
اس کے پڑھنے میں زیادہ تصور ہو۔“

اس نکتہ آخر سی کو ہم علماء کی شان کے خلاف کہنے
اہل علم ہاتھ ہیں کہ کسی تھم حدیث کے باسے میں یہ کہنا کہ یہ
فلان مصلحت پر منی ہے بیوٰت کا تحریج ہوا کرتا ہے۔ یا تو
خود اس حدیث ہی میں اس مصلحت و علت کا کوئی صریح
ذکر یا اشارہ ہر یا کسی اور حدیث سے اس کا پتہ چلتا ہو یا
چریزان و بیان کا کوئی قریبہ سے واضح کر دا ہو۔

یہاں ان میں سے کوئی چیز موجود نہیں بلکہ معاملہ
اس کے بر عکس ہے۔ یعنی خود احادیث میں ایک اور مصلحت
ذکر کر رہے۔ اسے قویلانا تقطعاً نظر انداز کر رہے ہیں اور

جن مصلحت و علت کا دو دو رہتا ہیں اس طرح مسلم
اور قطعی نہ اور نہیں ہے جن کو یا اللہ کے رسول ہی نے
اسے واضح کر دیا ہو۔ آئیں یہ تکھیں وہ روایات کیا ہیں
جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سن کا گھر میں پڑھنا افضل ہے
مولانا تو شاید اس نے ان کا کوئی ذکر نہیں فرمایا کہ
ذکر فرماتے تو ایک طبع راز مصلحت دیلت نکالنے کا موقع
نہ ملتا۔ قوی احادیث یہ ہیں:-

(۱) عن ابن عمر عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس عرصے مردی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرایا اپنے

تو حق نہیں۔ سب دیکھ رہے کہ عذر فی حملہ مگری کے اس دور میں اکثر مسجدوں میں پر مکون نہیں رہی ہیں۔ اکثر مساجد کے اور گرد آباد غیر مساجد میں۔ ہری ٹپی ٹپاہر میں ٹکری ٹکیک سے۔ شور و شرب سے۔ جانے جک لاؤڈ اسپیکر بجھے میں۔ دکاونیں ہیں ریڈیو جھتے ہیں۔ مسجدوں کی فناشوں سے ملوٹے ہے۔

دوسرے یہ بھی غلط ہے کہ مسلمانوں کے بھی گھر طہارت اور جماعت قلب کے مسلمان سے فانی ہوئے۔ ان سے چھ مسلمان گھروں کو چھوڑ دیجئے جن میں ریڈیو بجھتے ہیں۔ یا ان سچے مردودیں کی گردان پر سواد ہیں۔ باقی تمام گھروں میں وہی طہارت اور جماعت قلب کا سان موجود ہے جسے بھی موجود ہوا کرتا تھا۔ تم اپنی بیکھر کے دعاواری کے زمانے میں گھروں کے اندر طہارت اور جماعت قلب کا کوئی فراہم اسماں موجود تھا جو آج کسی بھی سماں کے گھر میں ہو سکتا۔

تیسرا یہ تو خوف فرمائی کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں خود حضورؐ کی مسجد میں خلوص و قسم کام اخونہیں تھے۔ کیا وہاں صحیحہ شور و شرعاً تھے؟ کیا اسی نئے حضورؐ سنت پر ٹھہر ہوئیں چلے جاتے تھے کہ مساجد میں طہارت اور جماعت قلب کی فضاعف احتی!

ہر شخص کچھ مسلمان ہے کہ جواب اپنی کے علاوہ کوئی نہیں۔ ایک تو وہ زمانہ کہ تہذیب و تدنی کے ہنگامے آج کل تھے۔ مقابلوں میں بہت ہی کم تھے۔ پھر مودب ترین صحابہؓ کا مجھ خود حضورؐ کی مسجد۔ نہ شور و شغرب۔ پھر بھی حضورؐ کا اسن مکریں پڑھنا تابت کرتا ہے کہ وجہ وہ نہیں تھی جو رسولنا پیش فرمائے ہیں، بلکہ وہ تھی جسے حدیث میں بیان کیا گیا۔

اور اگر ہندی ہی کی جائے کہ نہیں صہابہؓ حضورؐ کی مسجد میں بھی کچھ نہ کچھ ہنگامہ غرور ہوتا ہو گا۔ خشوع و خضوع کا درجہ کمال خضوع نہ ہو گا اسی لئے حضورؐ میں سنتین ٹھہر چلے جاتے تھے تو وہ مستو ذرا بتاؤ تو آج کی سمجھو دوں یہ فرقا سکے پر کہاں سے لگ گئے کہ وہاں سجد بنوی سے بھی زیادہ خشوع و خضوع کا سماں نہ رہا ہے۔ طہارت اور جماعت قلب

حضرت فضل حضورؐ بھی تھیں اور ابن عزیز کی بہن۔ اسی لئے ابن عزیز نے فی بیتہ کہا۔
(۲) عبد اللہ بن عقبہ کے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نازار طیور و خرض کے علاوہ نمازوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے حضورؐ کا یہ معمول بیان فرمایا کہ حضورؐ نظر سے قبل چار گھنی ہر میں پڑھتے تھے پھر مسجد میں تشریف سے جا کر فڑھ، باجماعت دوسرے نے تقدیم ہوئے تو اسے تقدیم کر دوسرے تھیں گھری میں پڑھتے تھے۔ غرب کے وقت یہ معمول تھا کہ خرض کے علاوہ مسجد میں لوگوں کے ساتھ پڑھتے اور گھر لوٹ اسے بھروسہ کر دوسرے تھیں گھری میں پڑھتے۔ شمار میں بھی فرعی مسجدوں پر اگر ہر لوٹ سے اور دوسرے تھیں گھرس پڑھتے اور نہ اس میں گھری میں تو رکھتے تو معمور پڑھا کرے جس میں پورہ بھی شامل ہیں۔

پسند نظر دیں یہ بعد نمازو فوج کی دوپہری سنتوں کے حضورؐ میں پڑھتے کا دو گھنی آیا ہے۔ یہ روایت کس قدر تفصیل سے تمام نمازوں کی سفی کے بارے میں بتا رہی ہے کہ حضورؐ گھری پر پڑھا کرتے تھے۔ وقت خرض نمازوں میں مسجد میں ادا کرتے تھے۔ اگر کچھ بعض مساجد میں بھی ٹھہری ہو جدیدی ہوں تو اس سے سرفہرست یہ ثابت ہوتا ہے کہ مساجد میں پڑھ لینا احادیث پر مبنی تھا۔ مگر یہ میں پڑھتے کہ میں پورہ میں تو پورہ دال ماننا پڑے گا۔ اتفاقیت گھری میں پڑھتے کہ خالی ہے۔

اب ایک نظر مولانا کی اس جوارتہ نے ہمدرد دال پیجھے پسے ہم پھل کیا ہیں اور جس تک ہم پڑھ پڑھانے کی فہرست اکٹھا۔ خواہ خواہ حضورؐ کا گھاگھا ہے اور ایک دن اسے دل ملت دل سے ہمکر کے بیان کر دیے ہے۔ آگے وہ فرماتے ہیں:-

تو یہ خلوص و خذوع دیکھ لے۔ آج کل مساجدی ہم نہ مدد نہ کرنے کے گروں ہر طہارت و جماعت نہ کا سماں عام طور پر مسجد نہیں اتنا نامہ لسیجہ نہ شش ٹھہر کے لئے مسجد کو افتخار کر رکھا ہے۔ آئیسے ہی اول تو یہی دعویٰ میں غلط ہے کہ آج کل بعد میں شلوغ و خشوع متفاہ ہے اور ہر ہزار میں اس طا کو فی

لی دو دلت تحریر ہو۔

ھر پڑھنا افضل نہیں بلکہ اس پڑھنا افضل ہے جہاں
خصوص و خوشی زیادہ ہو۔

محبوب تائش کی بات ہے۔ آج بھی لوگ کہہ رہے
ہیں کہ چونکہ عالم بعد اصلوٰۃ سخنستی اور فرض و سنن کے
درمیان دعاویٰ کا موقع نہیں اس لیے سنن کے بعدی
سب کافی کو دعا کرنے افضل ہوا۔

لیکن یہ نکتہ نہ شایع مذکور ہے اس کی تحریر میں ایسا ضعف
بالتہ نہ ہوا ہے کہ جس کی آپسے دیکھا کہ جن روزوں سے
حضرت کا یہیں دعا و طرح ہوتا ہے کہ آپسے پاکیوں نہیں اسیوں
اور غایبی کو درکاری سنن ھر جی میں پڑھا کرتے ہیں ایسیں میں
کسی رادیو ہے یہ اشارہ تک یعنی دیکھا سن۔ فارغ
ہو کر آپسے پھر تجدیں تشریف انجامے ہے اور نافیوں کے
راہ پر گردھا بیس کرتے ہے۔ اگر یہ بازی کسی مسٹر
تو لا رہا صفت نہیں ہے اور اب تقریباً عمرہ اس ظاہر کر رہا ہے
کہ اس طرح کا حکم بھی نہیں اس کے لئے حضور کی طرف سے
ٹھابت ہوتا کہ یوگو سنن پر حصہ کریں مدت حاصل چشم رہنا احتیاجی
دعا مانگی جائے گی۔ تاہم ہر سے آج کی طرح اس زمانے میں بھی
نام صفا بیانی صن و فرانس کی صبح تو زوال شبھ ہوں گے کہ
ویکا۔ سماں پر پوری دنیا ہوں بلکہ تھاں اسی پڑھتے ہو گے
اور نوافل کی تعداد اس بھی کچھ کے مابین متفہ ہو گی۔ تو
جانشندوں کا حکم نہادہ میں یعنی حکم ایک کام کا قبول ہی ملک
بزم و افضل پیوس کر اس انتشار میں پیشہ رہا کرتے تھے کہ باقی
لوگ بھی نوافل پوری کریں اور حضور لشیریف لائیں تو
اجماعی دیکھا جائے۔

اگر اس طرح کی باتیں تمام ذخیرہ حدیث میں کہیں
نہیں۔ ایک بار بھی ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ سن کے بعد
اجماعی دعا مانگی گئی ہو۔ پرووفنزیہ سے مولانا شدید
افتسل و احسن قرار دے رہے ہیں بہ عکت نہیں ہے تو آخر
بععت کس چیز کا نام ہے؟
ہم کہتے ہیں دعا بعد اصلوٰۃ کے بلائے جو کوئی کسی

ایک اور بات قابل توجہ ہے۔ نذر کوہۃ الصدر
احادیث سے علوم ہو اکھر میں سن پڑھا گھردار و ناق اور
خیرو رکھتے کے لئے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو بفضل تعالیٰ
سنن کے علاوہ بھی بہت سی نوافل مغلظاً تھی اور تو اس میں
وغیرہ ھر میں پڑھا کرتے تھے۔ وہ انگریز مسیحیوں پر صلی
کرتے تب بھی ان کے گھر میں خیرو رکھتے نذر کو چونا اقل کے
اعщ وجود تھی میکن آج محل تو گئے چنے ایں تو فتن کو جھوٹ کر
باتی مسلمان نماز فرض سے متعلق سنن کے علاوہ بھی ہمیں خیرو
پڑھتے۔ ان کے لئے اور بھی اپنے کے سنن ھر میں پڑھی
ورثہ برصداقی حدیث ان کے گھر قبروں کی راندھیں اور
خیرو رکھتے عقاب ہے۔

ایک اور بات بھی یہاں علوم ہوئی کہ سننوں کا
ھر جن پڑھا صرف اسی اسئلہ افضل ہیں کہ اس مسٹر
میں خیرو رکھتے ہوئے ہے۔ تو اس کی صرف الصلحت
ہے۔ مسٹر اس میں کھا اور بھی فائدے ہو۔ اسے درز ہوتے
خیرو رکھتے کا فائدہ تو حضور کو فاضل نوافل کے باعث
بھی حاصل ہی تھا۔ اس کے باوجود اسیے اکثر پیشتر سنن
ھر جی میں پڑھیں تو اندازہ ہو اکر تیقیناً اس کی علمت و
مصلحت اور بھی ہے۔

محمد اس خیال کو ذہلی کی حدیث سے بھی لیتی ہے
کہ قلب ہن بخچہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بنی
عبد الاشهل کی سمجھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے اور نماز مغرب پڑھانی۔ فرض پڑھانے کے
بعد آپ نے دیکھا کہ فوگ، نوافل پڑھنے کھوٹے ہو گئے۔
آپ نے فرمایا ہے اہلۃ العہداۃ الیہ رسالت دلایا تو گھروں کی
شانصہ ہے یہ الوداع کی روز است ہے۔ ترمذی اورنسانی نے
جو الفاظ تھیوڑے کے بیان کئے ہیں وہ کچھ اور فرمایا درود دار
ہیں۔ علیکہ یہ ذکر اصلوٰۃ فی العیت۔ ایں عسلم
جانتے ہیں کہ اس انداز کام میں حکم کاریگ کیوں ہے۔
کیا اس حدیث کے بعد بھی یہ کہنا ممکن ہے کہ سنن

ہم نے اتنا ہی کہیں گے کہ حجت عسیری صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کے ساتھ عمل کا بھی کام نہ رکھیا ہے۔ انہوں نے صرف کیا ہی نہیں کیے وکھایا۔ اگر سن کے بعد مل کر دعائیں مانگنا اور ذکر کرنا بہتر ہوتا تو مگر نہیں تھا کہ اللہ کار رسول اپر کسی عمل نہ کرنا زندگان سے ہی اس کی بہتری بیان فرمائے جن جن مواتق کے لئے اجتماعی دعاوں کی ترغیب آتی ہے ان ان مواتق پر خود حضور کا عمل ہی اس ترغیب کے طبق روایات میں لے لگا۔ یہ بات کہ اجتماعی دعاوں کے لئے حضور نے بعض مواتق کا انتشار فرمایا ہے خدا سیاست کی دلیل ہے کہ جن مواتق کا انتشار نہیں فرمایا وہ مواتق خارج از بحث ہیں بیکا تمہرے کہ انتشار کار رسول و سنتوں کو گھر میں پڑھنا بہتر ہے اور آج کے مفکر اس اجتماعی دعاۓ بعد اسنے کا کا انجام ثابت کریں جس کے سنتب اور افضل ہوتا کا حل مطلب یہ ہے کہ شیش مسجدی میں پڑھنی افضل ہیں کیونکہ اگر سن کا مسجد میں پڑھنا افضل نہ مانا جائے تو سن کے بعد اجتماعی دعاکیسے افضل ہو سکتی۔ یہ جب کہ اس کا مداری اس بات پر ہے کہ لوگ سنتیں مسجد میں پڑھا کریں۔ کوئی افضل کام کسی مخصوص کام پر خصہ نہیں ہو اگرنا۔

اس بات پر تعجب کرنا کرد دعاۓ ثانی اجتماع کے ساتھ بدعت ہوا اور تھا شہزادی سادہ فرمی ہے۔ نو فل تھا تھا تھا بے حد باغیت تواب ہیں مگر جما عتی اندرا جنی کروہ اور بعض حالوں میں ناجائز۔ اس پر بھی تعجب کیجئے۔ تلاوۃ قرآن فزادی فزادی باعث تواب ہے یعنی محدود و نہیں بیٹھ کر جمعتاً تزوہ کرنا بدعت ہے۔ اس پر بھی تعجب کیجئے۔

حضرت والانہا تھا وادعا کو تو سنتب خود آپ کی مطہن بھی ناہیت کری ہی تھے۔ پتھر طینک اضافی سمجھ کام میں۔ دیکھئے آپ سکھیں ہی فرض ناہی کے بعد مخصر مسیحی مسیح کی مقدار سے زیادہ بیٹھنا کر دہ ہے اور یہ بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ متعدد احادیث میں طویل ادعیہ و اذکار کی ترغیب آتی ہے تواب پتھریہ نکالنے میں جلدی ازی نہ کیجئے کہ پھر تو سن کے بعد ہی صرب کو شکر دھا کر لی جائے۔ بلکہ احادیث پر فائز نظر ہے۔

بھی اگر و محمد کا سلک اختیار کرے زیادہ سے زیاد اسکے لئے یہ خصت ہو سکتی ہے کہ سن کے بعد فزادی فزادی دعاوں ذکر کو قابل عمل فرار دے اور اجتماع یا تحریر کا نام بھی نہ لے۔

مولانا فرماتے ہیں:-

"سنت کے بعد ما کو بدعت کہتے والے خود صفت سجد ہی میں پڑھتے ہیں اور اس کے بعد تھا دعاکیں کرتے ہیں تو گوادھاۓ ثانی اجتماع کے ساتھ بدعت ہوئی اور تھا دھائے ثانی سنتب ہے مالانکہ دعاوں کے لئے ترقیں چو جو عوں میں آئیں ہیں جیسے جمعہ بعد استغفار، اکسو ف دخروف، حضور قفال، جہاد، عرفات وغیرہ وغیرہ۔ افسوس ہے کہ ان ترقیوں نے تکریبی نہیں کیا اور اس کا کیا مجھ پر ہوا کہ متن الحجۃ پڑھے۔" (صلت)

ہم غرض کریں گے کہ مفہیموں نے تو ضرور تلقی کیا اسنا مگر خود مولانا تاریخ فکری کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اگر مجموع میں دعاوں کی ترغیب کا مطلب یہ بھی تھا کہ تو سن سے فارغ ہو کر اجتماعی دعاکیں مانگا کریں تو ترغیب دینے والے رسول کو ضرور اس طلب کا پتا ہو گا۔ پھر کہی وجہ ہے کہ یہ رسول دفناہ ایج دابی، تو سن مسجد عاکے پڑھنا تھا اور سن سے فارغ ہو کر بھی سجد میں اجتماعی دعا کرنے نہیں آتا تھا۔ تینیں یہی جواب ہو سکتے ہیں۔ یا تو یوں کہتے ہیں کہ خود بھی پتا نہ تھا کہ مجموع میں دعاوں کی ترغیب دے رہا ہوں اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ سن کے بعد اجتماعی دعاکیں کرنی چاہیں یا یوں کہتے ہیں تو خدا مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ رسول اللہ نے تو درود کو جو ہملا ہوں کی ترغیب دی ہے اس تاہم پر فرمدیجی مغلیہ رہا ہوئے ہوں۔ یا یوں کہتے ہیں کہ رسول نے بھی سن کے بعد مصحابی کے ساتھ ضرور دعا کیں مانگی ہوں گی مگر تھا اولاد و زوال ج مطہرات نے مل کر کوئی منصوبہ مبتدا تھا کہ اس دلتنخی کی روایت کم بالکل نہیں کریں گے۔ بلکہ ایسی روایت کریں گے کہ اس دلتنخی کی تدوین ہوتی رہتی۔ جس کا جی چاہے ان تینوں میں سے کوئی تو دیجہ کرے۔

برسات کا موسم

برسات کا مطوب موسم پھونٹے
چھپیروں ملاؤ طرح طرح کی بیاریوں کا
چیش نیمہ ہے، جلدکی بیماریاں
خون کی خستہ رابی کا نتھیں ہیں۔



BAYWATER 1932

دہلی - کانپور - پٹنہ

ڈال کر حفظ کا ضلیل عمل ملائم کجھے۔ جب آپ پیغام عمل دیکھیں گے کہ حضور فرشتہ بن پیر علی گھر طبلے چلتے ہیں اور وہیں تو افل پڑھتے ہیں پھر سمجھی میں لوٹ کر لوگوں کو دعا میں نہیں کرتے تو آپسے آپ ظاہر ہو گیا کہ لمبی تسبیحات وغیرہ پڑھی جاسکتی ہیں تو اسی طرح کہ ہر شخص اپنے نوافل سے ناراش ہے خاموشی سے ذکر و دعا کر لے۔ یہ لغو طرفیہ کہاں سے نکالا کر ملکے نمازی اس وقت تک جمع رہیں جب تک آخری شخص بھی اپنے نوافل نہ پڑھ چکے اور پھر جماعتی شکل میں بالہڑ زکر و دعا ہو۔ اس من ہنر طریقے کے لئے احادیث آثار میں ادنیٰ اسی بھی بنیاد نہیں بلکہ اس کی تردید صاف طور پر ملتی ہے جیسا کہ ہماری متذکرہ بالا تسبیحات سے ظاہر ہے

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سرکاری خطوط

ملیقہ، اولیٰ کے ستر خطوط کا یہ ترمیم مجموعہ ہے بازنیز ہر طبقہ سے آرائیا ہو رہا ہے۔ یہ عق ریزی اور تلاش دیکھنے کے بعد جمع کیا ہوا۔ یحییٰ، مجتبی، محمد، پاچھر و پیے۔

قرآن خاصاً جلی

موئی حروف، نایاں اعواب، بین السطور
لکھا ہوا۔ کاغذ سفید۔ کتابت طباعت پسندیدہ۔
ہمیہ مجلدات روپیے — قوت

لَا إِنْتَ لَا شَدَارْ هَبَّةٌ فِي
صَدَارْ هَمْ مِنَ اللَّهِ ذَلِكَ

دینی علمی ترقیت

کی قیامت صفری اس کی تی حیثت اور خذبہ اخوت کی پانک تازہ آزمائش ثابت ہوتی ہے۔ الحمد للہ وہ اس آزمائش میں بھری آڑی ہے۔ لیں ضرورت اس کی ہے کہ کام کرنے کی صلاحیتوں سے بہرہ من حضرات اس کے جذبات کو صحیح طور پر استعمال کئی کا سلیقہ بریں اور خود غرضوں سے بلند پوکار طووس کے ساتھ اسے پکاریں۔ وہ اب بھی ذرا خرچ میں ہے۔ خدا پرست ہے۔ دین کی شیدائی ہے۔ اس کے اظواہ اعمال سے دھوکا نہ کھائیے۔ یہ تو سب خواص ہی مکر توتوں کے پھل ہیں۔ خواص بگھے تو خواص بگھے۔ خواص سچل جائیں تو آج ہی عالم کو چھپی جائے دیکھ لیجئے گا۔

ہر ماں خدا و رواب خطہ پر خدمت ہے۔
۱۰۰ بھائی ختنی دلکرمی اسلام علیکم درحمت اللہ و برکاتہ
جماعت اسلامی ہر خیدر آزاد ہر تما ارجون ۱۰۰
ایک "دینی تعلیمی ترقیت" مذاہجا ہتی ہے۔ اسیں دینی تعلیم
کی ضرورت و اہمیت واضح کر کے مسلمانوں کو اپنے بھوؤں
کی دینی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ کر جائے گا اور انھیں
اپنے اہم ایام میں دینی تعلیمی داریں و مکاتب، قائم کرنے کی
ترغیب دی جائے گی۔

آپ کے درخواست سے کہ آپ اس موقع کی منصب سے ایک "پیام" ہائی فرائیں تاکہ مسلمانان جیسا کہ آپ کو
مسئلہ کی طرف متوجہ کرنے میں ہم مدد ہے۔ امید ہے کہ آپ جلد از جملہ ہی اور ماں فرما کر ہماری حوصلہ انتہائی
فرمائیں گے اور عزیز اللہ امداد چرخوں گے۔

خاتم

وسط میں راقم الحروف کوڑا سے جیدر آزاد کا ایک ملکوف ملک ہے اور اس کا جواب ذیل میں دیا جاوے ہے ذاکر سے یہ جواب روانہ کردیتے کے بعد بھی اشاعت کی ضرورت یوں خوبی کر دیجی تعلیم کا مسئلہ موقت اور قوی ہیں۔ آج ہم نے ملک میں جسی ذریسے گذر ہے ہیں اسے صرف بھائی دلکرمی کا درست بھیجئے۔ اسی معرف ناہمتوں اور تجارتیوں ہی کے پرالٹم نہیں ہیں۔ وہ تو ہماری سب سے تجی متاع۔ دین دایجان۔ کے لئے بھی ایک ہزارٹ رنجنا ہو ائے۔ ہزار جیل پورا ایک طرف اور لائف زبان کا یہ خدا شرکر۔ وہندہ کی اس ناریک دادی میں تجی جائیکے جس سے ٹھہر کرتا رک اور زہر تاک دادی کا تفسیر بھی مسلمان ہیں کر سکتا۔ اصم جعلنا ثم انھوں حفظنا۔

ذرا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس طرف سے امت کے درود مندرجہ اور ذریں ہیں اور الگ کے مختلف حصوں تجیری تگے۔ وہ دو برادر جاری ہے، لیکن علم کی اہمیت و دعستہ کے پیش نظر ضرورت ہے کہ مسکوں میں اور زیر بردی جائیں اور ار را پت تو قوت اسے مقصود زندگی بنالیں کہ مسلمان بھوؤں کو شرک۔ وطنیاں کی گوریں نہیں جانے دیں گے۔

پنا خط عاجز اسی لئے شائع کر رہا ہے کہ قارئین جعلی کا دسیع حلقو بھی اس اہم تر مسئلہ پر توجہ دے اور جو حضرات تعمیری کوششوں میں لگے ہوئے ہیں ان کا احمد بٹا کے ہماری ملت بفضلہ تعالیٰ یہ جس نہیں۔ حواس ہے۔ دین دایجان کے لئے آپ بھی اس کے اندر جذبہ قومی موجود ہے۔ لاکھوں پر مسلمانوں کے مدار سے اسی کی امداد پریل میں ہیں جیلپور

(۲۱۸ خط) ۲۶ مریٰ سلطانہ

بسم اللہ الرحمن الرحيم

حضرت مولکرم اسلام علیهم -

محوزہ دینی تعلیمی ہفتے کے سلسلہ میں پیغام کی طلب

کر کے آجنا بنتے فدوی کو شرمسار کیا ہے "پیغام" ٹرے لوگوں کے چوتھے ہیں۔ میں کیا اور میرا پیغام کیا۔ پھر آج کے دو ریس "پیغام" بھی ایک قسم کا فیشن بن گیا ہے اور ہم جیسے دیقاں لوگوں کو بھل فیشن کا سلیقہ کہاں۔

تاہم الامر فوق الادب کے تحت جلد معمولی سے

کلمات ہدایہ خدمت کئے دیتا ہوں جن کی حشریت

پیغام کی نہیں، بلکہ حاجزاں اور خالی کی ہے۔ بالذات

میرے نزدیک، اس وقت العلمی سلسلہ میں غافلی اور

ثبت دوڑی طرح کے افراد نامات کی اش ضرورتی ہے۔

ثبت تو یعنی کو دینی تعلیم کے زیادہ سے زیادہ مکتب قائم

کئے جائیں تاکہ بہتے ہوئے باخواں ہماری آشتہ وہ

نسلوں کے دین دیمان کا کھو تو حفظ ممکن ہے۔ ہم اس ان

کے نئے بہت طریقہ بیعت ہی ہے اور ہلاکت کا پیغام

بھی۔ برادران اسلام کو نہایت محظی اس امری کے ساتھ

یہ نیادی حقیقت نہیں کہ اس کی ضرورت سے کوئی

اسلام کی نگاہ میں وہ شخص جاہل ہی۔ یہ جو اپنے رب کی

ہدایات اور اپنے رب کی تعلیمات سے بے خبر ہو چاہے وہ

دنیادی علوم وغیرہ میں سچی نیاد نگاہ رکھتا ہو۔

اوٹھی اور حسب تاب حکومت اسلامیوں میں ماری

شده فاسد نورگراہ کن انصاریتے قابل اعزاز ایک زام

ماسچ نکر دے سلانوں پر لازم ہے کہ اپنے بچوں کو ان

انصاریوں کے ساتھ کہ کے بھائیں۔ علم طریقی بعثت ہے

اور کاروبار دنیا کا مدار بھی پڑھی حالت علم ہی پر ہے

لیکن جاری شدہ نصاب حوصلہ علم عطا کر رہے ہیں اسے علم

پیغام۔ ستم اسلامی نقطہ نظر سے واس نفاذ کے ساتھ بدین

مختصر ہے علم کے نام سے ایک جاہل اور خرب قسم کا نہ رہا غص

میں کویا جاہل ہے جو جعلی شخص سے کہیں زیادہ جملکت ہے۔

ہماری حکومت مختلف مقامات پر لازمی تعلیم کا ابراہ کرنی چاہی ہے۔ یہ حکومت موجودہ اور وہ کیلئے مشروطہ جائز رہو رہی مگر مستحکموں کے لئے سخت آزمائش سے کم نہیں بعض مصلحین تو اس کی ضرر توں کا دفعہ اس طور پر کرتا چاہتے ہیں کہ اسکوں میں طبقہ والے مسلمان کو نکلو ناچال اوقات میں ٹھریا مکتب میں دینی تعلیم دی جائی کرے لیکن تا چجز کے خال میں یہ طریقہ خاطر خواہ طور پر ضرر توں کا ارادہ نہیں کر سکتا۔ متعدد خدا یوں میں سے ایک بہت بڑی طبقہ خدا یوں میں یہ کوئی مخالف و متصادم نوع کے ایمان بچوں کے ناتھر ہیں اور نہیں۔ مغلب کی صلاحیتوں اور فوائد ایڈیں اسی طرح فاسد و مخلوط کر دیں۔ جس طرح کسی شخص کا انتہائی سر درمود کے تند جھوٹی کوئی زد پر بھادرا جائے اور بہوت کے نقصان کا دفعہ کرنے کے لئے وہ سر برخ سے کرم پورے بھی کارے دیتے جائیں تو تیجراحداں کی بجائے علامات و مذاکت ہو گا۔ ذرا آپ اس پر ماڈے کا تصور تو بیکچے جسے دو قطعاً مختلف اور متفاہم کے سانچوں ہیں ڈھله لئے کی میں۔ وقت کو شکش کی جاتی رہے۔

میرا پن افسر یہ ہے کہ جو بچہ شخص دندرے کیا ہو تو وہ اس اخطؤں کا جاہل بھیں ہے۔ صیادوں کی جو اخلاق کے اسکوں ہیں را بخ لفڑا یوں کی تکلیف کر رہا ہو۔ جو قیمت دل و دماغ میں تو تم پرستی مشرک اور زندقة کی ختم بری کر لیتی ہو اس سے حرمہ رہ گا۔ ہو یعنی اس سے بہتر ہے کہ است جان کر کے دنیا وی ہراتب و مناصب تو حاصل کر سکتے جائیں لیکن دین دیمان کھو دیا جائے۔

بہان تک تجھے علم سے لازمی تعلیم کے تابوں میں ان بچوں کے لئے چھوٹ رہی اگئی ہے تو کسی اور مکتب میں پر تعلیم ہوں۔ یہ کتابوں کی اور وہ اون پریمیشن ہوئے کی میں صورت میں حکومت کے نزدیک قابل اعتماد ہوئے کی میں اسکی آئینی تحقیق کر لیتی چلے ہے اور پھر اسی معیار کے زیادہ سے زیادہ دینی مکتب قائم کرنے کی حد و جد تیز تیز تر کر دینی جائے وقت ملکت اسلام پر پڑا نہیں آیا ہے۔ جو لوگ صرف

مسئلہ تعلیم کا ہے۔ الگری شعب روزہ ہیں جن کی سعوم فضایں ہیں، پر وان چڑھ رہے ہیں تو دس پندرہ سال بعد اس ہمارت کی بیانیں ہی کھو کی نظر آئیں جسے "ملت مسلم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

صرف ای یہ نہ صخرہ نہیں۔ درد مندوں کو جانے کے اپنی پوری زندگی ہی کو ایکتے دینی علمی ہفتہ "تصور کرنیں اور ساری تو ناتائیاں اس کی تذریز کر دیں۔ یہ اس وقت جہاد اکبر سے کم نہیں ہے۔ د آخر دعنی نا ان الحمد لله رب العالمین عامر عنانی دیر تعلیم دلوبند

دنیا ہی کو سب کو ہے یا ہے، کچھ کو تبت مسلم کے مساوی حل کیا چاہئے ہیں وہ تو شاید رونٹ پر طے اور اسی نجح کے دیگر ادائی مسائل کو ہر دوسرے مسئلے پر ترجیح دیں گے۔ لیکن اسلامی نقطہ نظر سے مقدم اور احمد تو مسئلہ دیں، واپس ان ہی ہے اور دیگر تمام مسئلے بعد ہیں ہیں۔ ان حقوق میں جگہ حفاظت ہماری حکومت پر ازدواج سے دستور لازم ہے، ہم تو حقیقی ہیں کہ اسکوں کے انہاں کو ایسے ہر غصہ سے پاک لے ابھی جو کسی مذہبی کے بارے میں خاطل تصویرات، تغیر و ترقی محتوا تھیں ملے الزیارات اور حفاظت میں تفصیلات پیدا کرنا ہو۔

اگر حکومت اس حق کا حفظ نہیں کرتی اور بغیر اسلامی، بولنا کی اور کافرا اجزاء پر مشتمل ضباب اسکوں میں جاری رہتے ہیں اور اسے ڈرانے والے مسلمانوں کے لئے لازمی تعلیم کے قانون کی خلاف ورزی کر کے قید بندی مصیتیں اٹھانا اس سے کہیں بہتر ہے کہ اپنے بچوں کو دہشتگرد ساز اداروں میں پڑھنے بھیں اور آخرت میں عذاب الیم کا خطرہ مولیں۔

اس وقت جو ایں واپس دینی فلسفہ کے تشویہ نہما اور فرض و ترقی میں بالی دھانی تعارف فرمائیں گے وہ یقینی ہے اسے اجر اخراج کے حق ہوں گے۔ کیونکہ اس وقت ہم مسلمانوں کو عقیم کے حاذپر ایک خابوش پر اس لیکن مسلسل فیصلیں چھاد دیشیں ہے۔ تلوار کی جگہ میں صرف جانیں جاتی ہیں، یعنی قیمتی چہادیں تو ہماری موجودہ اور آئندہ نسلوں کا دین و ریاض بھی داؤ پر لگا ہو ہے۔ دین واپس ان کائنات کی پڑائی سے زیادہ قیمتی ہیں۔ ان کے حفظ و صیانت کی راہ میں لوگ ایسا و قدر ہانی کا عملی ثبوت دیں گے ان کے بیش ہما اجر اخراج میں ازدواج سے قرآن و حدیث افشاء اللذوں کی نہیں "دینی تعلیمی ہفتہ" کو حضن رسی اندوز میں نہ منائیں بلکہ برادران اسلام کے دلوں میں پر اساسی حقیقت جاگریں کر دیجئے کروں ٹپکرے، مازہرت، تجارت، حفظ جان مال اور باعتہت زندگی کے جو مسائل اس وقت ہندوستانی مسلمانوں کو درپیش ہیں ان سب سے بڑھ کر یا ہمیت والا

شاہجان ایام سیری و رعایہ و زنگزی

اُس دور کی تاریخ جب تاج محل کا خالق اپنی زندگی کے آخری لمحے پر دیوار زندگان گزار رہا تھا۔ جب مغلیہ سلطنت پر ادب کے بادل چھاتے ہوئے تھے۔ شاہ جہان کی بوڑھی انھیں اپنے بیٹوں کو ایک دوسرے کے خون کا پیاسا رکھ کر ہی تھیں جب ہندوستان کی سیاست ایک نیا موڑ مطہری تھی ایک عینی شاہد کے قلم سے۔ تہمت مجلد بارہ روپے۔

کتاب زندگی اور دو ترجمہ ایام بخاری کی الادب المفرد کا

بیشترین اخلاقی تعلیمات پر مشتمل احادیث کا مفید ترین مجموعہ جس کے جامع ایام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں قیمت مجلد آٹھ روپے

عظیم تاریخ اسلام از۔ اکبر شاہ نجیب آبادی۔ اتنی ضخم جملوں میں مکمل یہ مشہور زمانہ تاریخ تعارف کی مکاح نہیں۔ پاکستان میں عمدہ کا عذ اور دشمن طبا عبقة و کتابت کے ساتھ بھی ہے۔ قیمت فی مکمل و علبدھیتیں روپے۔

مکتبہ تحفی دلوبند (بیوپی)

مسیح مسیح نازک

مستقل عنوان

اثر: احمد ابن العرب کی

ہے۔ ذہین، طریق اور جامنہ ب۔ رکھنے سے اُترانے سب سے پہلے خان فرد ون سے مٹ بھپڑے ہوئی۔ یہ فراز اچکیدار تھا اور آہنی ٹھاٹکے میں استوں جانتے ایک قلمی رسائے کی ورنگری کی کروڑی کروڑی تھا۔ غالباً تصویریں دیکھ رہا تو ڈھاونہ لکھنا پڑھنا تو صفائی اس کی ساخت پستوں میں بھی شاید ہی کوئی جانتا ہے۔ "سلام الیکم مولانا۔۔۔ بہت دنوں میں آیا۔" اسے بڑھ کر رکھنے سے سامان آتا تھے ہوتے کہا۔ "والیکم السلام۔ اچھا ہے خانصاحب؟ بالکچھ خوش ہے نا؟"

"بہت خوش۔ تمہارا بال بچی بھی تو بہت خوش ہوئیں گے۔"

"خانصاحب، وہ سب عر گیا۔" اس کی آنکھیں ھیل گئیں۔ "اوے باتی عر گرا! ٹھیک یو ہو۔"

"اکدم ٹھیک یو لا خانصاحب۔ ان سب کو ایک ہی لحد میں دفن کر کے ہم اور آنگاہے۔" اس نے جلدی آنکھیں جھپکا کیں پھر سکرا۔ "نمیں نہیں تم شرمندی کرتا سب کی مر جاتا۔"

"بڑا بے وفا نکلا خان ہمارا بال بجا۔ اور یہ جنم رسائے میں تصویریں دیکھ رہے ہیں بھی ٹری ہیو فا خلوق تے خان ان کے چکریں مت پڑنا۔۔۔"

وہ جھینپ سا گیا۔ "اوے ہم کو کیسا چکر۔ یہ تو چھوٹا مالکن اور گھاٹس پر چھوڑ گیا تھا ہم نے سوچا لا اور دیکو۔ اس میں تو زندگی لوگوں کا تصویر معلوم

اپریل ۱۹۷۴ کے تجھی سے ناظرین کے معلوم ہو چکا ہے کہ عاجز صین رہنماءں میں گھرستے فرار پر مجہور ہوا تھا۔ پھر کہاں گیا، کیا ہوا یہ ایک لمبی داستان ہے جو اگر چنانچہ رسمین اور روپان پر ود ہے، لیکن اس کے تاریخ و میں خلائق موانع کے ایسی عناصر بھی موجود ہیں اس لئے ازبیل اسکا بیان فائدے سے خالی نہ ہو گا۔ یہ پہلے ہی متن الحجۃ کے، واقعات بالکل اصلی ہیں مگر کوڑا روں کے نام تطمیعاً و ضمیم ہیں بعض مقامات کے نام بھی خرضی ہی لکھے گئے ہیں ورنہ اندریشہ ہے کہ جدیا مشکل ہو جائے گا۔

اب سنتے کہ مرشدان میرے چھا تو نہیں تھے مگر اس گھر سے تعلق کی بناء پر جوان کے اور والہ رحوم کے مابین کسی زمانے میں رہا تھا میں ایکیں جیسا ہی کہا کرتا تھا۔ وہ بہت بڑے سرماںدے دار ہیں اور حصیت بھی بڑی بھاری بھرم کہے۔ بار عرب چھڑے، در اوپنی آنکھیں، پیروقتار حال ڈھال۔ آواز میں طنطیر اور شکوہ۔ کم تو ٹھان سے آنکھ ملا کر بات کر سکتے ہیں۔ لظاہر شکستے اور مستکبر۔ لیکن دل کے درد من اور شفیق۔

ان کی کوئی ٹری شاندار نہیں۔ چاروں اطراف میں نظر افرزو چجن جس میں دو مالی طازم رہتے تھے۔ گرد آرڈ سکاؤنڈ کی تقریباً چھ فٹ اوچھی دیوار نہیں پر جاہر جاہے بیٹھیں جڑھی ہوئی نہیں۔

لیکن کوئی ٹری سے بھی زیادہ شاندار حیران کی سٹی پر تو ہیں تھی جسے دیکھ کر مجھے جیاد نیا نیز ارجنی تسلیم کرنے پر غبور تھا کہ ابھی کچھ روز اور جی لینے میں کچھ حرج نہیں

”کیوں؟“

میں نے اپنے چہرے کی طرف اشارہ کیا۔ جس پر مری دالست میں رسول صادق رضی انی بر سر رہی تھی۔ ”یہ روئے انور و حضنگے دیکھ لیتیں تو شاید“ بھی نہ لکھتیں۔“ کہا۔ تمیزی ہے پر دین ”چھی نےڑاٹا“ دلختی ہیں ہر بچارا کس حال میں ہے میں نوک جھونک شروع کر دی۔“ نہیں ابی نوک جھونک نہیں۔ آپے منہیں میں سخن اور۔۔۔“

”اے تو کیا تم بھتی ہو آسمان نرم ہے؟“ میں نے حیرت کا مظاہرہ کیا۔

”تو اور کیا لوہے کا ہے“ وہ ترخی اب غلطی مانیں گے خود ری آپ۔“

”مکال کرتی ہو غلطی کیسی۔“

”اچھا تباہی زمین دور سے کیا مطلب؟“ تم ہیں بھوکی بیجی۔ روزہ رکھ کر قہرہ کلاس ہیں سفر کرو جھجا یا کہہ رہیں کی بلندی پر اٹھے گا۔ کیا آنا فاصل کم ہوتا ہے۔“

”اچھا اچھا جانہا دھوئے“ چھی جان نے بات کافی۔ ”بہو تو اچھی ہے نا؟“

میں نے غزرہ لیجی میں جواب دیا۔ ”اچھی کہاں ہے چھی جان۔ اچھی بیویاں ہیں رمضان میں شوہروں کو مگر سے نکالتی ہیں۔“

”اے ہر طبقہ سر اٹی سب صحنی ہاٹکاتی ہے، بہو کس طبقہ کیوں نہیں لایا؟“

”لارہا تھا مگر وہ بھوں کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہوئی۔“ ”کیا مطلب؟“ چھی چونکیں۔

”پار سال یہ آپ کی پر دین کہہ رہی تھی چھیاں چھاؤں کوئے ہوئے بچے مجھے اتنے بڑے لگتے ہیں کہ جی چاہتا ہے گردن مژوڑوں۔“

”خدا سے ڈریتے جھیا۔“ پر دین بھتائی ”روزہ رکھ کر طوفان اٹھا رہے ہیں۔“

ہوتا ہے۔“

میں بلوچ سے گذر کر برآمدے کی بیٹھیاں چڑھی رہا تھا کہ سامنے سے پر دین آتی رکھائی دی۔ وہی آگے شانوں پر لٹکی ہوئی دو چوٹیاں۔ وہی ترد تازہ چہرہ سامنا ہوتے ہی وہ اپنی ہنکار آواز میں جھکی۔

”اے طا بھیا آپ۔ آئیے آئیے تحریرت سے توہین؟“

”نہیں پر دین۔“ میں نے مردہ آواز میں کہا۔ خیرت ہوتی تو عین رمضان میں خانہ بدوش کیوں ہوتا۔

”اوہ کہاں کی مشکل آپڑی ہے؟“

”سخت مشکل۔ مگر کیا اندر کوئی نہیں ہے؟“

”ہاں ہاں اتی ہیں۔ ڈیڈی اور بھیا باہر گئے ہیں۔“

”بہر۔ یعنی سفر میں؟“

”نہیں بھیں بھیں۔ شام تک آ جائیں گے۔ تو کیا مشکل آپڑی؟“

”اب ہر طبقہ ہی مکھڑے پوچھو گی؟“

”اوہ۔ آئیے۔ وہ آگے آگے اندر چھپی۔“ ابی ای مٹا جھیا آئے ہیں۔ اس کی آواز میں خوشی ناج رہی تھی!

”اچھا۔ کہاں ہے۔“

”سلام الکرم چھی جان۔“

”اے تو کہاں ہے پچھے۔“ انھوں نے سر پر درست شفقت پھیرتے ہوئے کہا ”پار سال سے اب بھوت دھانی ہے۔“

”کیا بتاؤ چھی جان آسمان سخت ہے اور زمین در۔۔۔“

”پر دین نے تھوہ لگایا۔“ کیا فرمایا۔ ذرا پھر سے تو فرماتی ہے گا۔

”ہائیں کیا او پنجائیں لگی ہو؟“

”اب جھینپ مرست مٹائیے شاید روزہ رکھ لیا ہے۔“

”شاید! اب سعایہ ہوتا ہے تھماری نظر بھی موٹی ہو گئی۔“

مجھنے ہوئے پچھے ضرور تھے۔ میں نے سوچا لاؤ بھی سے لوں اب جو آپ کی بھابی صاحبہ کے آگے رکھتا ہوں تو جامے میں بچوں نہیں، سماں۔۔۔۔۔

"بچوں نہیں سماں! وہ بڑے بڑے اتی۔"

"اسے باں وہ کہتے ہیں نالہ۔۔۔۔۔ بچوں کے گپتا ہمیں اور۔۔۔ یعنی جامے سے باہر ہو گئیں۔۔۔۔۔ ہمیں یہ دال ہے؟ عرض کیا نیک بخت دال نہیں ہے مگرچھے تو ہیں میں پھرلا کے بلما مرد دال ہی دال ہو جائے گی۔ بولیں آپ تو رذمے میں بچونکے رکھا ہیتے ہیں۔ میں نے کہا خوب صلح خدمت شے رہی ہو۔ نیکی برادر گناہ لازم۔۔۔ تم خود سوچ پڑو ہیں۔ ایک پچھے میں دو دالیں نکلتی ہیں۔ انہوں نے آہہ بیر منگانی تھی۔ میں آہہ سیر پچھے لے آتا تو کوئی یادگاری دال نہ آیا خوش ہیں کم منگانی تھی زیادہ آگئی، مگر عورت ٹھریں۔۔۔ عورتوں کی کھوڑی۔۔۔۔۔

"بس۔۔۔ آگے ایک لفظ نہیں۔۔۔ اس نے جملہ پڑھ کے اپنا ہاتھ نہیں مخیر رکھدا" بھابی تو خدا جانتے اتنا کذبہ کہتے ہیں۔ میں ہوتی تو آپ کے سرہیں سل کا بلما رہتی۔۔۔ "چلواب مارلو۔۔۔ میں اب بھی دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ایک چنان برابر ہوتا ہے تو دلوں کے ثابت کرو نہیں ہوتا۔۔۔

بیوک کی سرہراہیٹ نے گفتگو میں بریک لگادیا۔ "ڈیڑی آگئے"۔۔۔ پر وہی پوری کی طرف پلکی۔ میں بھی بڑھا۔ چھا بجھا دیکھ کر اپنی خصوصیں بھیلی آواز میں پوئے:-

"اوہ ہو بر خرد ارہیں۔۔۔"

"السلام علیکم"۔۔۔ میں بالکل قریب پہنچ گی انہوں نے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے اعز اعلیٰ کے انداز میں فرمایا،۔۔۔

"ہاں ہاں علیکم السلام۔۔۔ اتنے بڑے ہو گئے مگر سلام کرتا بھی نہیں آیا۔۔۔ ان کا خیال دراصل یہ تھا کہ یا تو آدمی صحت الفاظی

"تم نے ضرور کچھ کہا ہو گا" بچی نے پر وہیں کیطرف کیسلی نظریوں سے دکھا تھے لیے تیرے الفاظ مذاق میں بھی بخ سے نہیں نکلا کرتے۔۔۔

"لے اے احی آپ بھی بھائی بانوں میں آگئیں۔۔۔ ال قسم یہیں جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔"

"خیر خیر۔ جاؤ دیکھو نہ ہرین انطار کے لئے گیا بنا رہی ہے۔ تو جلد پہلے نہاد حیلے منہ پر ڈھانی نیج سے ہیں" انطار سے کچھ قبل چھا کی شاندار بیوک کیا اونٹ میں داخل ہوئی۔ میں اس وقت لان کی ایک نیج پر بیٹھا ہوئیں کوئی یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ ریاضتی کے قاعدے کیسے بھی اٹل ہی، مگر رمضان میں ان کا اعتماد نہیں کرتا چاہئے۔ ہر سکنلے اسخان کی کاپیاں جانپنے والے مزگ سے روزہ رکھ لیا ہوا اور تھیں اس بناء پر فسیل کر دیں کہ تم نے دو اور دو چار لکھے ہیں، حالانکہ دو اور دو باسیں بھی ہو سکتے ہیں۔۔۔

"آپ تو بھجا چلتے ہیں بھیتا" پر وہ بھجنگانی تھی۔۔۔ میں پوچھ رہی ہوں بھابی سے کس باشت پر لڑائی ہوتی جو خطر سے بچانے کی نوبت آگئی۔۔۔

"بھی تو بتا رہوں۔۔۔ کل انہوں نے دو روپے مانگتے ہیں نہ دیتے۔۔۔ پھر ملنگے پھر دیدتے۔۔۔ خٹوڑی دریں وہ کہتے ہیں کہ پاخ اور دیدیجھے وہ چاروں تو خیچ ہو گئے۔۔۔ میں نے کہا کہ بھاگوں وہ چار کیسے تھے میں نے تو دو اور دو کا نوٹ الگ الگ دیا تھا انھیں دایسیں بائیں رکھ کر خرچ کیا ہوتا بائیں بنتے۔۔۔ وہ طرارے میں آگئیں جنہیں چلانا مشروع کر دیا۔۔۔"

"بس ختم کیجئے" دہ بیزار ہو گئی۔۔۔ آپ ضرور سب سطح ان کی زندگی خراب کر رہے ہوں گے۔۔۔"

"میں کرتا ہوں یا اسی نے میرا خاد خراب کر کھائے ابھی رمضان نہیں ہی کی تو بات ہے کہتے ہیں کہنے لیں یعنی کی ال لادو میں غلام زراده روڑا روڑا باز ار گیا۔۔۔ بازار تو خیر در در تھا محلہ ہی کی دکان پر چلا گیا۔۔۔ وہاں پچھے کی دال نہیں تھی مگر

"بس، انفاقیہ آنا پوچھیا۔"

"اور اسٹینس سے رکھتا ہیں ٹنگ کے آئے ہو گے؟"

"جی... جی۔ میں آیا تھا۔" میں نے جھوٹ

ولہ۔ مجھے معلوم تھا انھیں رکھتا اور تانگے وغیرہ سے
خخت چڑھا ہے۔

"بالکل گور ہے ہر۔ دنیا کی بھی کہیں کہ مرشداق کے
آخر یاد اب میکسی تک آپنچھے ہیں۔"

میکسی کا لفظ اخنوں نے ایسی حکارت سے کھا تھا
جیسے مریل ماؤ کو برادر ہو۔ "مگر میں یہ سن گاڑیاں
کھڑی ہیں اور بھیجیے صاحب میکسیوں میں دھکے کھائے
ہیں۔"

"اب تو قصور ہو گیا چا جان... درصل..."

"ہاں اس تھاری درصل میں خوب جانتا ہوں۔"

خیر روزہ ہے تو یہاں لان جیں کیا ہاٹ کار رہے ہو۔

انتظار میں صرف دس منٹ رہ گئے ہیں۔ "پھر اخنوں

نے بھٹی کو گھوڑا" تھیں بھی پروپیں اتنی تیز ہیں کہ اس

پائی منٹ سے بھائی کو دستِ خوان پر لے جائیں۔"

"ڈیندی ہیں تو ان سے برا بر کہہ رہی تھی مگر۔"

"کامگیر۔ تم اس سے بھائی گھوڑی ہو۔ شروع

کردی ہو گی الف لیلہ۔ چلو۔"

گھوڑی سی انتظاری کھاکر میں اٹھنے لگا تو چپا

غراستے۔

"خیریت؟"

"جی۔ سمجھو۔"

"سمجھو۔ ٹرے سے آئے نمازی۔ یہیں جماعت

ہو جائے گی۔"

ڈٹ کے اقطاع کرنے کے بعد برآمدے میں صرف

بچھی۔ خان دشمنوں اور چار ملازم اور دھیوں کر کے

آپ سمجھے۔ چمانے مجھے آئے گے ٹھہرایا۔

"یہ تیس ہو مکاتبے ہے چا جان۔ آپ پڑھ لیتے۔"

"بکھرت چلو پڑھاؤ۔"

کے ساتھ الشام علیکم کے درج چنج بند رکھے۔ یہ کہا وہا
ہے کہ جاہلیوں کی طرح سلام علیکم بک دیا۔ مجھے یاد ہے ایک
مرتبہ انھوں نے اپنے بھائیج طارق میان کو ہی باہت
سچھائی تھی۔ اس بھائے نے تھا میں میں کافی مشکن کی گر
ان کے سامنے آیا تو میں دستت کے دہی ڈھما پھر دہا
سلام تھے سے نکلا۔ انھوں نے ایک دوبار تو نظر انداز
کیا اگر بھر بھٹ پڑے۔

"گدھے میں کے تھماری زبان جڑ سے کھینچ جائیگی
جبھی ہوش میں آؤ گے۔"

ان کی چھوٹی ہیں یعنی طارق سلمہ کی والدہ بھی قوت
فریب ہی موجود تھیں انھیں مخاطب کر کے فرمایا۔ ساری
خطاب تیری ہے جیسے۔ چک سے تو تی بولی بول کر ساری عمر
کے لئے انھیں برادر کر دیتی ہے۔"

"ہائے جیسا یہ توہرت اچھا ہوتا ہے۔ اسکوں سے
تفیری کا انعام بھی طلاق ہا اسے۔"

"تمہارا سر طلاق ہا۔ اب کی اگر اس نے گھوں
کی طرح سلام کیا تو ٹھال اور ھیٹروں گا۔"

یہ تھوڑی ماہنی مجھے یاد آیا تو جلدی سے تھوک تھل
کے نہایت فراثت سے سلام دہرا یا۔

"السلام علیکم جمی جان۔"

ان کے چہرے پر تھی کامیروم ساری ایسا لرزائگر تھی
بھی شاید ان سے دہشت ہی کھاتی تھی۔ گھوڑے کے فرمایا۔

"روزہ ہے؟"

"جی... جی ہاں۔"

"کیوں؟"

سوال پڑا ہے ڈھب تھا۔ ان کا مطلب ظاہر ہے
یہی تھا کہ سفر میں چلتے تو روزہ کیوں رکھا۔ اب منیظ ان
کوں گھما رتا کر فہنمگی احجازت کا مطلب رکھنے کی حالت
نہیں ہوتا۔ لکھنی کے عرض کیا۔

"جی۔ وہ تحری کمالی تھی۔"

"آدم کی اطلاع یہیں نہیں دی ہے۔"

تحت الشعور کا شوشه چھوڑا تھا۔ یہ شوشه نہ جھوٹا ہوتا تو مغرب میں والناز عات کس لگر ہے کو یاد آ سکتی ہے۔ لگر لطف یہ کہ والناز عات کی دو آئیوں سے یہ ریادہ لوٹ جے یاد ہی نہیں تھیں۔ قیامت اشیطات اشطا کر کر سکران تارکوں میں غول طھا تھا لگا۔ اسی وقت اس الگابی سے پڑے نے قہقہہ بارا ہو۔ وہ یقیناً مذاق آڑا رہی ہوگی۔ اب بدترز تخت الشعور نے اور قلابازی کھانی۔ کھٹ سے عتمہ یکساں ٹکوں آگے بڑھا دی۔ میری پنڈلیاں شاید ایک درجن لکپی فی سکن ٹکے حسابے کا نپر ہی تھیں۔ ٹھوڑی میں نفاکے نج رہے تھے یا پھر یہ ابریکی کوٹھی میں ریڈ یوچ رہا ہوگا۔ جماں کھنکار پھر آئی۔ اب کی اس میں صرف غائب ہی نہیں تھی کوئی مادری نے کا انداز تھا۔ رہے ہے جو اس بھی کوچ کر گئے۔

خدا ہی جانتا ہے کس طرح ۱۵۰۰ ایک بہزادہ ال بھی نہیں رکھیں پوری ہوئیں۔ ایسا ہی تھوس ہوا تھا جیسے بزرگال کے اھماں پانیوں میں صدروں سے نہ تھا تیر رہا ہوں اور کچھ پتا نہ ہو کنارہ کب آئے تھا۔ آئے کامبھی یا نہیں۔ اب تحف الشعور تو اپنی کارستائیاں کر کے چھپت ہو اگر شعور صاحب نے پاؤں نکالے۔ سلام کے بعد دعا کو را تھا اُنھماں ہوں تو موصوف اندر ہی اندر شعورہ دیتے ہیں کہ کھجور اور اسہا باقہ زگراں پچا کچا جانے کو تیار بھی ہیں۔ خراغت ملتے ہی وہ مار ماریں گے کہ ساری چوکڑی بھوول جاؤ گے۔ مانگ جاؤ جتنک مانگ سکو دعا۔ اب جناب دعا ہے کہ چل رہی ہے۔ ایک دو منٹ تو پچانے صبر کیا مگر پھر دھاڑ سنائی دی۔

”لبس ہو چکی بہت دعا۔ نماز کا بھی متینا اس کر دیا تم نے۔“

میں کیا کہتا۔ زبان میں کاٹتے تھے۔ بعد پر پیدھی تھا حلن میں فوٹے کا گور الگ کیا تھا۔

کھانے پر انھوں نے چیز سے فرمایا۔ ”یہ آپکے بھیجیں صاحب دیوبند کے نامع تھیں ہیں، نماز تک نہیں پڑھا سکتے۔“

الامر فوق الادب۔ میں امامت کے مصلحت پر پہنچا دے دفعتاً میرا بار کیڑے کے بولے۔ ”مگر پھر بتاؤ کون کون ہی سوریں ٹھہوگے؟“ میں چکرا گیا۔ گزر بادہ دیر چکرانے کا بھی موقع نہیں تھا۔ ”جونی آپ فرمائس۔“ ”کیا لکھتے ہو کہیں مقدری بھی امام کو بتانا میہے۔“ ”تو... تو...“

”اوے نشانہ یہ ہے والناز عات مرت شروع کر دینا۔ الم ترکیف سے ٹھہلو۔“ میں سمجھ لیا یہ آرڈر ضرور کسی خاص و انتہے کا نتیجہ ہو چکا۔ لیکن اس وقت پوچھ کیا سکتا تھا۔ تکمیر فرمودن نے کہی۔ اُن روئی کے لئے امامت کا یہ پہلا موسم قعر نہیں تھا مگر زیادہ مشق بھی نہیں تھی۔ مشق ہوتی تب بھی سر مشتاق جیسا مقدری پیچھے کھڑا ہو تو دن کا بہاراٹہ بھی یاد رہنا ضروری نہیں رہے۔ الحمدلہ مشکل پوری کی۔ شاید اعمال سے اسی وقت نہ جانے کہاں سے پر خالی دماغ میں اہمسا کر پڑیں ضرور اس پاس کہیں کھڑی ایسی نظر اسے ندوی میں کی امامت کا منتظر دیکھ رہی ہو گی جیسے ٹھیا گھر میں دو دموں والی نیل گاۓ کے دیکھ رہی ہو۔ دو دو دمیں تو اسکی تک کو تھیں نہیں، لیکن معلوم ہوتا ہے تحف الشعور کے پیٹے پر تویں کی دو چوپیں کو دھوں میں تبدیل کر دیا تھا۔ خالی کی رو ہیک جائے تو آدمی چاندستا دوں سے بھی آنکھ جوہل ھیل سکتا ہے۔ الحمدل ختم کر کے میں بھی شاید اتفاق نہیں پار جا پہنچا تھا۔ اچانک جماں کی غرہ بہت نماہنگ کارنے پوچنا یا اور اب جو سڑٹ پٹاکے قرآنہ شروع کرنا ہوں تو یہ ساختہ زبان پر آ جاتا ہے والناز عات مرت قارئا۔

ظاہر ہے اسی جو والناز عات ہی کے باہر سے میں چھا تنبیہ فرمائے تھے اسی کو تحف الشعور کے قلابازی دیدی۔ یہ تحف الشعور بڑی ناظم چڑھے بھی یقین ہے اُس پہلے ماہر نفیات کی قبریں کیڑے پڑیں گے جس سے

”نہیں بیٹا تم جاؤ تو سمجھی رہ بات ہے۔“
میں کان در باسے پہنچا۔ وہ سہری کے پشتے سے
ٹیک ٹھکتے تھے گزگزگزارے تھے میں یا نتی بیٹھنے
لگا۔ یوں:-

”بہاں نہیں۔ ادھر میٹھو۔“ ان کا اشارہ پاس کھی
ہوئی کرسی کی طرف تھام چند کش لکار انھوں نے معنی خیز
نظر وہ سے فجھے ٹھورا اور فرمائے گے:-

”تم اگر نہ آئے ہوئے تو میں خود یورپ تھیں بلانڈ۔
میں دیکھنا چاہتا ہوں جعلی میں صحتی سمجھی تھیں جگہ ارتے ہو
اس کا عملی صلاحیتوں سے کتنا عالم ہے۔“

میں کیا جواب دیتا۔ یہ خوشی ضرور ہوئی کہ وہ جعلی
کے تو سطح سے قیرن قیرن چھیج کی بکواس کو فرنٹ مطالعہ
چھتے ہیں۔ وہ مطالعہ کے معاملہ میں بہت محاط تھے۔
”دیکھو“ انھوں نے پہلو بدل کر میری طرف رُخ کیا۔
آفاق کے معاملہ میں میں سخت انھیں کاشکار ہوں۔ مم
جانستے ہی ہواں سے بڑا الہاماد نیسا میں پیدا ہی نہیں
ہوا۔ کچھ روز سے اس کے لپھن خراب نظر آ رہے ہیں۔
بعض دستوں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ آوارگی میں مبتلا
ہوتا جا رہا ہے۔ آثار ایسے ہی ہیں ہر سے غیر معمولی طور
پر غائب رہنے لگا ہے۔ پر مہمان کے دن ہیں اور ابھی
تک ہر ہنسی لوٹا۔ بینک کی اطلاع ہے کہ کچھ ہمیں میں
اس نے اپنے اکاؤنٹ سے دس ہزار روپے لے چکے۔
”دس ہزار“ میں بڑا بڑا یا ”کیا اس کا اکاؤنٹ
الگ ہے؟“

”ہاں۔ مدت ہوئی گلاس فیکٹری میں اس کے
حوالے کر رکھا ہوں۔ اس کے ذاتی اکاؤنٹ میں بچاں
ساختہ ہزار روپے ہے ہی ہیں۔“

”ہو سکتا ہے فیکٹری ہی کی کسی ضرورت سنکلائے
ہوں۔“

”فیکٹری کا کاروباری اکاؤنٹ الگ ہے۔ اسکی
رقم نمبر کے تو سطح سے ملکتی ہے وہاں اب بھی تین لاکھ

پر دو یا ہر یہی طرف انھوں سے دیکھ کر مسکرا لی۔ شاید
منہ بھی چڑا بھا۔ مگر اس طرح کہ اگر دیوبندی دیکھ لیں تو بھیں
ذوال شکل رہی ہے۔ لیکن جوچی نے محبت بھرے اندمازیں ابرا
آپ کے ادب میں نہ پڑھا سکا ہو گا۔ نہیں تو میرے
سال جب آپ نہیں تھے اس نے یہیں برآمدے میں کی
وقت کی جماعت پڑھائی تھی۔“
ایسا سرٹھاںی ہرگی سورتیں تک پا دیں۔“
”لیوں نہ ہوئیں...“

”اچھا چھا حکم کر دے۔ آفاق ابھی تک نہیں یا؟“
”جی نہیں۔“ جوچی کا ہجھ بھا ہوا تھا پر دین علی پڑھی۔
”بھیا کہہ گئے تھے کہ آج ایک دوسرت کے یہاں
دعوت ہے۔ درمیں آؤں گا۔“

”چھک مارتی ہو۔“ چھا دہارے ”وہاں ناقابل
برداشت ہوتا جا رہا ہے۔ آج بھی نواب ماجد بخاری ہے
تھک کہ ان کے سکریٹری نے اسے رینجوہ ہٹلیں میں دیکھا ہے۔
کسی آوارہ لڑکی کی ساختہ۔“

آخری فقرہ انھوں نے آواند بالکے بڑے درد کے
ساختہ کیا تھا۔ کمرے کی فضماں سو گواری خاموشی رُج گئی۔
کی تائی کوئی بھی نہیں بولا۔ میں خود آفاق کے اشتیان
میں تھا۔ وہ واں ہر کی سبکے زیادہ شاندار چیز ہے جی ہاں
اکدم شاندار ایدر پو تکمون۔ غیر معوری ڈیل ڈول۔ سچ رُج
دوقامت عقل بھی اسی تنار سے موٹی ہے۔ صاف نظر
اڑ رہا تھا کہ اس کے قلعت سے یہاں کوئی ناخنگوار کہاں
جنم لے رہی ہے۔

ترادیج کے بعد رُج ہی رہا تھا کہ اب زدرا پریز
کامراج بچھوں اور سخھ چڑلے کے فن بر بیان پھر لاؤں
گروہ شاید اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔ جوچی نے فرمایا۔

”در جاؤ بیٹا تمہلے کے چبا بلا رہے ہیں۔“
”کہاں؟“ میں پیٹھیا۔ اپنے کمرے میں؟“
”ہاں کوئی خاص بات کریں گے۔“
”الثغیر۔ سچ بتائیے کچھ بگڑے ہوئے ہیں کیا؟“

تم جانتے ہو برخودار آفاق ہی کو میرے بعد یہ کہہ ڈالوں
کا بذنس بخالتا ہے۔ میں اسے بُری راہوں سے بچانے
کے لئے ایک لاکھ بھی خوشی سے صرف کی ملتا ہوں۔
اور اگر ثابت ہو جائے کہ جریفوں ہی نے سازش کی
ہے تو لاکھ دولاکھ کی کوئی گنتی نہیں رہ پہ پانی کی طرح
بہادر یا جائے گا۔“

”تو اب تک آپنے اس مسلمان میں کچھ کیا ہے؟“
”ہاں۔ میرے ایک مرقوم دوست کا لڑکا اسراز
رسانی سے کافی وجہی رکھتا ہے۔ اس نے پورب کا سفر
بھی کیا ہے۔ اسکا طبقہ اپنے اپنے سے بھی کچھ سمجھا ہے۔ اسے
پندرہ روز ہوئے میں نے آمادہ کیا تھا کہ حالات کا ٹھوٹ
لٹھا ہے۔ گراب تک کوئی ڈھنڈ کی بات اس سے معلوم
نہ ہو سکی اسی لئے کئی دن سے مجھے تمہارا خیال آ رہا تھا۔
میں شرما گیا۔“ آپ کی ذرہ نیازی ہے۔“

”فضول باتیں مجھے پسند نہیں۔ میں ٹھیں شرکاں ہمارے
نہیں سمجھتا۔ وقت یہ ہے معاملات ابھی اس درجہ میں
نہیں آئے کہ پولیس یا سی آئی ڈی سے عدالتی کام کا تباہ
پر غور کیا جائے۔ انہر ورثوں سخ بھی کارگر نہیں ہیں متاب جب
تک حالات کے صحیح ٹھوٹ کا تیرہ نہ چلے۔“ میں سوچ دو
ڈی آئی جی اور ایسی سیئی میرے دستوں میں ہیں۔“

”خود آفاق کی کہتا ہے؟“
”وہ گدھا کیا کہے گا۔ جھوٹ سچ انکھاں تھاں ہے۔
”پھر بھی۔“ اندازہ آپ کو کیسے ہوا کریے
کوئی سازش بھی ہو سکتی ہے۔“

”زاں تاجر علی میرے ایک دوست ہیں۔
ان کے سکرپٹری نے کئی بار آفاق کے ساتھا ایک انسی
لڑکی دیکھی ہے جو ایسٹرن سسیل میں کے ہیڈ انس
میں ٹامپسٹ ہے اس بھی کا ڈائرکٹر مزادلادر جسین
میرے جریفوں میں ہے۔ ایک مرتبہ ایک کارو باری
 مقابلہ میں اس نے مجھ سے شکست کھانی تھی بھی سے
خار کھاتے ہوئے ہے۔ کئی مرتبہ مجھے نعمان پہنچانے کی

سوچ دیں۔“

”تب تو اتفاقی تشویشاں بات ہے۔ آپنے فہاش
تو کی ہوگی؟“
”کی تھی مگر اس پر دیا انگی سی طاری ہے۔“ میں
کے ڈھینگ کو مارنا پیٹنا تو فضول ہی ہو گا۔ بازنہ آیا تو گولی قمر
مار دوں گا۔“

میں نے ہر بے رنگ کے آنار سیدا کئے۔ بدال سلے
کئے کہ آفاق کی بعض باتیں یادا کر دل میں گدگدی می
ہونے لگی تھی اور اندازہ تھا کہ ہر بے رنگ کے اس کی جھلکیاں
نظر آ جائیں گی۔ دوچار ہبھوپور کش لگا کر انہوں نے
نرمی سے نظر مایا۔

”برخوردار کچھ کر کے دھاؤ۔ خالی قلی گھوڑے سے
ڈوٹے سے کچھ نہیں بڑنا۔“
سرکہر کر انہوں نے پاس رکھی ہوئی میز کی دراز سے
نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور میری گودیں ڈال لئے ہوئے
بوجے۔“ یہ ایک ہزار ہیں۔ خرچ ہو چاہیں تو اور لیں۔“
یہ فوازش میرے لئے بالکل غیر متوقع تھی۔ اک م
جیسے شاک لگا۔ میں نے گڈی کو انقلیبوں کی گرفت میں
لے کر تحریر کے ساتھ عرض کیا۔

”جی۔۔۔ ان کا کیا ہو گا؟“

”ہر چگانیا خرچ کرو گے۔ مجھے اندازہ ہے کہ معاملہ
سطحی نہیں ہے۔“

”جی۔ میں نہیں سمجھا۔“

”یہاں میرے حریف بھی ہیں۔ ہو ملتا ہے کہ میں نے
منصوبہ بتا کر آفاق کو الحکایا ہے۔“

”ملیکن یہ روپے۔۔۔“

”تو پ۔ میاں کوئی کام بلار پیے کی بھی ہو جاتا ہے؟
تم آ خرچا کو دوڑو گے جبھی تو کچھ کو سکو گے۔“

”مگر استخراج روپے۔۔۔“

”یہ کچھ نہیں ہیں۔“ انہوں نے ایسے گھوڑے کھوئے
انداز میں کہا جیسے خیال کی روکھیں دوستیخی کئی ہو۔“

دھوپ شروع کرو۔ مجھے ان باتوں سے کوئی صرف کارنہ ہو گا کہ کب تھم نے کہاں کتنا خرچ کیا میں جس وقت جتنے کی ضرورت ہو مجھ سے یا جی سے کہو تو تمہاری بھی دس بڑا نتک تو میری عدم موجودگی میں بھی نہیں ہی تکے گی۔

”دس بڑا“۔ میرے دل ہی دل میں دہرا یا جما کا تھوڑا تو میرے علم میں تھا لیکن یہ دریا دل قیاس سے بڑھ رہی۔ مجھے فیض ہو گیا اور معااملہ گھرا ہے اور خود چاہی بقیتا جانتے ہیں کہ گھرا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ مصلحت صراحت نہ فرمائے ہوں۔

”اب جاؤ آرائ کرو۔ میں بھتھا ہوں آفاق ابا۔
بھی نہیں آیا ہے۔“

مٹھ کو میں اپنے کمرے کی طرف چلا۔ میرا لکھ کو مٹھ کے اس رُخ پر تھا جہاں سے بڑی چھاٹک کا فاصلہ استالم ہے جب بھی میں یہاں آتا تھا اسی میں ٹھیڑتا تھا اسکے مرستہ نے اختاب کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ چھاکا لکھ کے عمارت کی پشت کی طرف تھا۔

لیکن ابھی دو ہی قدم چلا تھا کہ پرتوں نظر آئی شاید وہ کوڑ کی رُخ سے ہماری گفتگو منتری رہی ہو گی مجھے دیکھتے ہی اُس نے شہادت کی انگلی ہو گئی پر لکھ کر خاموشی کا اشارہ کیا۔ میں قدم ٹھھاتا برآمدے میں پہنچا وہ بھی میں آگئی۔ اب اندر نہیں تھا کہ چھاک کرے تک اُنہاں کا۔

” غالبًاً آپ جاسوسی کر رہی تھیں!“ میں نے طرز اکھا۔

” جاسوسی تو اب آپ کریں گے۔“ وہ مضمون اڑانے والے لمحے میں بولی ” دیکھنا ہے خالی قلم ہی چلتا ہے یا ما تھ پرتوں میں بھی ذمہ ہے۔“

” ذمہ کی بات تو یہ سے پرتوں کہ اگر چھوٹکار دوں تو قرستکی بن کے اُٹنے لگو گی۔ مگر سمجھ دی کے ساتھ یہ بتاؤ خیر دی سنٹے ہے۔ میں اگر یہاں جھک مازتابا تو تمہاری بھابی اور بھابی زادوں کو صدقہ نظر کوں دے گا۔ اب چھاک سے تو کہتے کی ہفت نہیں پڑی۔“

کوئشش کر رکھا ہے۔ ٹھاکنہ پر در اور سازشی آدمی ہے۔ ” تو آپ نے آفان سے نہیں پوچھا وہ لڑکی اس کے ساتھ کیوں دلکھی جا رہی ہے۔“

” کیا پوچھوں جب وہ الحقوں کی طرح قاف کو کافت اور شین کو سین بولتا ہے تو جو چاہتا ہے شوٹ کر دوں تاہم ایک دوبار پوچھی بھی جکا ہوں مگر وہ لگدھا کرنی ڈھنگی کی بات نہیں بتاتا۔ اس کی کوئی اس کا خلاصہ ہے۔ چہ کہ الفاظ اسی اس لڑکی سے شناسائی ہو گئی ہے۔ تقصید کچھ بھی نہیں۔ بھی بجھا ر اتفاقیہ کیوں ملاقات ہو جاتی ہے لب۔ اتنا بھی اس سے پرتوں نے اُٹھ کر اور میرے آگے تو وہ کسی دھرتی کی کسکے وجود ہی۔ سے انکار نہ تھا۔ میں نے بھی پوچھ کچھ کی تھی مگر ان کے آگے بھی پاکوں کی طرح دانت نکال کے نہیں بیٹھا ہے۔

” دیکھے میں اپنی سی کوئشش کروں گا۔ لیکن یہ۔۔۔ روپی آپ۔ رظہ لیں۔ دس میں ابھی میری جیب میں ہیں بخراج کا تو ابھی کوئی مرحلہ ہی سامنے نہیں ہے ضرورت ہوئی تو آپ سے مانگ لوں گا۔“

اخنوں نے کڑتے تیوروں سے میری طرف دیکھ لگا۔ خدا ہی یہ تیور نرم پڑتے چلے گئے، اخنوں نے جذباتی انداز میں نہ سایا۔

” بھیجے اتمہاں سر جم باپ میرے دوست تھے وہ خدا مغفرت کرے دنیا سے چلے گئے،“ کیا اب میں غہرائے باپ کی حگر نہیں ہوں؟“

” میں ریشہ خلی ہو گیا۔“ بے شک۔ میں تو آپ کو انھی کی جگہ بھتھا ہوں۔“

” تو پھر تکلف کیوں ہے۔ یہ روپی کام کا معادھن نہیں ہے۔ میں اس نے دیا جا رہا ہے کہ تم اسے خرچ کرتے ہوئے بیوں والا ہی کھانا کھوں کے بیٹھو جس کا رکذاری کی میں تم سے موقع رکھتا ہوں اس میں سر و فتنے بے حساب خرچ کر جائیں آسکتے ہیں۔ یہ بہت ھٹلیا بات ہو گی کہ خرچ کی کی سے کوئی کام بکھر جائے۔ الشد کا نام لیکر دوڑ

”اور آئے کب ؟“

”اوکھا داد بھوڑا ہے ہوا بھی چلا اور ہوں۔“

”تو تمہاری وارثت تکلوانے کی فکر کر رہے ہوں گے؟“

”کل آپ کوتے ہو۔ وہ تو سوچ لیجی ہوں گی۔ انکا
کرتا تکلوانے کی ورثت کرتا نہیں اپنے بھائی پڑھ جائے۔
ابھی بھرنا ہوتا۔“

”لپھڑ کی مطلب ہے۔ یہاں تو ایکسے بھی
بلائے۔“

”ٹرے۔ بی مردات، مولیں ایک برات، صندوقی
سو جا تیر۔ اگر تو کیا بلکہ جائے بھوڑا۔“

”سارپ نہ۔۔۔ یہ بھوڑ کر رہا ہے۔“

”ایاں ہم تو نہیا ہونا۔ پھٹکی بات ہے؟“

”اس نے اکروں لمحے میں شریے ہی الفاظ دہراتے
پھرا پھانک ملکھیکھ مہتا ہو گوالا۔“

”ایسا دا ایر۔ یہ نوہ پچھا بھوڑی کیا کرے
ترشیف لائے؟“

”مال بھر گیا۔ کیوں تم کہے شہر بدہو؟“

”شہر۔۔۔ ایعنی کیا مطلب؟“

”تم کہا۔۔۔ کب تک ملے تھے؟“

”درپردا۔۔۔“

”مکاں میں اس وقت تشریف ملے آیا تھا؟“

”نہیں تو۔۔۔“

”پھر یہ کیا لیجھتے ہو کہ تشریف لائے؟“

”ایں تو خفاگیوں میتے ہو۔۔۔ مجھے مٹکائے اسے
کی کیا جو روت بھی جب تھی۔۔۔ سے پوچھ سکتا ہوں۔“

”یہ کہاں ہے اسے ادا ہے؟“

”اس کے بھرے پر پھر سی دددی۔۔۔“

”انفری کرے۔۔۔ وہ پھر کارا جانک اکھڑے
ہوتے سے لچکی میں بولا۔“

”ازما ہوں۔۔۔“

”ست بناو۔۔۔ سکھی ہیں حوالیاں پوچھیں،۔۔۔“

”اصھی بھی ہالو۔۔۔ ابھی تو کیوں دن ہیں۔۔۔“

”سبحان اللہ۔۔۔ ان کے بھائی صاحب نے بیگہ
وہ تو میرا ہی وارثت تکلوانے کی فکر کر رہے ہوں گے۔۔۔“

”ڈیڈی سے لکھوادا۔۔۔“

”لکھوادوں گاہ تو گراں کے لئے نہیں۔۔۔ لکھوادنما
کہ تاکوں میں نے روک لیا ہے تم فکر نہ کرنا۔“

”آخر بھائی لیجھتے نافریح ہے گی۔“

”پھر ہے۔۔۔ جا سوسی اور بھوڑی میں سانس اور شکلے
کا رشتہ ہے۔۔۔ وہ تشریف لے آئیں گی تو ہیں اپاچ بھوڑکے
رہ جاؤں گا۔“

تقریباً صفت گھٹے ہم باہم کرتے ہوئے بھر جائیتے
ٹھیک سائنسی بارہ بھجتے چھ جب میں کیجی دیندست
خونکا۔ لام کی طرف سکلنے والی سلاخون دار بھڑکی پر کوئی
ٹھٹھٹ کے چار بھائی۔۔۔ کھڑکی کے پتھر بھٹکتے تھے
مگر تاریکی میں باہر کا منظر باتے تام ہی تظر ادا قیادیں
بھلی جاتی۔۔۔ وہ سخن کی جھوٹ بھڑکی سے باہر بھی بچتی کیا
دیکھتا ہےں آفاق میان بھڑکے ہیں۔۔۔ ان کا بس چرہ ہی
نظر اکارا تھا۔۔۔ وہی چبی پرچٹھے ہوتے رخصانوں اور دنسی
پیول آنکھوں والا پر ان چڑہ روشنی دیکھتے ہی وہ ڈری
ڈری دبی دبی آوازیں فرمائے گے۔۔۔

”ایاں ٹھا بھائی کھولو یا دروازہ۔۔۔“

”میں بھڑکی کے قریب پہنچا اور ان کی آنکھوں میں
آنکھیں ڈال کر عرض کیا۔۔۔“

”سل مایسکم!“

”ایاں سلام۔۔۔ میں پھر سوتا ہے ہے گا۔۔۔ دروازہ ٹھوڑا۔۔۔
میں نے دروازہ ٹھوڑا۔۔۔ ا انکھوں نے اندر سے
بھٹکنی چڑھائی جیسے کوئی حملہ اور سچھپا اڑا کر لے ہو۔۔۔“

”میں نے تھیرائے پلٹاک پر ڈھیر موتے ہوتے ہوئے لوئے۔۔۔
پوچھا۔۔۔ وہ میرے پلٹاک پر ڈھیر موتے ہوتے ہوئے لوئے۔۔۔“

”یاومیرے گرے میں باہر سے کسی نے پھل ڈال دیا
ہے۔۔۔ ضرور اپامیان نے ڈکوا یا ہو گا۔“

"تمہارے سرکی قسم ..."
 "اُرسے والا اپنے سرکی کھاؤ نا۔ ہو ٹھیٹ چالاک"
 "چڑا اپنے ہی سرکی ہی۔ مجھے تمہارا امر را پنھنے سے زیادہ عزیز ہے"

اب اس نے تھوک سکلا اور فی ساکنڈ پھر مرنے کے اوس طبق آنکھیں پھر کاکے بنانے لگا۔

"ڈبڑی سرفت خواتین سے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایسی ہیں کبس دیکھوئے تو اُڑتے اُڑتے پھردے"

"اٹھی ہی دوسرے"

"لماں اور کیا۔ کیا مجھے ہوتم مجھے" وہ بھل جتے "الا قسم ایک تو باقل عجم صاحب ہیں۔ بس کیا لو جھتے ہو یکے لئے لکڑا انگریجی بولتی ہیں۔ اُردو میں جرا باریک دار ہے۔"

"کیا نام؟"

"سلی۔ من میں ہے ناپارا نام؟"
 "بہت پایا۔ کافوں میں شہد گھل گیا ہے۔ ہاں دوسری کون ہے؟"

"وہ بہت ہبھبی میں مگر دیوی کی طرح معلوم ہوتی ہیں میں جریئہ انجمن"

"آئیں میں بھی اور انجمن بھی؟"
 "تو یہ ہوا؟"

"انجمن کیا شور بر کا نام نہیں ہے؟"
 "لے جیاں سخمال کے۔ پیارے بھائی وہ تو شمار ہیں انجمن تو ان کا شخص۔۔۔ مخصوص ہے۔"

"کیسے معلوم ہوا؟"
 "قہستے سے معلوم ہوا۔ یہ بھی کوئی یاد نہ ہے۔ اماں شعری جو ٹہی صحتی ہیں۔ الا قسم وہ اہم دار آداز ہے کہ سن لیو گے تو حاشش کھاتے پھر دیگر۔"

"وہ آخری فقرہ کہتے ہوئے داد طلب ائمہ ازیں کرایا۔
 "کب کے تعلقات ہوتے کہتے ہوتے؟"

"تم۔۔۔ مطلب؟ وہ پھر اُنھوں کیا۔" ائمہ و ائمہ

کر دیجئے تک کہاں تھے۔"
 "ایس۔۔۔ الا قسم ٹبرے جھوٹ، بہ۔ ابھی تو سامنے بارہ بیجے ہیں۔"
 "چکھ پردا ہیں۔ تم چاہو تو اس وقت گیارہ بھی رجھ سکتے ہیں۔"

اس کا منہ بھیل گیا۔ "کام طلب ہوا؟"

"چچا جان نے مجھے حکم دیا تھا کہ آفیق کی آمد کا وقت مجھے بتانا۔ جو میں بتا دیں تھا ہی محترم ہو گا۔"

"ایسی کسی تمہاری۔ قسم الائی تم تو یار اتنا بھائی مخالف نہیں کرتے کہ بھائی اپنا چھوٹا بھائی ہے جلوایک دن دیر سے آگیا تو جلو آگیا۔"

"ایک دن۔۔۔ پر تو یہ تو کہہ رہی تھی اب تمہارا روز کا بھی تعویل ہے۔"

"اس کی جیساں ہیں کیڑے پریں سمجھ ملا بھائی۔
 تمہارا جھوٹی ہے صحیح کو یو چھوٹو گا کھٹکی سے۔"

"کچھ بھی ہو میں تو چھاکو جا ب رہ ہوں۔ جب تم غیرت بر تر ہے ہو تو میرے خیال میں تو اسو قوت دو ہی بیجے ہیں۔"

"بڑتے چار سو بیس ہو یار تم۔۔۔ میں ہی سالا پاگل ہوں جو تمہاری اجتہد کرتا ہوں۔ پیارے بھائی درا گھٹری پہ تو نظرِ اول کے دیکھو شغل سے پونے ایک بجا ہو گا۔"

"وہ تو مجھے بھی نظر آ رہا ہے مگر جب چچا جان گرج کے پچھیں گئے کہ دیجئے تک کہاں تھے تو کیسے نابت کر سکو گے کہ دی ہیں مذاہرے اور بیجے۔۔۔"

اس کے چھرے پر بھائی پت کہ آثار ہو یاد ہوئے مگر غور آجی بھی اسی ہنسی سنس کر کر کھلے لگا۔

"میں تو بھیں اکلنڈ بھتا خالا بھائی مگر تم تو کچھ بھی نہیں۔۔۔ اماں کیا میں تم سے بھی سروہ رکھوں گا وہ تو میں نداخ کر رہا تھا۔۔۔ مگر تم کھاؤ بایاں سے کچھ بھی نہیں۔۔۔"

کھالا جاد کی۔ ” یہ کہتے ہوتے وہ آنکھیں چند صیل کے مٹاگر
دقعتاً لعسی فی اندازیں کہنے لگا۔ ” مگر یاروہ مجھی نکلا یکھ
سریف سادمی۔ پوشل والوں نے جب باہر سے کشبل کو
بیان تو اس نے کہا صاحب نلٹی میری یادی تھی۔ ”

” اور اس طرح میں سلی عمارتی دوست بن گئی۔ ”
” کیوں نہ تھی۔ تمہیں ملین کیوں ہو رہی ہے۔ ”
” اچھا زیرِ خست کا کیا قصر ہے؟ ”

” اس سی نہایت ملائکات ہوتی تھی۔ وہ کھیل چڑھا
تھا بھی مونہی پہنچاں وال ” بس برا برا کی صیٹ پر وہ آکے
بیٹھ گئیں۔ اندر میں میں انھوں نے پائیے منگاں اور مجھے
بھی پیسے مہما اسرار کیا۔ ہائے ملا جاں قسم الکی ٹریکی ہر یعنی
آواز سے۔ میں نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا ہاٹے میں
منگاؤں گا۔ کہنے لگیں کہ اب تو میں نے منگاں ہے آپ
پھر منگا لیجھے گا۔ میں نے کہا تھیں پھر سمجھی میں ہی منگاؤں گا
اب بھی میں ہی منگاؤں گا۔ وہ بلوں۔ ۔ ۔ ہائے کیا بیس
۔ ۔ ۔ بس بولیں کہ۔ ۔ ۔ ۔ ”

” بس میں بھی گا۔ ۔ ۔ ۔ اچھا یہ بتاؤ تمہارے تردد کیک
یہ دُ عدد خواتینِ حم سے کیوں آپٹی ہیں؟ ”
” بھوسکیوں نئے ہو لاجھائی ” اس نے دانت نکال کے
سرگشی کے اندازیں کہا ” خواتین بچاری بھی تو آخر سر
دل رکھتی ہیں۔ ”

میں نے تردید نہیں بلکہ ٹھہرایا۔ اس لئے کا اختلاف
کیا۔ ” اس چھوٹے بھائی اپنی اپنی قسمت ہے۔ میں تو
آج تک کوئی دلد ار عورت دیکھنے کے کوئی نہیں ملی۔ ”
” وہ میری حصہ تاک جو دی پر ترس کھلکے یوں ” تم تو
میں آجائے لاجھائی۔ پھر دیکھو کیا میرے آتھی ہیں؟ ”
” آجاتا ملک میری بیوی تمہارے ابا میاں سے بھیزیا
مرکھنی ہے۔ ”

” اسے یارا بامیاں سے توجان آفت میں ہے۔
اب تھی بتاؤ جب وہ بچاری مجھے خود ہی بلاقی ہیں تو کیسے نہ جاؤں
یہ بھی کوئی بات ہوئی۔ ”

ایسے پوچھ رہے ہو جیسے میرے باہم جان ہو۔ ”

” ناراضیت ہو ڈر۔ مجھے یقین ہے تم سارے معاملہ
چوپٹ کر کے رہو گے۔ ” دل طکیساں مل کر تو شیطان نے مجھی
کان کاٹ سکتی ہیں۔ ”

” اسے بااؤ شیطان ہو گے تم خود۔ تم یار اپنے
آپ کا آخر سمجھنے کیا ہو۔ ”

” تمہارا خادم بھٹا ہوں۔ بس۔ ”
” چار سو بیس ہیں۔ الاقسم۔ نہیں سچ بتاؤ۔ ” وہ
کسی عصوم پرچم کی طرح چکا۔

” پھر نہیں تو کیا۔ تمہاری ہمدردی ہی میں پوچھ رہا تھا
نہیں تو تم خود سوچوں کوئی جا سکوں ہوں۔ ”
اس نے مشتبہ نظروں سے مجھے ہوڑا پھر شاید مطمئن
ہو کر بولا۔ ”

” اچھا پوچھو۔ ”
” من سملی سے کیسے ملاقات ہوتی ہے؟ ”
” میں ہو گئی۔ ایک دن رہنیوں پر ٹھیں میں وہ اڑا کا چھا
ان کی شان میں غستاخی کر رہا تھا۔ پھر تو۔ ۔ ۔ ہی ہی بی
۔ ۔ ۔ سامنے کے وہ ہاتھ جایا ہے کہ۔ ۔ ۔ ۔ ”
” کون اکو کا چھا؟ ”

” اس میں کیا جاؤں۔ تھا ان کا کوئی کھالا جا و بھائی
اڑا کا پٹھا کہ رہا تھا پڑھاڑوں کا ہمدرد و کا۔ ”

” آفاق! ڈھنگ سے بتاؤ ورنہ سوچاؤ۔ ”
” ڈھنگ سے اور کیسے بتاؤں۔ اماں وہ دونوں اس
والی میز سر پڑھنے تھے۔ کیا پتا کیا بات ہو رہی تھی کہ وہ
حرا مجاہد تھے لیکا یہاں کون تمہاری ہمدردی کیگا۔ اس پر انھوں
نے۔ ۔ ۔ ہائے ملا بھائی نہ پوچھو لا فہم کسی پیاری ہڑوں
سے دیکھنے ہوئے کہا تھا یہ سریف آدمی میری ہمدردی کریگے
وہ کمینہ تھے لیکا کر کے لو دیکھیں پیٹ پھاڑوں گا۔ اب
تمھی بتاؤ ملا بھائی میں کیا سامنے کوچھ ہو دیتا۔ وہ چھانپڑ
دیا ہے کہ۔ ۔ ۔ ہی ہی ہی۔ ۔ ۔ کہی میری سیرت مالا اونڈھا
ہو گیا۔ وہ تو کہو لوگوں نے چالیا اور نصیحتی بنا دیتا بیٹا

المتحف اردو دنیا کی بہت مشہور اور مکمل ترین عربی لغت
المنجد میں عربی الفاظ کی تشریح بھی
عربی میں فہمی۔ اس تشریح کو الحمد للہ اردو جامہ پہنادیا گیا،
عملہ کافہ اسعاری کتابت و طبعوت بہت ضمیم۔

قیمت مجلہ ستائیں روپے
مکتبہ تجلی (دیوبند دیوبندی)

”ابیران گواؤ ایسے ہی مان کا عذاب ہے تیر، تم
پرداشت کرہ سخن دریا کو۔ زندگی زندہ دلی کام ہے“
”اپنا سے بھائی اللہ شریعت نہیں بھی: مانع میں
ظہیر نہیں آئے گے کیون ہے؟“

”یہ کل بیڑاں گا۔ اب سوچا کوئی“

”لارڈہ محمد راتی“

جسے صرف اپنی آنکھوں والے نہیں بلکہ صحون میں
آنکھوں والے بھی استعمال فرماتے ہیں۔ کیونکہ
یہ میانی کوٹھے نہیں دیتا۔ اپنے یہاں کے اجنبی طبقے
غدیئے اس میں ڈاک خرچ کی بچت ہوگی۔ نہ ملے تو
کہاں اسست پیچے لکھے ہوئے پتے سے طلب کیجئے۔

ایک نولہ یا چ روپے
چھ ماشہ تینیں روپے

ڈاک خرچ ڈیٹھ روپیہ
تین شیشیں بھائی منگلے پرداز اک خرچ معاف
مزید تفصیلات طائفیں کے کسی صفحہ پر ماحظہ فرمائی

دار الفیض حمالی دیوبند (دیوبندی)

روغن اک دماغ

روغن اک سردماغ کوئی معمولی اشتہاری
نہیں۔ قیمتی جری ہی بیسیوں اور مخفی احران
کا مرکب ہے جو رانی قوت اور بالوں کی نیتی
اکٹاںک کی جنتی رکھتی ہے۔ دامنی
نزل کو درکرتا ہے۔ بے خوابی رفع کر کے
سیمھی نیند لاتا ہے۔ دامنی محنت کرنے
والوں کے لئے خاص تھفے ہے۔

قیمت فیٹیشی ایک روپیہ ۸ پیسے۔
(ڈاک خرچ ڈیٹھ روپیہ)

ہلال فارمی (دیوبند دیوبندی)

حلاقت کے عظیم مہموں) اعماق

مقوی اعظم نصرف دماغ اور احصاب
کی تقویت کے لئے جو بہبہ ہے۔ بلکہ ستم
جمانی مکروہی کو رفع کرنے اور جڑوں
کے درد کا ازالہ کرنے کیلئے ایک معاری
ٹانک شافت ہوا ہے۔ چند ہی خوارالیں
اپنائیاں اپر دھکلوانی ہیں۔

دش توہن کی قیمت سانچ روپیے
حسولہ اک روپیہ۔ ایک خوراک ہاشم

توہنی دواخانہ دت (دیوبند دیوبندی)

اسلام کا فلسفہ تاریخ

اور بادی فاسفوں کی
تشریح و تصحیح، ان کی فلسفے اخزوں کی اسازی میں
اسلامی فلسفے کے ساتھ ان کا مقابل۔
قیمت مجلد پوچھ دو روپے

مذکور

ولاء آزاد کی شہرہ آفاق کتاب۔ جوان کی تمام
ہی تصنیفات میں مقبولیت کے احتیار سے حفاظ مقام
رکھتی ہے۔ قیمت علدر سات روپے۔

تجالی کے دو احمد منبر

خاص منبر - - - - - طریقہ روپیہ
خلافت منبر - - - - - ایک روپیہ

معروف مشکر

ان: نعجم صد روپیہ -
ساست و حاکیت کے
تعلق سے دین دانش کی گفتگو دل پذیر و تصحیح۔
قیمت مجلد تین روپے

مناجات مقبول

مولانا اشرف علی کامر تبریزی مقبول تون جو صہ
دعاؤ مناجات۔ مولانا عبدالمالک دبور بادی کے ترجیح
تشریح کے ساتھ۔ قیمت مجلد دو روپے۔

ماہنامہ "چارخ راہ" کے
ایلووں میں اظہار و پیغام
مہند خاص منبر

الظریفہ پاکستان نہروں و صفا (۱۹۵۵)
ایج روپیہ۔ سالانہ مرکزی تحریک - ڈیڑھ روپیہ۔ سالانہ ملکی
مہفوں ۲۵۲۔ قیمت ڈھانی روپیہ۔

القاموس الجدید

اُردو سے عربی بنائی کیلئے
ایک جدید لفظ جواہاریت
میں پراظیر ہے۔ بزرگوں المفاظ روزمرہ کے حوالوں
فتنی اصطلاحیں وغیرہ۔ قیمت مجلد سات روپے
وچھے مجموعے

مکتبات خواجه معصوم سرہندی

حضرت بدر اض شان حکیم صاحب اجزائے اور ان کی دو ایک علم
وزانی کے میں حضرت خواجه سرہندی کے ان گرامیہ
خطوں کا جو عہود جو دین شریعت اور کتب و معرفت اور
عقاید صحیح کا مجھیں ہیں۔ قیمت مجلد چار روپے۔

منہاج العابدین (اُردو)

امام غزالی کی رسیح آخری تصنیف جو آپ کی پوری
زندگی کی تعلیمات و ارشادات کا خلاصہ اور فتن تصور
کا پیغام ہے۔ قیمت مجلد چھوڑ روپے۔

بدعت کیا ہے؟

بدعت کے ردادر توحید و سنت کے اثاثات
میں ایک بہترین کتاب۔
قیمت مجلد تین روپے

آثار امام

امام اعظم ابوحنیفہ رکے بعض افاضات مالیہ
جھیں شی تبریزی اور شخص کے ساتھ ترتیب دیا گیا ہے
قیمت مجلد ڈھانی روپے

آیات بیانات

ایں تشریح کے بطلان عقائد
میں عکزاں الاراء اور شہروں کتاب
جس میں خود یعنیہ رب کی کتب اور ان کے علمائے کے جواب
سے صحابہؓ کے فضائل اور خلافت راشدہ کو ثابت کیا گیا ہے
اور شیعہ ذہب کی حقیقت ظاہر کی ہے۔ مجلد سانچھے پار پڑے۔

قرآنی آیات احکامیہ کی لاثانی تفسیر

تفسیر معاصر کے حکم

از: حمدابن ابی سعید جونپوری المعرف بہ ملائیون (استاذ ارٹنگ)

یہ کتاب اپنے چھ سالی میں سو سال قبل اس وقت تھی جب ہندوستان پر ملت اسلامیہ کا اول وال عزم فرنڈ اور نگر نیڑے مکومت کرتا تھا۔ ایک سارا اس وقت سے لے کر تاہمک صلاحی کتب فاؤنڈ کی جان بھی گئی ہے۔ کیونکہ اس کا تعین قانون اسلام (REGULATION OF ISLAM) سے ہے۔ صحیح اسلامی زندگی جو رہا ہر گوشہ ہدایت رہانی سے محدود ہو۔ بھیت تفیرات احمدیہ کی صلاح رہی۔ علی زندگی کا کوئی ہام قانون ایسا نہیں جو اس تفسیر میں موجود ہے۔

جو لوگ صرف اسلام کے بیان کو سامنے رکھ کر قانون سازی (LEGISLATION) کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے یہیں یہاں از از زندگی مختاری مختاری کے بخوبی کا کام ہے گا۔

تفقی اختلاف کیوں ہوتا ہے اسکیاں کہاں ہوتا ہے۔ انہوں کام کے طبق اسلامی زندگی کی تشکیل کی یہ سب کچھ تفسیراتِ حسمند ہے سچوں پر کھجھتے ہیں۔

ترتیب سو کے ساتھ تمام آیات احکام و عقائد و اختلاف کی پستند دستاویز زندگی کے ہر میدان کی رہنمائی کے لئے پیش کی جاتی ہے۔

یہ تفسیرات تک مرغہ بی بیوں میں دستیاب ہیں اب اس کو اور دیگر کھرے ہونے والیں بیش کیا جا رہا ہے۔ ہم چاہئیں کہ ہر اسلامی کتب سکاہ، ادارہ و ہوت تک تفسیرات اور تحریک اور تبلیغ اور باجاتے۔

(۱) حوار بالکل تفسیرات: احمدی کے خواہم نہ ہوں وہ اپنا پورا پستہ اور طیور اشتراک ایک روپیہ رسال کر دیں۔
طريق کارہ:- یہ دگلام کے تحت ہر ماہ نیٹ دیا ہنا مر، سائز کے تقریباً سو صفحات کماٹی شکل میں شائع ہوتے رہیں گے۔
تفسیر صرف پندرہ ماہ کے تقصیر عرصیں اپنے تک پہنچ جائے گی۔

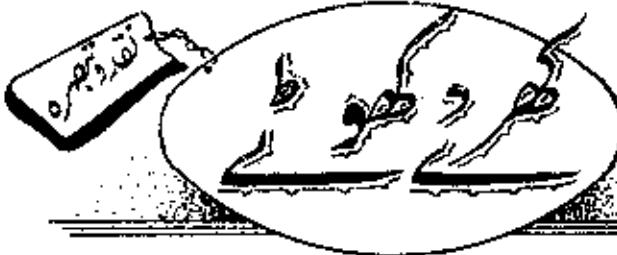
(۲) ماہ شدیدہ ایک جلدی صدورت وی۔ یہ در دیہی سعی مخصوصاً اس آپ کی خدمت میں ارسال ہوئی رہی۔ اگر ایک شہر سے پانچ دوست، اپنی جلدی بھی کافی طلب کریں تو وی۔ یہ آنہر دن گھنی کی ارسال ہو گی۔

(۳) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے کل لفیری، نیچے پیش کی رقم مبلغ یکمیں روپیہ ارسال کر دیں۔ اور ہم آپ کو ہر طبق شائع تشریح سے ارسال کرے رہیں۔

اجھا تعاون ہماری کامیابی کا ضامن ہے

کتب خانہ نعمت دیوبند (یو۔ پی)

بُلْتَقْدِرْ سَادَةُ الْمُنْكَرْ
مُزَادِيُّ بَلْتَقْدِرْ



صحیح قرآنی فصلہ ایک دوسرے صاحب کی قیادت میں دین کی مکمل تحریف اور تھرا اسلام کے کامل انہدام کی جو تحریک باقاعدہ اور بھیلاتے ہوئے ہے اس سے پہلے مہندوستانی حوماً زیادہ واقعہ نہیں ہیں تاہم اتنے بے خوبی نہیں ہیں کہ پرویز صاحب کا نام ہی نہ سنا ہو۔ عالم طور پر فتنہ پرویز کو "انکار حادیث" کا نام دیا جاتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ انکار حادیث تو صرف ایک آڑ ہے، ایک حر ہے۔ ایک دام ترور ہے اصل مقصود ہے اُس دن کو جڑ بیسا دے اُمکاٹ پھینکنا ہے جو دہ سوسال سے بندگاں اسلام مجید عربی صلی اللہ علیہ وسلم کالایا ہر ادین بھتے آئے جس اور خود قرآن نے جس کا نام اسلام پر کھا ہے ہو سکتا ہے یہ مقصداً پرویز صاحب اور ان کے متعین کے لئے شعوری حیثیت در رکھتا ہے، بلکہ وہ جذبہ و نیت کی کوئی خدمت کر رہے ہیں، لیکن کذب بعض سیم کی خوش فہمیوں سے رات دن میں تبدیل نہیں ہو سکتی شعوری اور غیر شعوری کی بحث کا تینجہ عملی اعتبار سے کیساں ہی ہے۔ حال پر پرویز تحریک کا بہر صورت اس کے سوا کچھ نہیں کہ اسلام کے نام پر کھلا کفر و زندگی پھیلے اور نفسانیت کے بر مطابق پر جواندگی احسان کی ہوں لئی چل جائیں۔

ہم اسے سامنے اس وقت پرویز صاحب کی دو نیا بی کے رو میں تصنیف کی گئیں وہ کتابیں برائے تبصرہ موجود ہیں جن میں سے ایک یہی ہے "صحیح قرآنی فصلہ" یہ پرویز صاحب کی کتاب "قرآنی فصلہ" کے بطالیں میں لکھی گئی ہے اور صفت ہیں چاپ ہوئیں افضل احمد غزنوی بی۔ اے۔

ہم فرق تبصرہ ادا کرنے سے قبل ایک بحوبے کا ذکر ضرور کرئیں گے دنیا میں سات بھوپے شہر ہیں، لیکن یہ عجوب ہماسے خیال میں سب پر فقیرت سے گلے ہے۔ آخر عجب و حیرت کی کوئی حد ہے کہ جو شخص عربی زبان تک نہیں جانتا وہ دن دہارے تو نئے کی چوڑی یہ دخوی کرتا جلوہ مارتا ہے کہ اُس دین کو جس کا ماضی جس کا سرچشمہ عربی زبان ہے، جس کی بنیادی کتاب قرآن عربی میں ہے۔ جو عرب ہی میں ایک عربی پیغمبر پر نازل پوچھا گھسے بڑھ کر کوئی نہیں سمجھتا، بلکہ صرف میں ہی سمجھتا ہوں اور یہ جو چودہ سو سال سے لاکھوں علماء و ائمہ، نقہاروں و صلحاء و دین کی تعمیر تشریع کئے چلے آئے ہیں یہ سب بکواس ہے، دجل و فربک، ہرزہ سرزاں سے علماء و ائمہ کو جھوٹی تینے خود اللہ تعالیٰ نے فرا اتحاد اتنا اثر نہیں آئے قرآن اتنا جسے اسے ناول کیا ہے عمر جسیں اعتماد مرتعنکوں دت آن عربی زبان کا دستورہ (سورہ يوسف) تاذم سہو۔

لیکن یہ پرویز صاحب جو قرآن کا نام لیتے ہیں تھکتے دنیا کو یہ باور کرنے کے درپی ہیں کہ انتہیاں سے فلکی پرچنی۔ وہ کچھ رہمے تھے کہ قرآن ہمہ عربی میں اُنوار اُواب سے صحیح طور پر عربی داں ہی کچھ ملکیں کے اور اُنھی کے دریعہ تمام دنیا میں اس کی روشنی بھیلے گی، لیکن یہ نکتہ وہ نہ پاسکے کہ عربی داں تو سیرو سوسال تک قرآن کے ذریعہ صرف تاریکی پھیلائیں گے، دین سے خود بھی ناپلور ہیں گے اور دنیا کو بھی ناپلور رکھیں گے۔ اسلام کی ایضیں ہو جائیں دلکھے گی اور چودھویں صدی میں کہیں جا کر ایک شخص جنم میں پیدا ہو گا جو پہلی بار قرآن کو صحیح طور پر بخہ کر جو امت مسلم کو

المُنْذِرِ رَبِّنِي بِلِسَانٍ
ڈرستے دلوں میں سے چھلی
عَرَبِيٌّ سَيِّئُونَ۔

سورہ نور میں فرمایا گیا:-

قَدْ أَنْتَ أَغْرِيَ مِنْ شَفَاعَتِيْ ذَرْجِي عربی زبان کا قرآن جس میں کوئی
جُوِّ جم تعلق ہے یعنی قوتوت میں کوئی نہ ہوگی تقویٰ
+ + + + اختصار کروں۔

مگر ترویز صاحب کا دعویٰ ہے کہ قرآن اسقدر
ظیر ہا اور پیچ در پیچ تھا کہ تیرہ سو سالوں تک سی نے
ہنس بھا اور اسی لئے بھائے تقویٰ اختصار کرنے کے تمام
امت اللہ کے رسول پر ہتھ ان جوڑتے سازشیں کرنے
اور گمراہی بھیلانے میں بستار ہی۔ اب تک میں پیدا ہوا
ہوں جس نے قرآن کے بل کاٹے ہیں اس جس نے اوری
طرح بھا ہے اور جو خود بھی سبق ہے اور ساری دنیا کو تقویٰ
کا درس دے رہا ہے۔

سورہ شوریٰ میں ہے:-

وَكَذَا يَالَّهُ أَوْحَدَهَا الْكَفِ اور ایسے ہی انتار اتم پر ہم نے
يُصَرِّخُ اَنَّا اَعْمَرْيَتَ النَّبَتَ سَر قرآن عربی زبان کا اکابر تم کے لاء
اَمَّمَ الْعَرَبِيْ ذَرْمَتْ حَمْجَنَّهَا اسکے آس پاس والی کوڑ جنادو
کا درس دے رہا ہے۔

سورہ سحر میں ہے:-

إِنَّا جَعَلْنَاهُ فُؤَادًا عَمَرَيْتُمْ یہ لوگ جس کی طرف تعریف کرتے
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ۔ ہیں اس کی زبان تو مجی ہے
تم سمجھو سکو۔

سورہ احتجاف میں ہے:-

وَهَذَا اِنْتَكَ مَهْمَدِيْن اوری کتابے، اسکی رکاب سے ملی
کی تصریق کرنی ہوئی۔ زبان
عربی میں تاکہ ڈرستے ان
لَوْكُونَ كو جھوٹی نظم کیا اور
لِلْمُحْسِنِينَ خوشنگی دے نکواروں کو۔

+ + + +

سورہ نھملت میں بھی دوبار قرآن کی سانی
اہمیت ظاہر کی گئی ہے۔ مطلب اس طبول کا یہ ہے کہ
قرآن کا علم بندر کرنے والے پرورد صاحب خود قرآن ہی
کی رو سے اس کے اہل بھی ہمیں ملیرتے کہ اس پر گفتگو

کر آج تک جو کچھ بھاگی سب فلطھا۔ آج میں پہلی بار
قرآن کے حقیقی مطالب و معانی دنیا کے سامنے رکھتا ہوں
جس کا کمال فن یہ ہو گا کہ عربی ہمیں جانتے گا مرد تھے، آن پر
حروف آخر ہو گا۔ صحیح تلاوت نہیں کر سکے گا مرا ددا اور
انگریزی کی مدد سے قرآنی معارف کے سمندر بھاڑے کا۔
ہمیں بتائیے اس سے بڑا بھوکھ کو نسلی ہے۔ دیگر صحافت
صرف انسانوں کو ضریب میں ڈالتے ہیں ملکیں یہ عجوبہ تو اللہ
میان تک کو سہوت کر گیا۔ انہوں نے صحافت قرآن
عربی داؤں کھنکے کے لئے ملک سمجھ لیا اسے ایک ایسے شخص نے
جو عربی سے کو رہے اور عربی داں ہاتھ ملتے رہے گے۔

یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو عربی میں نازل
فرماتے کی اہمیت صرف سورہ یوسف ہی میں ظاہر فرمائی
ہے۔ جی ہمیں دہ بار بار اس کا انہار فرمائے ہیں۔ سورہ
مرعد میں ہے۔ ذکر ڈالا کہ انت راثۃ محمدؐ عَلَیْہِ السَّلَامُ میں
سورہ محل میں ان احقیقی اور بہادر مشترکین کا تذکرہ کرتے
ہوئے جو کما اگر تے تھے کہ محمدؐ نما تھی ہیں ہذا وہ تو وہ قرآن
عیسیٰ کتاب تصنیف نہیں کر سکتے افسیں دراصل ایک
بھی فلام ایسیں کھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِنَّا نَذَرْنَا لَكُمْ بَعْدَ دُونَ یہ لوگ جس کی طرف تعریف کرتے
الْأَنْجَوْنِيْ ذَهَبَ إِلَيْكُمْ هیں اس کی زبان تو مجی ہے
عَرَبِيٌّ تَسْبِيْنَ۔ اور یہ قرآن عربی، ہذا
اس سے بھی قرآنی زبان کی اہمیت واضح ہوئی۔

یہ بھی واضح ہوا کہ قرآن فرمی کے دعوے کی شرط اول تو
عربی زبان و ادب پر عبور ہی ہے۔ اس کے بعد دروسی
جنہیں احتیجی ہیں۔ الگوئی شخص عربی سے ماہر نہ تھیت
تدرکھنا ہو تو وہ اس قابل بھی نہیں کہ قرآن کے باشے
میں اس کی باتوں پر توجہ بھی کی جائے۔

سورہ طہ میں بھی دیسی فقرہ ہے رایا گیا ہے جو بھی
سورہ مرعد سے نقل ہوا۔ سورہ شعرا میں یا گیا۔
تَرَلَ پَرِ الْأَرْضَ وَحَلَّ الْمَبْرُ لیکر تراہے قرآن کو معتبر
عَلَیْهِ قَلِيلٌ لِتَكُونَ دِن فرشتہ تیرے تلب پر تاکہ تو پہ

غزوی اپنی خیریت کے آئینے میں ایک ایسے شخص نظر آتے ہو جائے کہ سیداحتِ حق اور الباطلِ باطل کے جذبے سے محروم ہے۔ ان کا علم بھی خاصاً ہے۔ ذہین بھی ہیں۔ نقد بھی خوب کرنے ہیں لیکن ہمیں بخوبی کر متعادد و جوڑ سے ہم ان کی صافی کو لائق اصطلاح تصور کرتے ہیں۔

پہلی وجہ قویہ ہے کہ ان کی کتاب کا لگٹ اپ، طباعت، کتابت، سب تافق ہیں۔ علمیات اتحادی میں کخدادی پناہ، شروع میں کئی صفات کا فلسطین نامہ لگایا گیا ہے۔ فلسطین میں کیتیں ہماری لگائیں، ایسی ہی ہے جیلیکو ہیز ہے۔ نہ ماں کو بغیر نمک کا سالن کھلانے کے بعد چوتھو وقت تک پیش کردیا تھا۔

پھر یہ غلط نامہ ایک فوجی صحیح لکھا ہوا ہے، چھپا بھی خرا ہے، اور اس انتہار سے بھی باقص ہے کہ اس کے مطابق ہم فلسطین کتاب میں موجود ہیں۔ کوئی صفحہ شاید ہی ایسا ہو جو فلسطین سے خالی ہو۔ ایسی سبب ڈھنگی کتاب، ان لوگوں کی نفیاں سے مطلقاً جوڑ نہیں مکھا تی جو پروپریتی حاصل کی خوش کھانے والوں سے شائخ ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں۔ یہ عموماً انگریزی ٹرٹھ لکھے ہیں اور ان پر اثر نہ انسنکر لئے رب مقدم شرطیہ ہے کہ جو چیز بھیں کی جائے سیلیقے سے بنا جاؤں گیں کی جائے۔ اس کے بغیر ان کے قابل وذہن کو طرح اس کی پذیری کی پر آمادہ نہیں ہو سکتے وہ سری وجوہ ہے کہ اصنفت کی زبان بھی متنیں اور

چیز فارہیں۔ ہمیں ان کی مجبوری علوم ہے کہ پروپریتی صاحب کی تکمیل سچاں ہوتی ہی ایسی ہیں کہ ایک رفتہ کو تو سر سے پر جو لوگ اپنی ارادوں کو روپھانے ہیں وہ بھی زیادہ ترقا عص دیتا وی اغراض سے۔ اسکو لوں کا لجور میں اسلامی علوم و فنون کے تعلق سے جوں و ذائقہ بھی کی تعلیمات رائج ہیں۔ لکھیر آبادی فلسفہ، اسلام اور علوم قرآنیہ کی ابجد تکسیے واقع نہیں۔ ایسے میں پروردہ جیسے لوگوں کا فتنہ خوب پھلتا پھولتا ہے اور علماء مجبور ہوتے ہیں کہ اس کا نوش لیں۔

کو سکیں کجا یہ کہ دنیا بھر کے عربی دانوں اور مفسروں کو جاہل احمد حنفی اکبر خود کو مستند اور حرف آخ منوائے کی کوشش فرمائیں۔

یہ بھی ان آیات سے ہے شخص سمجھ سکتا ہے کہ قرآن کی عربی اپنے قواعد لغت اور بیچ دا سلوب کے اعتبار سے ایسی بھی ہمیں ہے کہ اس کا بھنا عربی دانوں کیلئے دشوار ہو۔ بار بار مار جیں (دا ضع، ضع) اور خیرزادی عوچ لکھنے کا واحد مطلب ہی یہ ہے کہ نزول قرآن کے وقت بان عربی کا جو اسلوب بولافت، جو روزمرہ تھا اسی کے مطابق قرآن نازل ہوا ہے اور اس سے مطابق دی ہیں جو خوبی کے معروف قواعد اور طرز و اندار سے آسانی سمجھیں آ جائیں۔

لیکن پروپریتی صاحب کے معارف قرآنیہ اٹھا کر دیکھنے تو یہ حقیقت بالکل الٹ جائے گی۔ وہ اپنے طبع زادہ عادی اور باطل ہر عورات کی تائید کرنے لئے قرآنی الفاظ سے وہ وہ معانی نکلتے ہیں کہ بھی کسی عربی دانی کے فرشتے بھی ان کا تصویر نمک نہیں کر سکتے وہ لغت، قواعد اصطلاح اور روزمرہ سب کو بد کر اپنے مطالب اپنے مقاصد اپنے فارمولے قرآن کے مدد میں ڈالتے ہیں اور انتہا ہے کہ اپنی علیحدہ لغات القرآن شائع کر رہے ہیں جو دنیا میں اپنی قسم میں بھی داکشی ہے۔ یہ وہ دردناک حقائق ہیں وہی الصل تو ایک خند وہ سترہ اسے زیادہ کسی التفاہ کیستھی نہ لکھے۔ لیکن جوں کلی یا آگئی ہے کہ، حامۃ اسلامیں میں علم کی کمی ہے۔ دنیا داری اپنے عروج پر ہے جو لوگ اپنی ارادوں کو روپھانے ہیں وہ بھی زیادہ ترقا عص دیتا وی اغراض سے۔ اسکو لوں کا لجور میں اسلامی علوم و فنون کے تعلق سے جوں و ذائقہ بھی کی تعلیمات رائج ہیں۔ لکھیر آبادی فلسفہ، اسلام اور علوم قرآنیہ کی ابجد تکسیے واقع نہیں۔ ایسے میں پروردہ جیسے لوگوں کا فتنہ خوب پھلتا پھولتا ہے اور علماء مجبور ہوتے ہیں کہ اس کا نوش لیں۔

اس تہیہ کے بعد ہم تعمیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

”صحیح قرآنی نیصلے“ کے مصنف جانب مولانا افضل الحمد

”پس وہ (محمد صلیم) جس وقت افقِ اعلیٰ پر تھا تو یہ صاحب رخڑا ہو گیا۔ پس اور قریب (بھی قریب) اسقدر قریب اپنے رجک قریب ہوتا چلا گیا کہ جیسا دُد کماں کو ملا کر ایک کر دیا جائے اور دُونوں کے قبضے بچا کر دیتے جائیں یعنی بالکل قریب نہیں بلکہ اسے قدر سے بھی تریا دہ قریب“

اس سے قطع نظر کہ تمہیج کا نقطی در و بست ٹھیک نہیں فہروم ہی غزوی صاحب غلط بھجھے ہوتے ہیں۔ قرآن تو جبریل علیؑ کے افقِ اعلیٰ پر ہوتے اور سیدھا یقین کا ذکر کر رہا ہے نہ کہ محمد صلیم کے سیدھا حاکم ہوتے اور افقِ اعلیٰ پر ہوتے کا۔ بھرپور فتنہ میں اللہ اکابر جہر کے قرب کا ذکر نہیں بلکہ جبریلؑ اور محمدؐ کے قرب کا بیان ہے۔ جو حضرات یہ بیکھتے ہیں کہ رسول اللہؐ شبِ معراج میں ذاتِ باری تعالیٰ سے اس قدر قریب ہوئے کہ اس کے لئے اللہ نے قاب و قسمیں اداً اُدنیٰ کی تمثیل دی ان کا خیال ہائے نہندیک درست نہیں۔ یہ تمثیل جبریلؑ و محمدؐ کے قرب کی ہے اور دُنیا کا فاقع جبریلؑ ہیں نہ کہ حصہ صلیم۔ و لفظ سراہ نَزَلَةُ اُخْرَى کا ترجیح دیا گیا ہے۔ بلکہ محمد صلیم نے اللہ پاک کو ”سری دنعد (بھی) دیکھا۔“

حالانکہ یہاں اللہ تعالیٰ کو دیکھتے کا ذکر نہیں بلکہ جبریلؑ کو ان کی اصلی تحفیل میں دیکھتے کا بیان ہے جس کی تفصیل احادیث میں آئی ہے۔

ہمیں شکایت ہے کہ صرف اسی مقام پر نہیں بلکہ غزوی صاحب کی تکالوں میں ہر مقام پر آیات قرآنی بغیر اعراض کے درج ہیں۔ یہ بخوبی احتیاطی ہے۔

(۴) پروپر صاحب نے بخاری کی ایک حدیث کو ہدف بنایا تھا۔ غزوی صاحب نے اس کا منفصل جواب دیا ہے، لگر یہ جواب بجاۓ خود مریض ہے۔ اول تبعض ایمی یعنی جو فتنیں کی گئی ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ معرض خواہ خواہ بھی اعتراض کرنے کی ٹھانے ہوتے ہیں۔ مثلاً ان ایسا عین

تیسرا دیجہ ہے کہ مصنف اگرچہ مشی فاضل ’مولوی فاضل‘ شیخ الحادیت مکا اور بی۔ لے بھی میں مکمل اسلامیہ پر ان کا بنیادی مطالعہ ٹھوس نہیں معلوم ہوتا۔ پر وہیں کار د کرتے ہوئے انہوں نے چہاں بہت اچھی اچھی باتیں کی ہیں وہیں گمزور اور دُور اذکار باتوں سے بھی ان کی تحریر خالی نہیں۔

چند مثالیں یہ ہیں:-

(۱) شیعیتی اختلاف کے باشے میں وہ کہتے ہیں حقیقت یہں ان کے ماہین اختلاف ہے ہی نہیں۔ اسلام کے بنیادی اصول پر دوں حقیقت ہیں۔ اختلاف بعض جزئی دفعوی ہے۔ یہ اگرچہ انہوں نے دوں فرقوں کی اتسادی خواہیں نیکے تحت کہا ہے، لیکن تاقریب علومات پر بنتی ہے۔ دوں فرقوں کے ماہین اہم تر بنیادی اختلافات موجود ہیں خصوصاً دُو اختلاف تو نقطی طور پر اساسی ہیں۔ ایک عصمت اُتر کے باشے میں دوسرا تحریف قرآن کے متعلق۔

(۲) صراحت کی بحث میں انہوں نے اُس تعلق کو جو اللہ و رسول کے درمیان ہے ہر بے عالمی زاندگی میں عاشق و مشتوق کا تعلق باور کرایا ہے۔ حالانکہ عشق، ناز و ادا اور زاندگی از دغیرہ کے الفاظ اپنی دنیا کے باہمی تعلقات میں جس خاص مفہوم کے ساتھ پہلے جاتے ہیں اس سے اشراط رسولؐ کی عصمت بالاتر ہے۔

(۳) صفحہ پر سورۃ الْقُوَّم کی ابتدائی آیات کا ترجیح دیا گیا ہے جو درست نہیں۔

عَلَمَهُ اللّٰہُ شَرِيكُ الدُّّوَّلِيُّ الْقُوَّمِيُّ کا ترجیح کیا گیا ہے۔

”اس (محمد صلیم کو) بڑی زبردست قوتوں کے مالک نے تعلیم دی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے۔“

شدید المقوی سے مراد اللہ تعالیٰ نہیں ہیں، بلکہ جبریلؑ ہیں۔ جیسا کہ سورۃ تکویر میں جبریلؑ ہی کے باشے ہیں اُس کو ”بُرِيمَدِيَّ قَوَّةَ“ کے الفاظ آئے ہیں:-

فَأَشْتُوْيَ وَهُوَ يَالُّوْ فِي الْأَشْلَانِمَرَدَتَ فَتَدَلِي فَكَانَ قَابَ وَقَسِيْنِ اداً اُدنی کا ترجیح

الحمد للہ اخبارہ آئے بینما اہل جاگہ مدد رسول اللہ
کا ترجیح پر دریں صاحب نے یہ کیا تھا:-

"ابو سعید خدیجی سے روایت ہے کہ انہوں نے

ایک روز حب کر رسول اللہ کے پاس بیٹھنے تو

اس پر غزوی صاحب "پہلی فلکی" کا جل ہوا قائم

کر کے فرماتے ہیں:-

"ایک روز" کے الفاظ صدیق میں ہمیں

پر وزیر امداد ہے" (ص ۲۸)

یہ کیسا طفلہ نے اعتراض ہے۔ اسے اضافہ نہیں کہتے

بلکہ اصطلاحی اعتبار سے بالکل فحیک ترجمہ ہے۔

"دوسری فلکی" کا عنوان جمالی کہتے ہیں:-

"رسول اللہ کے پاس بیٹھے ہوتے تھے"

بھی خلط ترجمہ ہے۔

فہمول اعتراف۔ حالانکہ آگے غزوی صاحب نے
انچی داشت میں جو صحیح ترجمہ دیا ہے اس میں بھی یہ الفاظ
موجود ہیں:-

"ابو سعید خدیجی سے روایت ہے جب کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے

ہوئے تو کسی نے کہا کہ لے اللہ کے رسول

ہیں (جنگ میں) لوٹا یا ہاتھ لکھتی ہر اور

ہم تدری و قیمت چاہتے ہیں۔ آپ کی عول کے

باۓ میں کیا راست ہے؟ آپ نے فرمایا

نیا تم ایسا کرنے پڑو؟ خیار میں کچھ حسرج

بھی نہیں جو جان پیدا ہونے والی ہے وہ تو

(دہڑھورت) پیدا ہوگر ہی رہے گی۔"

خط کشیدہ الفاظ لعینہ دہی ہیں جن حصیں پر وزیر کے

ترجمہ میں غلط قرار دیا گیا تھا۔ چھر پورا ترجمہ جائے خود

مغلن اور محل نظر ہے۔ آگے چل کر غزوی صاحب نے

صاف لکھ دیا ہے۔

"اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے عزل کرے تو

اس میں کیا منفعت نہ ہے"

یہ اسلامی نقطہ نظر کی بالکل خلط نمائش ہی ہے۔
(۵) لونڈی خلا میں کی بحث میں غزوی صاحب سے

پر فرماتے ہیں:-

"لونڈی خلا میں کے باۓ میں جماعتک خود
ہمارا ذہن نارسا، عقل ناقچہ، علم نامکمل، فہم
نا تمام کام کرتا ہے وہ یہی ہے جو بروز اور
اس کے ہمراوؤں کا ہے یعنی ہماری سمجھ بھی جو
تا سمجھ ہے یہی کہتی ہے کہ لونڈی خلا میں کا تھہ
نام ہو جانا چاہئے تھا اور قرآن و حدیث میں
محی طرح حصر جم کم آتا چاہئے تھا اکابر ضلالی
کی رسماں کہن کو ختم کر دیا جاتا ہے اور آج کے
بعد کوئی کسی کا خلام (یا لونڈی) نہیں بن سکتا"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ لونڈی خلا میں کے باۓ میں
میں ہو صوف نے اسلامی نقطہ نظر اور اس کا مفہار بھا
ہی نہیں۔ الگ سمجھ دیتے تو یہ بات عقلی اعتبار سے بالکل
 واضح تھی کہ جب تک دنیا میں جنگ کا امکان پایا جاتا
رہے گا لونڈی خلا میں کے باۓ میں اسلام کی ارض د
اعلیٰ تعلیمات بھی ناگزیر رہیں گی۔ جنگ کے بعد میں شیخ
میں آیا ہے اور حمیشہ ہوتا رہے گا کہ ذوقیں کے لئے
ایک دوسرے کے جلکی قدری لکھیں گے جن میں عورتیں
بھی ہوں گی اور مرد بھی۔ اب یا تو کوئی آسٹھی انارکی
بر بریت، خللم اور درندگی کو پہنچ کر لے جس کا مظاہرہ نہ
ہزاد ہذب قومیں کے پیاری کرتے آئے ہیں یا چھٹا س
لا جواب قانون کو اپنائے جو اسلام نے لونڈی خلا میں
کے باۓ میں دیا ہے۔ یہاں بحث کی مکالمہ نہیں۔ ہم
انشائی کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں جنگ و جدل کا امکان
قیامت تک باقی رہے گا اور اسی لئے لونڈی خلام کا
قانون اللہ نے قیامت تک کے لئے بحال رکھا اب
یہ خود ہمارا لامصور ہے کہ ہم اس قانون کا ناجائز استعمال
کریں اور بردہ فروشی و ہوس کاری کو مستقل کا دربار
بنالیں۔ اسلام نے جو ضمطہ اس باۓ میں دیا ہے اس سے

پروردہ صاحب نے قوام کا جواب دیا ہے وہ تو دیا ہی
ہے، لیکن خود غزوی صاحب کیا جواب دیتے ہیں متنے۔
”ایسے شخص کسی نئے شکار نہیں کیوں کہ
جب گھریں امن چین موجود ہے۔ پچھے ہیں بڑی
بھی حرب مشاء (حاطاب لکم) ہے تو پھر
دوسری شادی کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔ دوسرا
شادی تو مشروط ہے اور حالات کی ہمارا پر اجازت ہے۔“

ہمیں آتی ہے کہ ظاہر غزوی صاحب پر ویز صاحب پر
بگڑتے ہیں مگر زہن خداون کا بھی زیر گفتگو مسئلہ ہیں وہی ہے
جو اسلام سے بالآخر مغربِ رہوں کا ہے۔ وہ الْعَدْدُ ازْدَاج
کے مسئلہ پر صحیدہ خورہ فکر کرتے اور رسول اللہؐ سے یہ کہ ان
صحابہ اور تبعین تک کے حالات کا مطالعہ کرتے جھوٹے
ایک سے زیادہ بیویاں رکھی ہیں تو یہ علطِ جواب کبھی نہ دیتے
جو انھوں نے دیا ہے۔ کسی طھوس اسلامی قانون کے برابر میں
چچ کی طرح فصلہ دینے سے قبل انھیں اپنی دادری کو جھوٹ
کرنا چاہئے تھا۔ ہم ایکس ناقین دلائی ہیں کہ ان کا یہ جواب
قرآن و حدیث کے مکمل خلاف ہے اور شخص مذکور کیلئے نکاح
ناتی کے ناجائز ہونے کا فصلہ دینا شرعاً کو اسی طرح اپنی
مرضی کا تابع بنایا ہے جس طرح پروردہ صاحب بنائے ہیں۔

(۷) حدیث سے موصوف نے بخاری کی ایک روایت پر
بحث شروع کی ہے جس سبک پر ویز صاحب کی جھالت مکھانی
مقصور ہے۔ لیکن ہم رجح ہے کہ بوجائے پروردہ کے موصوف
خود اپنی کم علیٰ ویز خبری کا بیوت فرمائی گئے ہیں۔

پروردہ صاحبے اپنی کتاب میں الحافظہ بخاری کتاب
انیاء میں ایک روایت آتی ہے۔ چھرا نھوں نے اس ایت
کا تحریر کیا تھا۔ یہ تو ہمیں نہیں معلوم کہ آگے انھوں نے کیا
گل افشا نہیں کیا تھا۔ یہ تو ہمیں نہیں معلوم کہ آگے انھوں نے کیا
کی استعمال کیا ہو گا، لیکن غزوی صاحب کا اس پر غصہ و
غضب لا علیٰ کا شاہزادہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ۔

”نصرت پر کہ بخاری کتاب انیاء میں مذکورہ بالا
حدیث ہیں، بلکہ ساری بخاری مشریقیں خود

بہتر اور اغرض داعلی کا تصور بھی نہیں۔ بنیک غزوی
صاحب اس ضبط کا انکار نہیں کیا ہے، بلکہ اس لئے
تسلیم کیا ہے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ تاخیم رکھا، لیکن
ہم غرض کریں گے کہ الگ وہ جہاں ب قوموں کے منا نقاۃ
قوامیں کی معروفیت سے بلند ہو کر ہر ہلکا پر غور فرمائیں
تو شایستہ ہو گا کہ اسلام کے درستے قوامیں کی طرح
لوگوں علماء کا قانون بھی بعض اندھی عقیدت کا سزاوار
نہیں بلکہ عقل سليم اور صحت مند فکر کے عین طبقی سے۔

اسی بحث کے ذیل میں انھوں نے متعدد مثالیں
ان امور کی بیش کی ہیں جنہیں نفس نہیں مانتا مگر قرآن و حدیث
کے حکم پر ان کو مانتا پڑتا ہے۔ انھوں ان شالوں کی زبان
اور بھج و اداز مضمونکے خیز حدائق مفلت ہے۔

(۸) تعداد ازدواج کی بحث میں اگرچہ غزوی صاحب
نے پروردہ صاحب کے مقابلہ صحیح اسلامی نقطہ نظر کی
ترجمانی کی ہے، لیکن مبتدا پر بخواہ تھیں جیزت سے
پھیل جاتی ہیں جبکہ یہ عجیب دغیرہ بات نکھلتے ہیں کہ
قرآن نے جو ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کیلئے ”عدل“
کی شرط لگائی ہے تو عدل کا مطلب ”وقت مردی“ ہے لا جوں
دلائوں الیما اللہ۔ خزوی صاحب غور کریں کہ قرآن کے ترجیح
قیصر میں اگر وہ خود من مانتی کریں گے تو پروردہ صاحب پر
اعتزاض کا کیا حق باقی رہ جائے گا۔ اسچ کسی ثقہ مفسر
کے حیطہ خیال میں بھی یہ بات نہ آئی ہوگی کہ قرآن میں
عدل صرف ”وقت مردی“ کے معنی میں بولا گیا ہے لیکن
موصوف نہیں ہے، وہ تو قرآن کے ساقطہ اسی معنی کو واحد
معنی پادر کر رہے ہیں اور اسے قرآن مکمل طرح مداد کا اچھوتا
نمونہ کہتے ہیں!

آگے اسی بحث میں انھوں نے اور غصب ڈھایا
ہے۔ پروردہ صاحب کسی نے سوال کیا تھا۔

”ایک شخص کی بڑی می وجہ ہے، پچھے موجود ہیں۔
هر جمیں امن چین سے رہتے ہیں۔ لیکن اس شخص
اختباً ہے اور کسی جوان لڑکی سے شادی کر لیتا ہے۔“

یہ ہے کہ غزوی صاحب کی دینی دردمندی، زد نہیں، اخلاق، نیکیتی اور محنت کو ہم سراہتے ہیں، لیکن یہ بھی مشورہ دینا چاہتے ہیں کہ آئندہ ۵۰۰۰ احتیاط سے کام لیں۔ پرویز صاحب کے استعمال میں ایسی کتابیں چھاپنا جو صوری مضمونی دلنوں اعتار سے خوب دار ہوں اسلام کے حق میں "نادان دستی" کے مراد ف ہے۔

صفحات ۲۳۷ قیمت مجلد تین روپے۔ شائع کردہ ادارہ تبلیغ الاسلام - حکاٹی امام طیب ر آباد (سنگاپور) **صحیح مقام حديث** جلد اول و دوم صفحات ۲۴۵ قیمت پانچ روپے۔

یہ بھی پرویز صاحب ہی کی ایک کتاب "مقام حديث" کے رد میں لکھی گئی ہے اور صفت ہیں دی گزنوی صاحب اس میں بھی تقریباً وہ تمام خامیاں پائی جاتی ہیں جو "صحیح شرہ آن فیصلہ" میں موجود ہیں۔ غلطیوں سے بھروسہ و بخراب پھیپای۔ آیات و احادیث کی کتابت ایسی کردی گئی طبیعت کت۔ پڑھ جائے۔ زبان وہ ہی غیرتیں۔ ہم نے پوری کتاب نہیں پڑھی حتیٰ پڑھی ہے اسی میں سے چند فتاویٰ کی نشاندہی کرتے ہیں:-

ص ۱ پر حضرت علیؓ کو علیہ السلام مرحوم امام حسینؑ کی حیرت ہے ایک طرف تو گزنوی صاحب اتنے سخت گیریں کہ حضرت علیؓ پر "فاتح خیر" کا لقب بھی چیپاں نہیں ملتے دوسری طرف خود ہمی وہ تو صفت بھی فرمائے ہیں جو حضراً انبیاء علیہم السلام ہی کرنے تھے ص ۲ پر۔ احادیث صحیح طبقی ہرگز پڑھتیں، بلکہ لفظی ہیں۔ ایسی لفظی جیسا کہ خود قرآن پاک لفظی ہے۔

یہی دعویٰ آپنے متعدد بار شد و نہ سے دہرا لیا ہے ہم جانتے ہیں کہ ان کی نیت نیک ہے اور یہ دعویٰ وہ پرویز صاحب کے رد اور حدیث کی حمایت ہی میں کئی ہے ہیں، لیکن اس سے بھی پتا ہلتا ہے کہ علم الحدیث کے باسے میں وہ علمائے حدیث کی توضیحات سے پوری طرح

"کتاب الہبیاء" ہے ہی نہیں اس سے معلوم پوتا ہے کہ اس دشیں حدیث و عدد و رسولؐ نے کسی جبرا جتے بغیر وہ نقل کر دالی ہے؟ (ص ۲۳۷)

پرویز صاحب کے باسے میں ہیں خالہ سہنگ بخاری تو بخاری اخبوں نے کبھی قرآن کا بھی بالاستیعاب مطالعہ شاید ہی کیا ہو، لیکن غزوی صاحب کا نکوہ رہارک بتاتا ہے کہ خود وہ بھی اسی کمر دری کاشکاریں۔ اگر وہ صحیح بخاری جلد اول دیکھتے تو کتاب بعد اخلاق کے بعد کتاب اللہ نبیاء اخبوں جی قلم سے لکھی نظر آتی۔ پھر وہ محنت کرنے تو اسی سب الہبیاء میں وہ رد ایت بھی لفظیں الجاتیں جس کا ترجمہ پرویز صاحب ہے پیش کیا ہے۔ یہ کتاب الہبیاء باب داد کسو فی الکتاب پ موقیمہ میں موجود ہے ز بخاری جلد اول ص ۲۹ مطبوع صاحب المطالع اور پرویز صاحب کا وہ ترجمہ بالکل درست ہے جس کے بعض فقرہوں پر گزنوی صاحب کے لکھے کہ محنت شفی اذلی زندگی غلط ترجیح کر رہا ہے۔ یہ اخبوں نے اس بخبری میں لکھا کہ کتاب الہبیاء تو ان کی دامت میں تھی ہی نہیں پھر وہ حدیث کہا ہے۔ اخبوں علم ہوتی جو کتاب الہبیاء میں آتی ہے۔ اخبوں نے پرویز صاحب کے ترجمہ کو ایک اور حدیث کا ترجمہ کیا۔ مگر چون اسی کوئی دوسری حدیث تھی ہی نہیں جس کا ترجمہ نہیں دی ہی ہوتا جو پرویز صاحب نے پیش کیا ہے۔ اس لئے اخبوں نے فرمایا کہ در اصل اس صفتون کی متعدد احادیث بخاری میں موجود ہیں اور پرویز نے اسے اضافے اور غلط ترجیح کئے ہیں۔ پھر وہ چند وہیں یہ کہہ کر نقل کرتے ہیں:-

"بخاری شریف کتاب الرقائق کے باب الحوش میں ہے۔"

حالانکہ باب الحوش بخاری میں کوئی نہیں بلکہ "کتاب الحوش" مستقل کتاب ہے، جو کتاب الرقائق کا جزو نہیں ہے۔ پھر جس انداز کی بحث کی گئی ہے وہ بھی دور از کارہ

بات لمبی ہو گئی۔ مگر بے صرف نہ بھائے۔ خلام کلام

قرآن کی آیت و مائیں طلاق عَنِ الْمُحْوَى اِنْ
هُوَ لِكُلِّ ذَجَّى فَتَجَّوَّلُ كَا ترجمہ مفہوم صرف نہ ہے
جگہ بیان کیا ہے۔ گری حقیقت کہ اس آیت کا تعلق
صرف دینی امور و احکام سے ہے بہت دھکے جھے
بیان ہوئی ہے اور زیادہ تر ایسی ہی عبارتیں لکھی گئی
ہیں جن کا معہوم ہے ہوتلے ہے کہ رسول اللہ نے زندگی پر
بغیر دینی کے نفع کیا ہی نہیں۔

شَلَّاَتْ وَهُ أَنِي طرف سے کچھ بولنا ہی نہیں
بلکہ جو کچھ دہ بولتا ہے وہ وحی ہی ہوتلے ہو جو
کی جاتی ہے۔ (صلوا)
پاشا۔ "مودع علم اپنی طرف سے باپنے پاس کے نفعاً
نفع نہیں فرماتے۔" (صلوا)

یہ طریق حروف کو باپنے خلاف حرر جیسا کرنے کے
مراد نہ ہے۔ مصنف خوب حانتے ہیں اور ہر عالم
جاننا ہے کہ قرآن کی مراد مطلقاً نفع نہیں ہے بلکہ وہ
یہ بتانا چاہتا ہے کہ دینی مذاہیات و احکام کے دائیں
میں خصوصاً نفع دینی پر منحصر ہے۔ نہ یہ کہ وہ بھی بغیر
وحی کے کلام کرتے ہی نہیں۔

ص ۱۷۔ پراس طرح کی عمارت سے ہم سے معلوم
ہوتا ہے کہ مصنف کے نزدیک "خبر احادیث" ایک حدیث
کو کہتے ہیں۔ اگر ہماری کتابت کی کوئی غلطی ہے یا
مصنف اپنے مفہوم کو صحیح طور پر بیان کرنیں خواہ
گئے ہیں تب تو بغیر در نہ یہ بڑی مبتدا یا نظر غلطی ہوگی۔
صلوٰت بر۔ یعنی قو dalle، کہما یعنی دون آٹھاء ہم
کا ترجیح کیا گیا ہے:-

"وَكَفَّارًا أَخْفَرْتَ صَلَّمَ كَمْ جَانَيْ بُرْنَے
اوْ قَرْآنَ كَمْزُلَ مِنَ اللَّهِ بُرْنَے كَوْ اس طرح
صحیح بھتے ہیں جیسے اپنے میلوں کو صحیح بھتھتے ہیں۔"
اول تو اس آیت میں قرآن کے منزل من اللہ
ہونے "کا کوئی ذکر نہیں۔ دوسرا یعنی دون کا ترجیح
صحیح بھنا" غلط ہے۔ تیسرا یہ کوئی زبان نہیں کہ:-

باخبر نہیں۔ ہم ان کی اطلاع کے لئے وض کرتے ہیں کہ
تمام احادیث صحیح کو تو قرآن کا ہم پل اور قرآن کی طرح
یقینی کسی بھی مستند امام الحدیث نے نہیں کہا۔ قرآن کی
طرح یقینی صرف "احادیث متواترہ" ہیں جن کی تعداد بہت
کم ہے اور صحیح حدیث کی دوسری میں مشاہد شہر، عنزہ،
فو، غریب وغیرہ۔ اصطلاحی اعتبار سے یقینی نہیں بلکہ ہیں
جسی کہ اخبار احادیث کی تعداد سب سے زیادہ ہے اور جو
حدیث صحیح ہی کے ذیل میں آتی ہیں تتفق طور پر یقینی ہیں
جب کہ "ظہنی" کی اصطلاح یقینی و قطعی کے مقابلہ میں بولی
جا سکے۔ سو اسے احادیث متواترہ کے کسی بھی صحیح حدیث
کو قرآن کے ہم وزن اور ہم رتبہ سے ارادنا تجاوز
عن الحد ہے۔

در صلی پرویز صاحب حب احادیث کو "ظہنی" قرار
دیکر دکر دینا چاہتے ہیں اس کا صحیح جواب دیتی ہے جسے
بعن اپنی علم نے اختیار کیا ہے یعنی پر کہ بیشک احادیث
صحیح کی فالب مقدار ظہنی ہی ہے۔ لیکن ہر ظہنی شے لائق
رد ہیں ہوتی، بلکہ دنیا کا بڑا کاروبار ظہنیات ہی کے
اعتماد پر ہے اور چلتا رہے گا۔ اگر کسی شے کا "ظہنی"
ہو تو اس کے جھٹ کے مذاقی ہو تو دنیا کے لئے زستے
فیصاری کام ٹھپ ہو جائیں مگر حتیٰ کہ کسی ذہنی روح کے
بالے میں یہ فصل بھی نہیں کیا جاسکے گا کہ وہ کس کے لطفے
سے پیدا ہوا ہے۔

جب ہم پرویزی نہیں کی سرکوبی کے مقصد نیک
کی خاطر تمام احادیث صحیح کو قرآن کے مثال اور اسی کی
طرح قطعی و یقینی قرار دیئے کی جسارت کرتے ہیں تو اس سے
پرویزی موقوف لاقصان نہیں ضعیف ہنچتا ہے۔

ص ۱۸۔ پر ایک آیت کا ترجیح کیا گیا ہے:-

"وَهُنَّا ان کے اجرے ہوئے گھر۔ یہ اجاثا کے

عملوں سے لائی ہے۔"

اس طرح کانا موزوں ترجیح بھر جم کے بالے میں بڑی

راہے پیدا کرتا ہے۔

لگاتے ہیں، لیکن خود ہوئی طور پر فلسفیوں نہیں چوکتے۔ آگے سدارتہ المنتہی کا مطلب صرف نہیں بلکہ عرش نہیں ہے۔ حالانکہ سید سعید بیری (بیری کے درجت) کو شکتیہ ہیں اور مفسرین نے یہی معنی لئے ہیں۔ غالبًاً ان کو یہ بات بے معنی معلوم ہوتی کہ آسمانوں کی نامعلوم بلندیوں پر عرش کے آس پاس کوئی دُرُّت ہوا درودہ بھی بیری کا اس لئے انہوں نے ایک بخوبی نہ لٹک پش کر کے سدارتہ کو ”عرش“ ہی تواردیدا۔ پھر تو مطلب یہ ہوا کہ قرآن کے الفاظ میں اپنے من نے مقامِ عالم دانتے کا جو جرم پرویزی حضرات کر رہے ہیں اس کا کسی نہ کسی درجہ میں ارتکاب غزوی صاحب کو بھی غریب ہے اور قرآن کا ترجیح کرنے ہوئے وہ بھی سان وادب کے اہم مفسرین سے بے نیاز رہتے ہیں۔ ص ۱۲۵ پر مسجد الادقۃ کے معنی تمعن کرنے میں صرف صاف طور پر پرویزی صرف میں اگھے ہیں ”مسجدِ القصی (سجدہ پرویزی کی آخری حد یعنی عرشِ رُّت العزت)“۔

اب ہم کیا کہیں کہ قرآن کے ترجیح کا یہ انداز تو ہے جسے پرویزی صاحب نے ترقی دے کر موجودہ مرحلتے تک پہنچا ہے۔ غزوی صاحب کو اتنا توجیال کرنا چاہیئے تھا کہ ”مسجد“ کا لفظ اللہ اور اس کا رسول اور ائمہ و علماء کوں مختون ہیں بولتے رہے ہیں۔ اور اتنی تکلفت بھی کرنی چاہئے تھی کہ خدا مستند مفسرین کی تفسیریں اٹھا کر دیکھتے کہ سیاقضی کے معنی ”عرش“ کسی اور نہ بھی لکھتے ہیں یا یہ خدا خی کی ذہنی ایجاد ہے۔ جملے علم میں تو ہمیں کہ سورہ ہی اسرائیل میں آئے ہوئے لفظ ”مسجدِ القصی“ کا مطلب سی مستند مفسرین بیت المقدس کے سوا بھی کچھ لیا ہو۔ اب اگر غزوی صفات کو یہ حق ہے کہ علماء دامتہ تمام سرمایہ علم کوئی ثابت ڈال کرنے نہیں میانی نکالیں تو پھر پرویزی صاحب کو کیوں نکر اس حق سے خود م کیا جاسکتا ہے۔

”جیسے بے میلوں کو صحیح بھتے ہیں۔“ اس طرح کی شقیم چیزیں پرویزی حلقوں کے تضمیک و استہرا کا مراد فرامہ کرتی ہیں۔ صاف اور سیدھا ترجمہ یہ ٹھہرا۔

”وَهَذَا قَارَآنَ حَسْرَتَ كَوَاسِي طَرَحَ پَرِّجَنَتَهُ بَيْسَيْهَ“ اپنے بیلوں کو بھاتے ہیں۔ ”۱۹۱ پر— لَأَنْتَ حَفَلُوا أَعْمَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كُلُّ عَمَّا يَعْصِمُكُمْ بَعْضًا كَمَا تَرَجَمَ بھی غیرہ مدارج“ ”غیردار نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کو ایسا مرتب صحیلینا جیسا کہ تم ایک دمرے کے ساتھ لفٹنگ کر لے ہو۔“

”دعاء“ کا ترجیح ”او شاد“ اور ”گفتگو“ کرنے والے کے بالے میں پرویزی حلقوں کا یطعن شاید یہ بنیاد نہیں ہو جا کریجئے صاحب یہ حضرات ہم تو عمری ناشناس کہتے ہیں اور خود عربی دانی کا یہ حال ہے کہ ”دعاء“ تک کے معنی معلوم نہیں!

”رَأَتُمُ الْحَوْفَ إِبْرَاهِيمَ طَرَحَ حَفَلَتِهِ كَمَعْنَفِكُو“ ”دعا“ کے معنی ضرور معلوم ہوں گے، لیکن انہوں نے ایک برحق دعوے کرنے اس آیت کو بے محل استعمال کیا ہے، یہ آیت نقطہ حضور کے دھی ہونے پر دال نہیں بلکہ امت کی تادیب کے طور پر ہے۔ جائز بعض اہل علم نے اسی سے یہ حکم بھی نکالا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے سرداروں کے ساتھ ہمیشہ ہمی معاشر کرنا چاہئے۔ یعنی وہ بلا کیس ترجیح ہونے سے گریز نہ کریں۔ ص ۱۲۶ پر— اَتَمَّ وَنَّهَا عَلَى هَمَّا يَرِي

کا ترجیح کیا گیا ہے۔

”کیا تم آنحضرت صلعم کی شب معراج میں بھی ہوئی راذداریوں کا انکار کرتے ہو۔ ان کے بالے میں نزاوج کرتے ہو۔“

”دیکھی ہوئی راذداریوں“ کیا بات ہوئی۔ افسوس صرف پرویزی صاحب پر تو اُردو غلط لفظ کا الزام

ان پانچوں امور میں سے اگر ایک بھی ہمکے بس سے باہر ہے تو کتاب لکھنے سے بہتر یہ ہے کہ تم صبر کریں۔

غزوی صاحب کی ایک اور بھی تبصرہ طلب کتاب ہمکے سامنے ہے۔ ”ایک اسلام ایک قرآن“ یعنی اس کی طباعت کا حال یہ ہے کہ پڑھنا تو درست روحی ورقہ گردانی ہی سے سرس درد ہوتے لگتا ہے۔ پھر بھلا تبصرہ کہاں ہے گریں۔ آخر میں ایک گزارش غزوی صاحب سے ضرور کرنے کے وہ اپنانام اس طرح لکھتے ہیں۔

”مولانا فضل الرحمن غزوی بی۔ اے۔ مولوی فضل۔ نسی فاضل شیخ الحدیث مکر۔“

ہمکے نزدیک ”مولانا“ کے بعد مولوی فضل اور نسی فاضل کی متوفی کا اعلان ایسا ہی ہے جیسے کہیں زندگی کے پہلو ہے پہلو چیز اس رکھدی جاتے۔ اگر نام پر اضافہ ضروری ہی ہے تو ”مولانا“ کا لفظ تہذیباتی شناختی ہے۔ اس کے بعد کسی ڈگری کے اعلان بالآخر کی ضرورت نہیں

نا الفہافی ہو گی الگیم یہ نہیں کہ غزوی صاحب بنے کا نہ کتاب پر طریقہ حملت کی ہے۔ طریقہ معلومات جمع کی ہیں۔ خصوصاً حصر دو حکم کے آخری حصے میں تو انہوں نے جمع حدیث احوال صحابہ و ائمہ اور حدیث سے متعلق دیگر امور واقعی مسودہ ہیتاں فرمائے۔ لیکن ہم نے نقاصل ہی نقاصل کا تفصیلی تذکرہ اس لئے کیا ہے کہ یا تو آئندہ وقت انرجی اور پیشے کے خیالیں سے مختص ہو جائیں یا پھر اپنی محنت کو ان تاخوشنگ اور عذاب سے پاک کریں جن کی آنکھیں آپ فرم کو شراب بنا دینے کی الہیت رکھتی ہے۔ انھیں اور ہر پرس مخصوص کو جو در پروردی کا ارادہ رکھتے ہے ذیل کی پدایت گرم سے پاندھیلی چاہتیں۔

(۱) طباعت اکنانت، صحیح اور گلط اپ میماری ہو ان میں سے ایک چیز بھی فرو تر ہوئی تو بھت مقصد نہ فوت ہے یہ ہونہ کہ اچھا کتاب نہیں بلکہ پرنس والوں نے لاپرواں کی سنسکار نے گز بڑ کر دی وغیرہ قابلِ رحم تو پھر مکریم توڑتے ہوئے مقصد کے لئے سیما نہیں بن سکتا۔

(۲) استدائیں کی آیات بغیر حالت اور بغیر اعراب کے بھی نہ لکھی جائیں۔

(۳) احادیث کا تفصیلی حوالہ ضروری ہے۔ یہ کافی نہیں کہ بریکٹ میں ”سچاری کیا“ سلم ”لکھ دیا۔ یہ اختصار خطیبہ و دعظیم تو جل مکاتی ہے مل بحث و مناظر میں ہرگز کافی نہیں۔

(۴) جس آیتِ حدیث یا موضوع کی بحث ہو اس کے بالکے میں خود دکرئے والے کا ذہن صاف ہونا چاہیے۔ غزوی صاحب کی کتابوں میں ہم نے کئی جلد محسوس کیا کہ جس آیت یا حدیث کے بالکے میں وہ پروردی صاحب کو جاہل و غلط وغیرہ کہہ رہے ہیں اس سے متعلق خواہ کا نکر عجمی تھا کسی بھی پسے اور جواب ٹھیک طور پر نہیں بن آیا ہے۔

(۵) اندازِ حریت بھیجا ہو اور لب و لہجہ پرقدار ہونا چاہیے۔ غیر ضروری طوالت اور نکار اور حملوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

باب رسول کیلئے پیشہ

مفیدِ حرب، قابلِ اعتماد علاج۔ تجوہ بھاری صفت کی لوگ اسی دیگا۔ اگر اپ مذوقوں علاج و معالجے کے بعد بہت ہار کر بارگی میں ایضاً کی زندگی پس کر رہے ہیں۔ وقت کے نفع پر یا غیر محتاج از دنگی کے عاثت جسم کی طاقتیں شست اور نہ دھال ہو گئی ہیں۔ تو پھر ایک بار خدا کے بھروسہ پرہیز کر کے اس طرف بجوع یتھے۔ یہاں پرہیز کا امراض کا خاص طور سے علاج ہوتا ہے۔

خطوط رازیں رکھے جائیں (۱)۔

حکیم ابوسعید عبد اللہ اسلام نگر
ڈالخانہ در بھنگہ قلعہ در بھنگہ بہار۔

وقت کا ہاتھیں مصرف

عوامیں

کتابیں طلب کرنے والے چند بالتوں کا لحاظ ضرور رکھیں!

(۱) تحریر اتنی صاف نہ ہو کہ آرڈر کی تفصیل اور آپ کا پتہ پڑھنے میں دشواری نہ ہو (۳) جلد اور غیر مجلد کی بھی وضاحت کر دیجئے (۴) تقریباً بین روپے سے زائد کتابیں مرکاجاتیکی صورت میں ریلوے پارسیل ہیں کفایت رہتی ہے۔ اگر یہ کفایت مطلوب ہو تو اپنا ایٹیشن لکھتے۔ پارسیل ریل سے اور بیٹی کی رسید ڈاکخانہ سے دی پی چھپی جائے گی (۵) اگر آپ نہ نئے خریدار ہیں تو بین روپے یا اس سے زائد کے آرڈر پر کچھ روپے پیچکی روانہ فرمائیے جیسیں دی پی میں کم کر دیا جائے گا (۶) ڈاکخانہ سے دی پی کی اطلاع ملنے ہی چھپا لیجئے درکر نئے اپنے جاتی ہے

تفسیر بیان القرآن [مولانا اشرف ہائی کی عظیم

دوسروں میں ہستائی کی جا سکتی ہے۔ بہت بڑا سائز۔ بارچھوں میں مکمل۔ ہر یہ غیر مجلد ساٹھ روپے۔ دو جلدیوں میں مجلد مترجم کا شل ہائگ کا ہگ۔ مناسب سائز۔ عمدہ مکتبی المحسانی چھپائی۔ خوبصورت جلد اور مضبوط کاغذ پر۔ ہر یہ بین روپے۔ یا کچھ جلدیوں میں مجلد پیشکھ روپے۔ دوسری قسم کا ہر بارہ الگ بھی طلب کیا جا سکتا ہے۔ فی پارہ دور روپے۔
تفسیر حقائقی مکمل [۲۰۰ صفحوں میں۔ پہلا پارہ

پارہ بوجہ فتحم ہونے۔ ۲۰ روپے کا۔ ۲۹ دوں پارہ دو حصوں میں۔ ۲۰ روپے کا۔ تیسراں پارہ ۳۰ حصوں میں۔ ۲۰ روپے کا۔ تام پارے فی۔ ۲۰ روپے۔ مکمل۔ ۲۰ روپے کی۔ مکمل پیشکھ کے خریدار کو رعایتی طور پر۔ ۲۰ روپے میں دی جائیگی۔
تفسیر القرآن اول دوں [۵۰ صفحہ باشان تفسیر وغیر ضروری کی جعل علیحدہ نہیں سکے گی۔

قرآن مترجم

قرآن پاک مع ترجمہ و تفسیر [ترجمہ حضرت شیخ ابتدی
شل ہائگ کا ہگ۔ مناسب سائز۔ عمدہ مکتبی المحسانی
قرآن پاک ترجمہ [مولانا اشرف علی علیؒ] مجلد کمی کا
قرآن پاک ترجمہ [ہر یہ ساری ۷۰ صفحوں میں روپے۔

قرآن کی تفسیریں

تفسیر ابن حشمت [احادیث کی روشنی میں آیات کا تفہیم
تفسیر ابن حشمت [ظاہر کرنے والی وہ تفسیر خود نیا ہجر میں
مشہورہ غنوں ہے۔ ترجمہ سلیمانی، المحسانی، چھپائی پسندیدہ۔
یا کچھ جلدیوں میں مکمل۔ ہر یہ مجلد کچھ پیچکی روپے۔ کوئی بھی
جلد علیحدہ نہیں سکے گی۔

تحصیلات

سنن ابو داود عربی مع اردو صحیح ستر کی مشہور
کتاب۔ وہ اختاب
جو لام احادیث سے کیا گیا۔ ابھی جلد اول تیار ہوئی ہے۔
قیمت دس روپے (ریڑ طبع)

مسند امام اعظم (اردو مع عربی) امام الفخر حضرت
عبداللہ بن محدث دہلوی کی عظیم الشان کتاب دہلوی ہے جس کی
تعداد ۱۵۲۳ احادیث کا تجویز (مولانا عبد الرشید نعماٰنی کے
میں ہی پُر معاً اور سیوط مقدمہ کیسا تھی) جلد آٹھ روپے
موطا امام مالک ترجمہ عربی مع اردو آثار کا دو جو شیعہ
جو بخاری سے پہلے مرتب ہوا۔ بارہ روپے۔ جلد کریم تیرہ روپے
(جلد اعلیٰ چودہ روپے)

موطا امام محمد بن حنبل اردو مع عربی (قدیمہ لاما علی الرشید)
کتاب ارشاد (اردو مع عربی) انعامی۔ جلد اٹھ روپے

كتاب الاشمار (اردو مع عربی) امام محمد بن حنبل کے قریب کردہ
امام ایضیفہ نے چالیس ہزار احادیث نبوی سے تجربہ فرمایا
(قدیمہ مولانا عبد الرشید نعماٰنی) ہدیہ جلد آٹھ روپے۔

بخاری شریف (اردو مع عربی) جلد سنتائیں روپے
بخاری شریف (صرف اردو ترجیب) جلد پیسیں روپے
مجلد پختہ سنتائیں روپے

مشکوہ شریف (اردو مع عربی) (کل تین جلدیں ہیں)
مشکوہ شریف (صرف اردو) جلد پیسیں روپے۔

ترمذی شریف (احصیل روپ) (کل تین جلدیں ہیں)
مجد پختہ اخبارہ روپے

تفسیلات سے جائیہ ہوتے اسپ کو براہ راست مفسر
قرآن تک رسہ پہنچاتی ہے۔ دلشیں ۴۔ سند اور ذہن میں اتر جائے
والی۔ ابھی بھی اور دوسری جلدیں فرامیں کی جاسکی ہیں۔
جد اولیٰ جلد سائنسی بارہ روپے۔ جلد دوم جلد پنجم روپے

دسم فرآئیں

البيان في علوم القرآن اسیہو تفسیر حلقہ
کے مصنفوں میں
عبداللہ بن محدث دہلوی کی عظیم الشان کتاب دہلوی ہے جس کی
رسویت میں علماء از زیادہ صاحب حجیب علامہ نے بالفاظ
لکھ کر اگری اس کی تظریف مکمل ہے لیکن واحد نہیں۔ خدا کی
ذات و صفات، شانِ طائل، جزاء مسرا، فرجت و زیخت
بروت، ناسخ و مفسوخ، استعارة و کناہ اور اختلاف قرأت
کی بھیں۔ صفات لذت کا فذ الحکای پہچانی میسری۔
سی ایڈیشن۔ قیمت جھروپے۔

قصص القرآن قرآن کے میان فرمودہ تھصیں پر لا جزا
درست و مفسر کتاب، عظیم معاہدات کا خزانہ میں
اور تھیفیلات سے ملا مال۔ حجۃۃ اول آٹھ روپے۔
حصہ دو میں چار روپے۔ حصہ سوم سارہ سچ پانچ روپے۔
حصہ تہارم آٹھ روپے (کامل سیٹ منگا۔ پر قیمت پنچ روپے۔
جلد مطلوب ہوں تو ایک پختہ جلد پر ایک روپہ طرح جائیگا۔
عمدہ لغات القرآن افرانی لغات کی تشریح آسان
بلاتر جو تجھے کی خواہش اور شوق رکھتے ہیں ان کے لئے کتاب
بڑی مدد اہم کرتی ہے۔ قیمت غیر مجدد روپے۔

عظم لغات القرآن اچھے یعنی جلد میں حجۃۃ اول
۵/۵۔ حجۃۃ ۵/۴۔ حجۃۃ ۴/۵۔ حجۃۃ ۴/۴۔ حجۃۃ ۴/۳۔
۴/۲۔ حجۃۃ ۴/۲۔ حجۃۃ ۴/۱۔ (مجلدیں ایک روپہ نی جلد
بڑی جائے گا)۔

رساصل الصحابة دارالعلوم عربی مشہور کتاب
جو قرآن و حدیث کی روشنی میں صلح نفس کے طریقے سے ایمان
ہے۔ دو جلدیں ہیں مکمل۔ ہدیہ بیش روپیے۔

سنن دارالحیی رضت اردو حدیث کی مشہور کتاب
ہدیہ مجلد پانچ روپے۔

مشرق الافواز (ترجمہ) احادیث کا الفہلی تخطیب
ترتیب تحریکی اواب پر ہے جس سے یہ معلوم کرنا بہت آسان
پڑ جاتا ہے کہ کوئی فاسد مسئلہ اس حدیث سے نکلا ہے۔ تحریک کے
ساکھ ترشیخ بھی اور عربی متن بھی۔ ہدیہ چودہ روپے۔
رجملہ اعلیٰ سوولہ روپے۔

بلوغ المرم مشہور امام فیض حافظ ابن حجر الشیعی یہ کتاب
بخاری مسلم، ترمذی، ابو داؤد اور دیگر
کتب معتبرہ سے منتخب کئے ہوتے ہیں اسی کا عیش بھی
محبوب ہے۔ ترجمہ عربی متن۔ ہدیہ مجلد آٹھ روپے۔

صحیفہ همام بن ملک امام بن ملک اپنے کتاب حربت جو مشہور صحابی
ابہریہ نے اپنے شاگرد ابن عبیر کے لئے مرتب کی۔

ہدیہ ساڑھے تین روپے (مجلد مارٹھی چار روپے)

ترجمان الصستہ احادیث کی بہترین تفہیم و تشریح
پرشتل اور دو زبان میں اپنی قسم کی
واحدہ کتاب۔ اشتہار میں اس کی خوبیوں کا اجمالی تعداد
بھی مشکل ہے۔ اسی میکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ جلد اول پڑیں
(مجلد بارہ روپے) جلد دوسرا روپے (مجلد گیارہ روپے)۔

جلد سوم ساڑھے دس روپے (مجلد ساٹھے بارہ روپے)۔
بستان العیشین اشادہ عبد العزیز مجذد شد بلوہی کی
ایمان افروف کتاب کا اردو ترجمہ۔

لٹ پاریہ محدثین کے حالات اور خدمات و تالیفات کا پائیزو
تذکرہ۔ قیمت مجلد پانچ روپے۔

معارف الحدیث ایزوللہ انتظور عما فی دو جلد۔ دس روپے پہنچ

تجیہ بخش اردو بخاری کی ترتیب تخطیب احادیث کا
مجموعہ۔ مجلد آٹھ روپے۔

انتخب صحیح شرط بخاری مسلم، ترمذی، ابو داؤد اور
اویسی کا پسندیدہ انتخاب۔

ہدیہ مجلد پانچ روپے۔
تاریخ تدوین حدیث تدوین حدیث کب کیوں کیا گیس
اندازیں ہوتی؟ اس کا مامن

مفصل جواب معلومات کثیرہ کا خریز۔ ہدیہ ڈیڑھ روپے۔

علم حدیث افسوسہ علم الحدیث کی عمدہ تحقیق۔
ہدیہ سوارہ پریہ

سوالیں اور تذکرے

صحیح اپنے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور
تاریخی واقعات پر مشتمل ہے جو متفقین
مفصل مستند اور دلچسپ علمی تحقیقی کتاب۔ سیرۃ النبی کی تضمیم
محلیات کے سو اردو میں کوئی کتاب سیرت اس کے پتے
کی نہیں۔ قیمت مجلد دش روپے۔

حیات طیبیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک غیر
اجواب سیرت۔ صوری و معنوی خوبیوں
سے مزتی۔ قیمت دھماکی دش روپے۔

تیرفخت الوبک صدیق بعد رسول سب سے
پڑے انسان حضرت

الوبک صدیق کی مکمل سوانح۔ مجلد مع کور۔ قیمت دو روپے۔

القاروق امیر المؤمنین خلیفہ مسلمی سیدنا عمر فاروق
رضی اللہ عنہ کے حالات دیواری پر ملکہ شہزادی

کی ایک کتاب دنیا بھر میں مشہور ہے۔ قیمت مجلد چھ روپے۔

البود رغف اری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل سوانح مولانا
مناظر احسن گیلانی کے قلم سے۔ قیمت مجلد دو روپے۔

تیرفخت عین العزیز من مخلص العذر تھی کی
سوالیں اور حالات

بھی کی خلافت کی اگر علماء نے پانچوں خلافت راشدہ سے بغیر کیا ہے۔ مجلد تین روپے۔

شیعۃ اعتمانی شیعۃ الاسلام علامہ شیر احمد عثمانی کی علمی زندگی کے مفصل حالات

آئے کے علم فیض حدیث، فقہ، کلام، منطق، فلسفہ، مناظر، تقریب، اردو، فارسی، عربی، ادب اور سایہات میں بعاصیں تصریح، بڑے ۱۱۲ صفحات، مجلد چھسیں متوسط کام دو ش قیمت مجلد ساٹھے دلش روپے۔

ذکرہ احوالنا آندازہ حمد اللہ علیہ کی شہرہ آفاق کتاب جو ذکرہ ان کے اپنے اور آباؤ اجداد کے تذکروں پر مختص ہے معلومات سے لبریز۔ قیمت مجلد سات روپے۔

صحابیات صحابی عورتوں کے ایمان افروز حالات قیمت مجلد چھروپے۔

حیات امام ابوحنیفہ بن عییٰ سیدۃ العالمین علامہ شبلی علیہ السلام حضرت ابوحنیفہ کے مفصل حالات زندگی پر مفصل تین روپے (مجلد چار روپے) اور ایمان افروز۔ قیمت تین روپے (مجلد چار روپے)

حیات امام احمد بن حنبل مصر کے مائیہ ناز تحقیق امام ابن حنبل کا فلسفی اردو ترجمہ۔ امام احمد پر یہ اپنی وحدت کی واحد کتاب ہے۔ قیمت دل روپے۔

الغزالی امام غزالی پر مولانا شبیل نعماں کی محققانہ بیہت جواہل کیا ہے، دکان غرفہ غیر مجلد روپے۔ قیمت تذکرہ مجدد الف ثانی اس عظیم مردمومن کے حالات مولود ہجے امیت سلطان ام ربیٰ مجدد الف ثانی کے نام سے یاد کرتی ہے۔ قیمت مجلد چار روپے۔

محمد بن عبد الوہاب ازمولانا اسود عالم ندوی ارجمند علیہ شیعۃ الاسلام محمد بن عبد الوہاب مجددی کی سیرت اور دعوت پر علمی و تحقیقی تصنیف۔ جس میں شرق و مغرب کے تمام اخزیزوری طرح کتھوال اور غلط فہمیوں اور غلط بیانی کی حقیقت واضح تھی ہی ہے۔ قیمت دھانی روپے۔

حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس عظیم جس نے مسلمانان ہندوستان کے بھروسے شہزادے کو درجن حدیث کے ذریعے سلم کی۔ اور انہیں دینی خود و فکر کی صلاحیتیں اچھا دیں جن کی "تفیر حقانی" آج بھی ایک عظیم تفسیر مان جاتی ہے۔ قیمت مجلد سیم کو روپے۔

سیرت اشرف حکیم الامت مولانا اشرف علیہ کی مفصل تین روپے (مفصل سیرت۔ صفحات ۹۴۷) قیمت مجلد بارہ روپے۔

المسیلہ امام ابن تیمیہ کی معرکۃ الاراء کتاب۔ مصلحت جس میں واضح کیا گیا ہے کہ رسولہ کا ہم مطلب ہے اور اس کی شرعی حدود کیا ہیں؟ عجیب ہے! یہاں افسروز۔ قیمت مجلد نو روپے۔

لقویۃ الایمان (اردو) اشاعت ایڈیشن کی وہ شہرہ میں تخلیق ڈالدی۔ قیمت چار روپے (مجلد پانچ روپے)

الشہاب الشاقف (اردو) بدعاۃت کے درمیں ایک معرفت کتاب۔ پونے دو روپے تھی کا خاص نمبر۔ جس میں سعاد و موتی، عرض نیاز اور فاتحہ و غیرہ پر مفصل بحث اس کے علاوہ دیگر مضامین پر دلچسپی میں بحث میں گے۔ قیمت ڈیڑھ روپے۔

بدعۃت کیا ہے؟ مولانا عاصم عثمانی اور تین دیگر

تا ربع دیوبند۔ مجلد دو روپے۔ مولانا تھانوی کی مختصر سوانح۔ مجلد دو روپے۔ رفیق سفر۔ ساٹھے سات آنے۔

بلاغ المبین (دارالدرویش) قبر سنتی عرس و فاتحہ مجده تعظیمی میں بزرگوں سے وسیلہ پیر پرستی، سمجھو تو کیامت جیسے احمد رضا خواست پر حرف آخر جوابات میں زیادہ ترا نہیاں اکرم اور خلفائے راشدین کے لئے دیتے گئے ہیں۔ قیمت مجلد چاروں پرے۔

تسانیف ولسا اثر فتحی حسن اللہ عزیز

ہشتی ریلوس خزانہ روزمرہ کے تمام دینی مسائل کا معتبر مہسوط قسم اول مکمل و مداں۔ مجلد پندرہ روپے۔ قسم ایڈم مجلد آٹھ روپے بارہ آنسے دلوں کوں میں فرق یہ ہے کہ قسم اول میں توحشیہ پر عربی کتاب کے والے دینے گئے ہیں اور قسم دوم میں والے ہیں ہیں۔ اصل مضمون دلوں کا ایک ہے)۔

اصلاح الرسم مسلمانوں میں رائج شدہ رنگ برلنگی رسموں کی شرعی پوزیشن کیا ہے؟ اس کا تحقیقی جواب۔ قیمت مجلد پانچ روپے۔

تعلیم الیمن این کی یہم نے تعلیم عدہ تسبیبات معلومات پر مشتمل۔ قیمت مجلد پانچ روپے۔

حیات المسلمين مسلمانوں کی زندگی کیلئے لائحة عمل۔ قیمت مجلد ایک روپہ بارہ تک۔

دعوات عبد رب خطبات کا مجموعہ جو عصہ سے نایاب تھا۔ فتحی حسنے دو روپے (اب تک سوار جھنچھپ پکھے ہیں)۔

الشکست تصوف کے لطاائف و اسرار پر ایک خیم کا پڑھنے لیتا ہے۔ قیمت مجلد دو روپے بارہ آنسے۔

لقدیر کیامی جیسا کہ نام ہے ظاہر ہے، لقدری سے مستلزم پر عقلاً کو جوئی ہے۔ قیمت مجلد ڈھانی روپے

حضرات کے مضامین کا مجموعہ جو شرکت بدعت اور توحید و سنگھے فرقہ اور ایسا زپر لا جواب نہاد پیش کرتا ہے۔ مجلد تین پرے ر د عقائد بدیعیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو دیل بحث۔ قیمت ڈیٹھر ورپہ (مجلد دو روپے) و مقل بحث۔ شاہ سلم علیل شہری اور معاندین حضرت سمعیل شہری شاہ سلم علیل شہری اور معاندین پر ایں بدعت کے اہل بدعت کے الزامات کا کافی دشائی روپے۔ قیمت ڈیٹھر ورپہ (مجلد دو روپے)

اسد بن فضیل فتحی الاسلام ابن حبیب قرآن میں موصیین کوں دسیلہ کا حکم دیا گیا ہے **الوسیلہ** دہ کیا ہے؟ بے شمار معلومات علمی و دینی کا ذریعہ قیمت فلڈ فور روپے۔

تفصیر آیت کریمہ ابرکات مفادات۔ دیکھنے سے قابل ہدیہ تین روپے (مجلد چار روپے) **سماع** وحدو سماع نے باب میں ایک فیصلہ کن وجد و سماع دستاویز۔ قیمت هر فصل اڑھہ آٹے۔

مناسک حج حج اور مقام حج کے بارے میں تحقیقات مرواد جمع کردیا ہے۔ قیمت مجلد تین روپے۔

تسانیف شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کوئی کوں علم دینیہ میں شاہ حجۃ الدلائل کامل صاحبو کی یہ کتاب دنباہر میں شہر ہے۔ اور دو ترجمہ مع عربی قیمت ہر فہرستہ مکمل مجلد تین روپے۔ ازالۃ الخفاء کامل ای وہی شہرہ آفاق کتاب کیجسے جس کا پورا نام "ازالۃ الخفاء عن خلودۃ المخلفاء" ہے۔ دو مجلدوں میں کامل۔ اور دو ترجمہ سلیں۔

خلفات میں راشدین کے بارے میں بے نقطہ کتاب ہے۔ قیمت مجلد کامل پیش روپے

مناجاہ مقبول [بما شیرہ لانا عبد الماجد دریابادی]
اس قبول عالم مناجات کا مقام
مرتے کون نہیں جاتا۔ ہر یہ مجلد دروپے۔

تصانیف از ازاد

قرآن آپ سے کیا پوتا ہے؟	مجلد
اسلام کیا ہے؟	"
دھانی روپے	"
تینیں روپے	"
دو روپے	"
بارہ آئے	"
چھ آئے	"
کلہر کی حقیقت	"
قادیانیت پر غور کرنیکا سید حسناستہ	"
برکات رمضان	"

علم المعنیات

لغات کشوري [اندوکی ایک عمدہ لغت۔ کاغذ
روت سفید۔ ساڑھے سات روپے
(مجلد نو روپے)]

القاموس الی [انی قسم کی بھلی اردو عربی لغت۔
اور لکھنے والوں کے لئے تخفیف نادرہ۔ چھوٹے کھلا صفتی
قیمت مجلد سائی روپے]

کیمی المعنیات [علی و فالرسی کے جو محاورات اور
الفاظ اردو میں رائج ہیں انکی تعریج
یہ لغت اچھی اردو لکھنے اور سمجھنے میں بہت مددتی ہے۔
قیمت دو روپے (مجلد ڈھانی روپے)]

ملاتی سندھی اردو کے پڑھاصل فہرست۔

قرآن نمبر [مولانا آزاد، علامہ رشید رضا، علامہ
توہر طنطاوی، علامہ موسیٰ جارالتلہ
جیسے شہرہ آفاق حضرات کے مصنایں پرست و لالصورتوں
کا منظوم ترجیح بھی سیاپ الکر آبادی کے قلم سے شامل
اشاعت ہے۔ رعایتی قیمت ڈیڑھ روپے۔

حکمت نمبر [قرآن اور کیونزم، قرآن اور سائنس قرآن، بہتر
قرآن میں حقوق العباد اور قرآن میں آداب بھلی جیسے اہم محتوا

سائی روپے	مجلد
چھ روپے	"
ڈھانی روپے	"
چھ روپے	"
چار روپے	"
چھ روپے	"
دو روپے	"
دو روپے	"
تین روپے	"
ڈیڑھ روپے	"
ڈھانی روپے	"
دو روپے	"
چھ آئے	"
چھ آئے	"
ڈیڑھ روپے	"
ڈھانی روپے	"
سوانح کارا سترہ	غير مجلد
ولادت نبوی	"
امر بالمعروف	"
قول فیصل	"
دحوت حق	"
تحریک آزادی	"
حدائقے حق	"
ضائی ہجر و صال	"
حقیقت الصلوۃ	"
دشن آئے	"
دان سب کتابوں کو ایک ساتھ منگانے پر ۲ ریال روپیہ عایت)	"

تصانیف مولانا مشتوف رضا

معارف الحدیث مکتب مجلد در دو جلد دس روپے آٹھ آنے

کمیونرزم کے خدا خال

پتھر کے دلوں ادیان کے جو مشہور مصنفوں کی نزدیک کمیونرزم کو کہتے ہیں صفات سے فائدہ فرماتے ہیں۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔
درست ایک سیدھا چھپ اور حیرت انگیر اپنی۔ جس سے روس کے جبری ہجت کے ظالمانہ نظام کا بھی انکہ نظر سامنے آتا ہے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔
سرخ چین سے فرار آموز، عبرتاں اور منشی خیز۔

قیمت ڈیڑھ روپیہ
آزادی کی طرف

ایک برقے دسی افسر کی خدمت کا وصال بارک اور اس کے بعد سبھی خلافت راستہ کا قیام خلیفہ اول کا تخلیق کیوں کر غل میں آیا جگہ اصول، معروک آیا۔ اس تاریخ کی روشن صداقتیں زبان شرمند طراحت فرمائیے۔ قیمت مجلد تین روپیے۔

سو سطہ وس کی حقیقت بہت ضروری قابلِ انتقال کتاب۔ دو حصوں میں بکشل۔ قیمت دو روپیے۔

کمیونرزم اور کسان کمیونرزم کا ایشیائی نقطہ نظر سے جو بے شمار دستاویزی خواہیں سخن میں کامیاب پڑھنے پر سو سطہ نظام کی چکنچیاں پرستیں ایک سنجیدہ اور معماري کتاب جو چھپ بھی ہے اور حقیقت افراد بھی۔ صفات ۲۲۳ قیمت صرف ایک روپیہ۔

لینن کمیونرزم کے شہر رہنمائیں کی سوانح ایشیا تریب دیئے گئے ہیں۔ صفات ۲۲۴ قیمت ایک روپیہ۔ آزادی کا ادب بعض شخبوں میں ہے۔ مجلد میں ایک روپیہ۔

پیغمبر مسلم رسول اللہ کے بارے میں ۶۶ غیر مسلم شاہراہ

ناشیلین کا اظہار عقیدت۔ ایک روپیہ۔
بشرت کا مقام بلند مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے

تین تحقیقی مضمون۔ قیمت سوار روپیہ۔

گلدستہ نعمت طبعے طبعے شاعروں کا منتخب لغتہ کلام۔ چند مقالات بھی بطور ضمیمه شامل ہیں۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

ذہبیت

شاہناہ مسلم بیضا اول ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال بارک اور اس کے بعد سبھی خلافت راستہ کا قیام خلیفہ اول کا تخلیق کیوں کر غل میں آیا جگہ اصول، معروک آیا۔ اس تاریخ کی روشن صداقتیں زبان شرمند طراحت فرمائیے۔ قیمت مجلد تین روپیے۔

دیوان غالب نفس ایڈیشن جس میں خالق کی تحریر کا عکس ان کی تصویر اور بعض لیےے اشعار شاہی ہیں جو دوسرے ایڈیشنوں میں نہیں پائے جاتے۔ قیمت ساری سٹھے پانچ روپیے۔

شعلہ طور جلگہ راد آبادی کا مجموعہ کلام۔ مجلد پانچ پیہ اتنے سو جملہ شہنشاہ نفر جلگہ راد آبادی کا نیا مجموعہ کلام جس پر حکومت ہندستانیہ نے انعام دیا۔ مجلد بھی کو قیمت پانچ روپیے۔

حضرت امین رشید پروفیسر رشید احمد صدیقی کے درپر اور سین آموز مضمون میں کا مجموعہ۔ کتابت و طباعت اچھی اور کاغذ والی۔ مجلد میں خوبصورت کوڑ۔ قیمت ساری سٹھے پانچ روپیے۔

کلیست حالی اطاف حسین حالی کا مکمل مجموعہ کلام اجنبی میں آیک کو مدد نہیں میں بہترین عربیں اور اچھے تعلقات و تصادم میں ہے۔ مجلد میں کوڑ پانچ روپیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوبات فی معایدات

شامیں عالم اُرب
عکاروں، قبائلی
سرداروں ور عالموں
کے نام دربار سالت کی خط و کتابت اور معایدات،
ضروری تشریفات اور اہل خطوط کے فتوحی شاہی
ہیں۔ قیمت سوارد روپیے۔

محکمات

قرآن کی بعض آیات اور ان کی تفسیر و
معاکرہ۔ قیمت دو روپے مارہ آئے۔

آیتیں حقيقة تما

اس قرآن کی تفسیر میں مشہور مترجم
اسلام اکبر شاہ خاں جھیل بادی

نے ان تمام الراتمات کی بدل صفائی بیش کی ہے جو تنصف
حضرات غائبین اسلام پر لگاتے رہے ہیں۔ طرز تحریر صحیح
و سچی۔ استدلال حکم۔ تقدیم ضبوط۔ الحکایی چھپائی کاغذ
سب معیاری۔ قیمت تجھند بارہ روپے۔

جمهوریت اور خلیل تحریکیں

اور پیش اور کیانی اور اشتافت
کے مل پتصب العین تک پہنچنے میں کیا کیا رکاوٹیں پہنچائیں؟

اس پر اونچے علی ادا رکا تصرہ۔ مجلہ انتہیں روپیے۔

لطائف علمیہ

علامہ ابن حوزی کی کتابات دیکھا دیکھا
کا ترجمہ۔ قیمت مجلہ پانچ روپے۔

خزن حکمت

میں ڈالٹری اور طبقی بونیا کا ایک قسمی

خزانہ۔ اس میں انسان کی تمام بیماریوں کے طریق علاج
تلہستے گئے ہیں، ساتھ ہی بیماریوں کی تصحیح کے لئے صحیح
علامات بھی واضح کی ہیں۔ کسی ورنہ میں کس کس پر ہر کسی ضرورت
ہوتی ہے اور کس طرح اسے دو رکیا جا سکتا ہے؟ یہ سب پچھے
اس میں ہے گا۔ حکیم اور ڈاکٹروں کے لئے بے نظر کتاب ہے۔

لقریباً سترہ صفحات ہے۔ بھرپڑے ہوتے ان سو ٹیوں کو دو روپیے
جلدہوں میں کمل کر دیا ہے۔ قیمت چھیس روپے۔

دکونی جلد میسوندہ نہیں دی جاسکی۔

ادبیات کا مجموعہ جنہیں نیک تحریری مقاصد کے تحت
چھاپا گیا ہے۔ قیمت مجلہ تین روپے۔

ادب میں ترقی لپشاری

اہم سے تو تحریک جاری کی
گئی تھی اس کی پرست کندہ حقیقت فی الصل وہ کیونزم
بھی کی ایک سازش ہے۔ قیمت مجلہ ایک روپے۔

تی دنیا کی جھلکیاں

مدد موجودہ سماج میں طبقائی

نظام) مدد راقصہاری نظام، مدد راقصہاری عمارتی
ان جاریوں میں سے ہر ایک کی قیمت چار آنے ہے۔

خفیف علوم و فنون

ادعاوں، مناجاتوں، وظیفوں اور
جامعہ کلمات کا مشہور تجوید مجلہ

پیشہ آفان کتاب اور دو ترجمہ
مقدمہ بن خلدون

پوکر آگئی ہے۔ مجلہ پیشہ پندرہ پیشے
(مجلہ اعلیٰ مشترہ روپے)

تحریک انخوان ایمین

نصریک مشہور اسلام پسند
جماعت اخوان ایمین جسے

کئی دینہاؤں کو پھانسیاں دی دی گئیں۔ گیا ہے ۱۹۴۷ء کا
کا معتبر اور مفضل جواب حاصل کرنے کیلئے مصر کے محقق
کیا یہ قابل اعتماد کتاب ملاحظہ فرمائیے جس کا سیس اور دو
ترجمہ تین درجواں ملی ہے۔ قیمت مجلہ تین روپے

عبد نبوی کے میدان جنگ

محمد حسن الدین کی
مشہور تحقیق دفتر

وہ کتاب جو فوج اور دیگر زبانوں میں بھی بے شمار تھی ہے۔

عجیب کتاب ہے۔ متعلق نقشہ اور تدریخ خذین، احمد،
اور دیگر تاریخی مقامات کے جو تسلیں ذوق بھی منسکاں ہیں

قیمت ڈرٹھ روپیے (مجلہ دو روپے)
اجماعت اسلامی بر کتبہ گلے بعض عز اضافہ پر
مولانا عاصم عثمانی کی مفضل تقدیم۔ دش آنے

تفیرین کشی تو غمیم الجاری تکے احمد پرگاموں کے سامنے فیض القرآن دیوبند کی تیسری مائی نازیں کش

حدیث فسیح حقانی حوالہ ضالا

مصنفہ: عدۃ المحدثین فخر المحدثین شیخ العلامہ حضرت مولانا عبدالحق حب حقانی دہلوی

قرآن کی خدمت ایک سعادت، اس میں تعاون تباہی ایمان کی عالمت ہے، قرآن مسلمان کی زندگی کا امام، سترپنہ شیعہ و بکت، کتاب بہادیت اور نما احکام اسلامی کا ایک جمیع عقائد ہے۔ یعنی محض سلاسلی کی خدمت کا نقطہ نظر سے وہ حاضر کی ضرورت کو مکمل کرنے والی تفسیر کا آپ کیلئے انتخاب کیا جو تنہی سر مشبوہ مشرک علماء حقانی کے علم فرقہ کا ایک کامیاب و نادر ذخیرہ ہے جس میں سیسیں باعث اور وادہ درج ہے۔ روایات ہمیشہ حوالہ اکتب، ربط آیات، ترتیب، شان نیز میں، سند، قصص، دعائیں اور جذب سائل ضروریہ بیکاہت کیتی گئی ہیں، اس تفسیریں غالباً اسماں کے جملہ عرضات پر مذکون صحن مکمل میں جو بات ہو جاؤ، حافظ کے ذہنوں کی صحیح معرفوں میں عوکاہی کرنے تھیں موجود ہیں، یعنی اس تفسیر کو بعض حافظوں کے رحجانات سے نیادہ قریب کئے اور عام مسلمانوں کے لئے اہل کو غافل بنانے کے لیے حسب ذہن اضافات بھی کیے گئے ہیں:-

حصوصیا ۱۵، اس تفسیری زبان قلم حفی جس کی وجہ سے طالب صحبت میں دشواری ہوتی تھی اسی کافی احتیاط کے ساتھ زبان میں ترقی زدا کت پیدا کردی گئی جس کی بناء پر اب تفسیر نہایت سلسہ دلکش ہو گئی یعنی معرفوں کا اشارہ جس کی وجہ سے مختلف مصائب ایک سے سے متاز ہو گئے ہیں (۲۳) مسلمان حقوقی ترقیات اور تحریکت کی تردیدیں زور قلمصرف کیا ہے۔ جدید تفسیر حقانی تینیں کے ملادہ موجودہ وقت کے تمام مگرہ فرقوں کے باطل خیارات کی تردیدیں کردی گئی ہیں جس کی وجہ سے اپنی تفسیری کی قادریت کہیں سے نہیں پہنچ گئی ہے۔ (۳۳) یہ کہ تفسیروں کی پیش نظر عیسیٰ ایسی تحریکت کی تردیدیں اس کا قول طلاقت فرقہ کوچھ تھا، چنانجاہیا جدید تفسیریں ان تمام اعلان و مکات کو مسٹر طح سمیت دیا گیا کہ اس تفسیر کے بعد آپ کسی اور تفسیر کے ہمراز متحفظ نہیں ہیں (۲۴) اعلانے دیوبند و رقائقی معلوم تھے کہ اہرین کی ایچھوئی تحقیقات کے ساتھ ساتھ مولانا آزاد اور دو رہنماء کے ان کا سیاہ بصرین کی تحقیقات کے جا بجا خالے سے، یعنی غور ازی اور مسلطہ ہی کے ای نازک انشکافات مسٹر طح سمیت یہ گئے گا اپنے آپ کو تفسیر، ازی او طغادی کی طویل جدلوں کا مطالعہ غیر ضروری معلوم ہو گا۔

پر و گرام ۳۵ مکون تفسیر حقانی ۲۷ جزو میں شائع کی جائے گی، ہر چڑکی صفت میں وسطاً ایک صفت ہو گی جو ہر ہذا ایک کیسے تینیں تکمیل ہے پسیں گی ساز ۲۰۰۲ء کا نہ عذر غرفہ، تابت ہی ایسا عیاتِ عیاری تباہیں نہیں، سیدیہ فی جزیک پیغمبر نبی پیغمبر نبی علادہ داشت جو گواری رعایت صرف نہیں اکابر میں کے مخصوص ہے، عام حدیہ داد، دو بیہقی جزو گواہا۔ اس مسئلہ کی دلیل شرکت کیلئے ایک روپہ پذیر عینی آرڈر روانہ فراہم کریں جائے مہربن کی خدمتیں ہر ماہ جدید تفسیر حقانی کا ایک جزو مدد کریں جو دریہ دی یہ مبلغ دو روپے ارسال کیا جائے امر گیا لیکن اگر آپ پانچ روپے کی دوستیں کر رہے ہوں کہ ہر چند پنج بیکھاریں کے تواریخی دوستیں کی ارسال ہو گی:-

آپ پر خداوس مقام و مکان نظر مکتوب تفسیر آن ایوب پسیل عکس پیشوا بی پی

دُرَرِ حَجَرٍ مُشْهُدٌ لِمُعْرِفَةِ سَرِيرِهِ

جو تقریباً سو ل سال اپنی خدمت آنجام دے رہا
 ایک لکھانہ دیپے آوھا تو لئے رہے ڈرہ روپیہ ڈاک خرچ
 مخصوصو ششی دھات کے بندار ڈول بن
 بخیر لسی مرض کر کر لکھنے کے سامنے
 بھی ہمیشہ اس استعمال کرتے رہے
 کیونکہ یہ آخری عمر تنگ ہو قائم رکھنا اور
 لوض کے حملوں سچاتا ہے

DURR-E-NAJAF

- دعمند جالا رتونا پڑبائی سرخی، اور آنکھیں دکھنے میں مفید ہے۔

- آنکھوں کے آگے تاسے اڑتے ہوں، یا بینائی کمزور ہوتی جائزی ہو، یا آنکھیں تھکادت محسوس کرنی ہوں تو اسے استعمال فرمائیے۔

- ضروری ہایات ساتھ بھیجی جاتی ہیں

جن حضرات نے تحریہ کے بعد تعریفی تحریریں میراث فرمائیں ان میں سے چند کے اسماء گرامی

حضرت مولانا سید حبیبی احمد صاحب مدفیع حضرت مولانا شیبی احمد صاحب عنثانی رحمۃ الرحمٰن علیہما السلام مولانا اشتیاق احمد صاحب اسزادوالا العلوم دیوبندی حضرت مولانا مطلوب لرحم صاحب عنثانی مولانا مفتی عذیق الرحمن صاحب (ندوۃ المصنفین می) ڈاکٹر طفریار خاں حنابی شاہی سرجن - حکیم کہنیا لال صاحب دیوبندی پور ڈاکٹر انعام الحق صاحب ایں ایم ایس ہومیو بیٹھک ساہبو جالا السرن صاحب دیس اعظم مراد آباد جناب میا زیبی ایڈری اسلامی میانی دیوبند

ہندستان کا پتہ دار الفیض رحمنی - دیوبند - صنیلخ سہارنپور - (یو - پی) انتدیب

پاکستان کا پتہ عثمان عنی - کرانہ مریٹ ۲۲۸ - عینا بازار پیراہنی بخش کالونی - کراچی پاکستان